TOTAL DAMAGE BOOK

The Drinched Book

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222309

UNIVERSAL
LIBRARY

نور جمال حضرت طاہا زمانہ ہیں تاجدار آئینہ ہے امام زمان کے کمال کا
کیوں ہوں نہ مدح حضرت ہاشم مستفیض (کشم ہاں) میوہ ہے یہ ریاض نبی کے نہال کا

واللہ غالب علی امرہٖ

ہزاران ہزار شکر و حمد قادر بیچون و مبرہن بے چند و چگونہ جل جلالہ
بندگان علیحضرت قدر قدرت والا شان ظل سبحانی ظل قاہر

تنویر الاشعار

دار الطباعت بمطبع مسمی بجناب منشی محمد علی خان صاحب
بسعی و اہتمام محمد دین کلرک مدرسہ دار الامان محمد پور بعہد سلطنت

در مطبع ہائی گردید

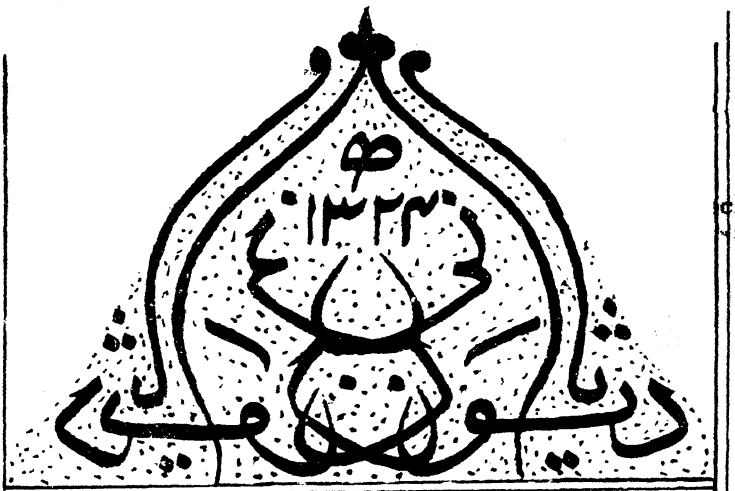

دیوان دوم قصیدہ بمدح حضرت صاحب الامر

علیہ السلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شعبان مین طلوع ہے بدر کمال کا — یہ بارہوان ہے چاند امامت کے سال کا
ہے دل مین دہیان قامت طوبی مثال کا — سایہ ہے مرغ سدرہ ہمارے خیال کا
یوسف کی دہوم آیت منسوخ ہوگئی — اُترا فلک سے آج صحیفہ جمال کا
فصل الخطاب یہ ہے تو وہ انہدنا الصراط — کس سے رقم ہو وصف تری بول چال کا
روح القدس کی گود مین پائی ہے پرورش — ہے عرش کا ہوا رہ شہ باکمال کا
کیا مدح ہو خزانۂ فیض حضور کی — ہر ایک آسمان ہے صندوق مال کا
دنیا بہشت ہوگی ترے عہد پاک مین — کپڑا غریب پہنین گے طوبا کی چھال کا
حکم حضور سے حق و باطل مین فرق ہو — چھٹ جائے اختلاط حرام و حلال کا

یکسان رہین گے کاشن عالم مین سرد و گرم
ہوگا یہ عہد پاک مین رنگ اعتدال کا

کرتے ہین دفع سحر ترے نام کے نقیر
ہے پوستین اژدر موسیٰ کی کہال کا

بے نقص ہون گے عہد مبارک مین مہر و ماہ
کٹنگا کمال کو نہ رہے گا زوال کا

وقت ظہور نقش کف پاے پاک مین
آئینہ لوگ دیکھین گے حسن مآل کا

بے نور تیرے ہجر مین ہے آفتاب چرخ
گویا نمونہ ہے رخ زنگی کے خال کا

تو حکم دے جو ترک طمع کا جہان مین
ممکن نہین جو صید ہو پابند جال کا

پاتے ہین تیرے فیض سے اسنے دُر نجوم
گردون ہے دست دہر مین کاسہ سوال کا

ہوگا غنچہ زمانہ ترے دور پاک مین
ڈھونڈے سے نہ پائین گے کہین دانہ وبال کا

دشمن کو سیف قہر سے ممکن نہین پناہ
تیغ قضا ہے اُسکے لئے چاند ڈھال کا

ہر شب شب چہاردہم ہوگی دہر مین
ہوگا یہ تیرے دور مین رتبہ کمال کا

افسردگی سے تیرے فقیرون کو ہے امان
رخت حیات جسم مین جبہ ہے شال کا

سرسبز تیرے فیض سے ہر خاکسار ہے
ریحان سے اتفاق ہے جام سفال کا

تیرے گداے در کو ہے چار و نظر عروج
حاکم ہے شرق و غرب و جنوب و شمال کا

گردون ہے فیضیاب ترے نخل جود سے
ہے ہمین رنگ سبزۂ پاے نہال کا

سرو قد حضور کی الفت نہو اگر
سبزہ نہ لہلہاے ترے بال بال کا

دولت سے اجتناب ہے تیرے فقیر کو
اکسیر یقین ہے گرد ملال کا

پڑ جاے جان پاون جو خوان کرم سے کچھ
تار نفس بنے مجھے دور احتلال کا

ہین میرے پیشوا ترے کوچہ کے خاکسار
مین مقتدی بنا ہون صفوف نعال کا

اعجاز دیکھ کر ترے اے صاحب الزمان
منکر نہین ہے کوئی وقوع محال کا

قدر یقین بڑھے گی یہ تیرے زمانہ مین
اُٹھ جائیگا جہان سے نام احتمال کا

موسیٰ ہین تیرے طالب دیدار دہر مین
لا ریب فیہ نور ہے تو ذو الجلال کا

ظلمات دہر کھوئے نورِ ظہور سے
اچھا نہین ہے ابر مین پر تو جمال کا

دنیا کو شانِ جلوۂ یوسف دکھائے
عود و شباب ہو کہین اس پیرِ زال کا

وقتِ ظہور شانِ مسیحا نظر پڑے
متن شریف سمجھون مین چالیس سال کا

اتنو دکھاؤ سورۂ نورِ جمالِ پاک
تا چند مشغلہ رہے صحف کی فال کا

یک رنگ کر دے اول و آخر کو دہر مین
پردا اٹھو زمانہ سے ماضی و حال کا

سورج ہو جیسے ابر مین پرتو فشانِ خلق
غیبت مین یون ہی فیض ہے مہدی مآل کا

جینا اُسے عذابِ جہنم سے کم نہین
کافر کی گو رو دل ہے تیرے بدسگال کا

۲۴ دجال کو ہے قہر خدا تیری ذوالفقار
محشر ہے نام عرصۂ جنگ و جدال کا

ہون گے مسیح و خضر غلامون مین مقتدی
تو مقتدا ہے جادۂ حسنِ مآل کا

صاحب زمان و قایم و مہدی و منتظر
ہر اک لقب ہے بادشہِ بے مثال کا

تحریر و صف آل پیمبر محال ہے
ہر اک ہے آفتاب خدا کے جلال کا

طوفان کا خطر نہین دریائے دہر مین
پایا سفینہ مین نے پیمبر کی آل کا

اے کردگار جلوۂ خورشید صبح سے
مژدہ سنون ظہور شہِ باکمال کا

روح القدس کو حکم ہو لیجائے آپ تک
زینہ بہت بلند ہے بامِ وصال کا

نقلِ مکان کی فکر ہے بلوا لو اپنے پاس
ہے در دہجر مین مجھے خوف انتقال کا

بھیجو اے سفینہ عفو خطا کو مری
دریا ہے موجزن عرق انفعال کا

داغِ جگر مرے مہ کنعان سے کم نہین
دل پر ہے نقش تیرے رخ بیمثال کا

تعریف کیا کرون تیری اولاد پاک کی
محبوب ہے ہر ایک پیمبر کی آل کا

نورِ جمالِ حضرتِ طاہر زمانہ مین
آئینہ ہے امام زمان کے کمال کا

شانِ بلندِ حضرتِ قائمؑ کے مین نثار
سر پر عمامہ ہے کرم ذوالجلال کا

کیا مدحتِ جناب برہیمؑ ہو سکے
پرتو ہے جس مین سرور حمید رمثال کا

کیون ہون نہ مدح حضرت ہاشم سے مستفیض
میوہ ہے یہ ریاض نبیؐ کے نہال کا

ان مین سے ایک کی بھی زیارت جو ہو نصیب
دیکھون مین چاند جلوۂ حسن مآل کا

سر دابہ کے طواف سے بڑھ جائے آبرو
جام مراد کاسہ ہو آب زلال کا

بیت الحرم ہو مسجد بیہلہ مین یا کہین
یارب دکھا دے جلوہ شہ باکمال کا

قربان دیدۂ پسر مہ ریا ریہ
دیکھا جمال جس نے شہ بے مثال کا

قسمت برنگ غانم ہندی جو ہو رہا
دیکھون جمال شہ بے ہمال کا

قاسم بن علا کی ہو مین آنکھین سب لوہ گر
پایا جو فیض نور خدا کے جمال کا

اعجاز تیرے نانیون کے کیا رقم کرون
ایک ایک ان مین حضرت رام مآل کا

کلمات باغ دین ہین شہیدان اہلبیتؑ
عاشق ہین سرخ رو نہو کیون رنگ لال کا

مولائے فقیر مسنیر حقیر ہے
پہنچے وہ تیرے دست فیض سے کاسہ سوال کا

ہے منتظار مراد مین مرمی ملین
آئینہ تیرے سامنے ہے میرے حال کا

مولا مرے ہے نہیں اب تاب صبر کی
کو دگران اُٹھا مرے دل سے ملال کا

تاریخ اس قصیدہ کی تصنیف کی سنو
قائم ہے وصف پاک شہ بےمثال کا

۱۲۷۴

غزلیات

جب تیری گرد راہ کو حکم شمیم تھا
میرا ہی دود آہ جواب نسیم تھا

در فراق سینہ مین جب تک مقیم تھا
دوزخ کو اشتیاق عذاب الیم تھا

ناساز مفلسی مین بہار شباب تھی
ہر ریشہ نخل عیش کا نبض سقیم تھا

اے تیغ یار تجھ سے ملے کوئی کس طرح
جس مین تری جگہ تھی وہی دل دو نیم تھا

آپ وہوا سے عشق کی پوچھو نہ کیفیت
ہمصحبت آہ سرد سے اشک یتیم تھا

اس قید سے کتاب جنون پڑھ کے چھٹ گئے
کوچہ ترا شکنجۂ امید و بیم تھا

بے پردہ تم گئے نہ شبستان طور مین
محتاج اس چراغ کا دستِ کلیم تھا

ساقی مزیلِ عقل نہ تھی پیش ازین شراب
ہر شیشہ میکدہ مین دماغ حکیم تھا

معراج تھی حصیرِ قناعت کو جن و انون
زیر زمین سہیل فلک پر ادیم تھا

ہشیار ہو کے ظلمتِ انکار مین پھنسے
میدان بیخودی کفِ دستِ کلیم تھا

بے آبروئی ہجر کی برسات اے فلک
ابرِ سیاہ میری نظر مین گلیم تھا

اوقات تلخ کام ادھورے رہے مرے
نخلِ مرادِ گلشنِ ہستی مین نیم تھا

طفلی سے مین وہ مصحفِ الفت پڑھا کیا
ہر ایک پارہ جس مین الف لام میم تھا

تخمِ اُمید بوتے ہے ہم وہان عبث
جو دشت شورہ زارِ عظام رمیم تھا

جس کو چراغ گور سمجھتے ہے صبحِ ہجر
یہ داغِ شب کو لالہ باغِ نعیم تھا

سرگشتگی سے کوئے بتان مین نہ کچھ ملا
قسمت کا پھیر جائے طوافِ حریم تھا

مُلکِ جوان کی تیغِ جفا مل گئی مراد
بے فیضِ آتشین مین دستِ کریم تھا

ابرِ سیہ نے ہجر مین کھوئے مرے حواس
گویا غبار آمدِ فوجِ غنیم تھا

دنیا مین رہ کے مشقِ جنون کرتے کس طرح
یہ دشت تنگ تر صفتِ چشمِ میم تھا

کیون کر نہ دل دون ایک بتِ راہنما کو
ہندی نویس کاتبِ عہدِ قدیم تھا

پہنچے حرم سے تا نجفِ پاک اے منیر
ہر سنگِ کعبہ میل رہِ مستقیم تھا

غزل

در ذکر تولد جناب امیر علیہ السلام

آج کعبہ مین شہنشاہِ ولی پیدا ہوا
خانۂ حق مین درِ علمِ نبی پیدا ہوا

حضرتِ بنتِ اسد مریم سے رتبہ مین بڑھی
خانہ زادِ حق امامِ متقی پیدا ہوا

آبروئے چاہِ زمزم اب سوا ہو جائیگی
چشمۂ آبِ حیاتِ سرمدی پیدا ہوا

شادیٔ میلادِ حیدر کی مچی کعبہ مین دھوم
ہنسکے کہتی ہین نبی میرا ابھی پیدا ہوا

سرنگون بت ہو گئے پنہان ہوا کفر و نفاق
پردۂ توحید کا سرِ خفی پیدا ہوا

آج نقشہ اسم اعظم سنگ اسود پر کھدا
نورِ حق لعو یذ بازوئے نبیؐ پیدا ہوا

آج خلقت کو کہلینگے معنی اُنہم رَاکِعُوْنَ
ناصرِ حق والی شرعِ نبیؐ پیدا ہوا

کعبہ مین نازل ہوا قرآن ناطق عرش سے
حافظ اسرار اللہ و نبیؐ پیدا ہوا

جسکو فرمایا خدا نے بَعْضُهُمْ اَوْلِیٰ بِبَعْضٍ
مژدہ اے دل آج کعبہ مین وہی پیدا ہوا

اُمتی کیون نہ فرمائین رسولِ کردگار
فخر ہارون نورِ شمعِ ایزدی پیدا ہوا

جسکی طاعت سے ہے اک فرد کی افضل جنگ
حامیٔ اسلام دستِ ایزدی پیدا ہوا

حضرت آدمؑ سے تا عیسیٰؑ یہ افضل سب سے ہے
جانشینِ مصطفےٰ نفسِ نبیؐ پیدا ہوا

رحم ارباب مصیبت پر کیا اللہ نے ✣
ناصرِ کل مطلب نادِ علیؑ پیدا ہوا

جس کے حق مین خالق عالم نے مَنْ یَّشْرِیْ کہا
اسمان شرع کا وہ مشتری پیدا ہوا

راہ حق مین مال و جان اپنا لٹایا بارہا
غالب کل نورِ حق عادل سخی پیدا ہوا

کعبہ کو سجدہ کرین گے اہل ایمان آج سے
قبلۂ دین خضرِ راہِ راستی پیدا ہوا

لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفَقَارْ
مردِ میدانِ جہاد شجع جری پیدا ہوا

عرش سے تا فرش چرچا ہے مبارکباد کا
منتظر جس کے پیمبرؐ تھے وہی پیدا ہوا

نزع مین بھی قبر مین بھی دیکھ لینا اے منیر
مرشدِ روح الامینؑ مولا علیؑ پیدا ہوا

غزل

روئے وہ حال سنتی ہی عجز و نیاز کا
تھا مرثیہ سلام ہماری نماز کا

افسانہ کہنے دو مرض جانگداز کا
کچھ تعجب نکلے دلِ عشقباز کا

اسباب رقص کیون نہو قربان ناچ مین
پھرتا ہے گرد گیر تری پیشواز کا

صحرا نورد قیس ہے فرہاد کوہ کن
عالم جدا ہے میرے نشیب و فراز کا

وجدان سر ہوا ہے مجھے بزم رقص مین
چکرا رہا ہے گیر تری پیشواز کا ✣

بہروپ ہین یہ حسن حقیقی کے غافلو
دھوکا نہ کھائیو کہین حسن مجاز کا

رسوا ہوئی ہے کشتی اہل زمد مین
جھنڈی چڑھا ہے نام و نشان اس جہاز کا

طوبا کیطرح گنبد گردان مقام ہے
تہالا ہے فور چرخ مرے سرفراز کا

بصنوع مین حقیقت صانع ہے مندرج
وسعت ادب سے کھول لفافہ مجاز کا

وہ کوستے ہین تا نہ ونالون سے کشف حال
نکلے جو گانٹھ حلق مین عقدہ ہو راز کا

پہونچا کمند زلف سے تا بام عرش
اللہ رے دماغ بلند سرفراز کا

کرتا ہون نالے دلمین جو لیتے ہین چٹکیان
خاصب کی چھیڑ چھاڑ ہین ہے لطف ساز کا

چوٹی حضور اپنی جو کھولین شب وصال
دوہا تہ سلسلہ پڑے عمر دراز کا

پوشیدہ منہ کیا ہے رضائی مین اندنون
پردہ ہے بینی ترے خفائے راز کا

منظور قتل عام عبادت سے ہے انہین
چہپا جو مارتے ہین وہ سر نماز کا

پیدا کیا ہے لطف مشعبد نے دلمین گہر
شیشہ مین ہے مقام مرے شیشہ باز کا

چہانٹا تمہین حسینون مین اہل نگاہ نے
صدقہ اتارئے نظر امتیاز کا

نشہ مین ہمسے یار کشیدہ ہے کس لئے
اے دخت رز سبب نہ کہلا احتراز کا

رعشہ ہے تیرے خوف سے ہر سرو باغ کو
اے سرو قد گمان نکر ہے تہتراز کا

کی مہر اس حسین نے پہچان کے لئے
دل پر ہمارے داغ دیا امتیاز کا

پرہیز آپ کیجئے نرگس کی سیر سے
بیمار سے خیال رہے احتراز کا

ساقی نے مرغ روح لیا جان کے عوض
رنگ بط شراب ہے یہ وغن ہے باز کا

اپنا غبار آپ کے ہومے سے بر گیا
سیدان ہمنے جیت لیا ترکتاز کا

صانع کو قدر حسن کی صنعت سے کہل گئی
نقشہ تجھی مین ہے تری صورت طراز کا

رکہی ہین ہڈیان سگ جانان کے واسطے
مدت سے دانت ہی دہن حرص و آز کا

درگاہون مین جو شمع چڑہاتا ہون کہتی ہین
روشن ہی حال آپ کے سوز و گداز کا

سو وا ے خال بحر جہان ہین ہے راہ بر
رستہ کہلا ہے قطب نما سے جہاز کا ۲

سر کہ جبین شراب کے پینے سے ہوتے ہو
جاری کیا ہے خوب طریقہ حجاز کا

کھینچا ہے پوست تیرے پیازی ڈوپٹہ نے
ہر دم مہری کے نیچے گلا ہے پیاز کا ۴

چوٹی گوندہی تو طائر جان ہو گیا شکار
کنگھی تمہارے بالون کی پنجہ ہے باز کا ۳

مجھ سخت جان سے ملنے کی پوری ہوئی مراد
تلوار اس کی دونا نیاز کا ۴

ہوتا ہے حسن و عشق کے ہاتھون سو خون دل
اس شہر مین دو عملہ ہے ناز و نیاز کا ۳

مین جانتا ہون آج مجھے لگیا جواب
اب حوصلہ نہین ہے سلام و نیاز کا ۵

مینائے دل کو ٹھونک بجا کر اٹھا لیا
ممنون ہون مین اس صنم دل نواز کا ۴۲

اشعار ہین ترانے عروسان فکر کے
گل ہے سر خامۂ معنے طراز کا

تو نے تو رقص مین بدن اپنا چرا لیا
سب دیکھتے ہین ناچ تری پیشواز کا ۴۴

مینائے دل جو ٹوٹے تو نکلے شراب عشق
پڑ جائے پاؤن بھولے سے اس مست ناز کا ۳

کاغذ کے گھوڑے دوڑے تھے راہ عشق مین
لکھہ بھیجتے ہین حال مجھے ترکتاز کا

خالی سراغ کشتی مے سے ہے یہ غزل
اس بحر مین نشان ندیکھا جہاز کا

بیٹھا ہے جو سبق کو تو اے طفل خوبرو
محمود نامہ پڑھ خط رو سے ایاز کا

ڈرتا نہین ہون قبر مین جانے سے اے منیر
مشتاق ہون زیارت شاہ حجاز کا ۹

مرض عشق کے بدلے مرض سل ملتا
کاش پتھر سے لگے یا رب عوض دل ملتا

یون تو قائل نہین ہم آپ کے اے حضرت خضر
پوجتے پاؤن اگر کو چۂ قاتل ملتا

متحد ہونے سے بھی ہم کو تردد رہتا
دو دلی ہوتی اگر ہمسے ترا دل ملتا

قلزم عشق مین کیون ڈوبتے بے کس مین کر
باتین کرنے کو جو کوئی لب ساحل ملتا

کعبہ و دیر سے اٹھہ جاتے دوئی کے پردے
میری دل سے جو دم وصل تیرا دل ملتا

عمر یکھنے مین اپنا نہوا ایک حسین
جیتے دو ہفتے تو کوئی مدعا حاصل ملتا

۲ کثرت غم سے سماتا نہ کبھی سینہ مین
چھاتی پھٹ جاتی جو پتھر کو مرا دل ملتا

۳ دل مین لیلی کے جو اے قیس ترا گھر ہوتا
تیرے تربت کے لئے گنبد محمل ملتا

نقد جان نذر شہادت مین حوالے کرتے
سر چڑھ جاتے جو ہمین خنجر قاتل ملتا

راہ کر لیتے ترے دل مین کسی صورت سے
کوئی رستہ اگر اے صاحب محمل ملتا

عید کر تا طپش غم سے رہائی پاکر
موت آتی تو تڑپ کر دل بسمل ملتا

پاؤن تھک جانے سے دل گیر نہوتی عاشق
ہاتھ دوڑاتے اگر دامن قاتل ملتا

خوب خشک و تر عالم کی اٹھاتے گذت
حوض دل جو ہمین کاسۂ سائل ملتا

تلخ کامی کے بھروسے نے بڑھائی ہمت
کہا ہی جاتے جو ہمین زہر ملا مل ملتا

۴ دل مین لیتا مین تجھے کھول کے چھاتی کی کواڑ
تو اگر سینے سے لگ کر سر محفل ملتا

شرم آتی ہے ہمین عشق مین ڈوبا لگیا
منہ چھپا لیتے اگر دامن ساحل ملتا

۵ شہدا دیکھکے کہتے ہین مرے بت کا حسن
جان پڑجاتی جو ایسا کوئی قاتل ملتا

مجھے پہلے دل بیتاب کو کرتا ٹکڑے
یا الٰہی مجھے ایسا کوئی قاتل ملتا

اے منیر اپنے لئے زہر ہوا ہجر طبیب
کاش رویا ہی مین وہ شاعر کامل ملتا

جنون زدون کے لئے موسم کمال آیا
پر تھی کہیس مین نوروز اب کے سال آیا

۲ رولا کے مجھکو ترے ہجر کا خیال آیا ....
تری کی راہ یہان لشکر ملال آیا

سبھون سے پہلے لئے بوسے اونکے ہونٹونکے
اچھوتے بیٹے مین جاکر مین ہاتھ ڈال آیا

تپ فراق کی رو واد اُسنے ظاہر کی
بخار سینۂ مجروح کا نکال آیا

۳ فروغ ہجر مین کیا آفتاب عمر کو ہو
ادہر تو دوپہر آئی ادہر زوال آیا

۴ کفن مجھے بت محمل نشین نے بھجوایا
شتر سوار لئے خلعت وصال آیا

جو روز حشر سے تشبیہ آنکے رخ کو دی
تو آفتاب کی صورت انہین جلال آیا

بلا لیا مجھے عشق دہن نے خط لکھکر
عدم سے ڈاک مین فرمانِ انتقال آیا

محال تھا گذر اس شیشہ مین ہوا کا بھی
دلِ جناب مین کس راہ سے ملال آیا

یہان تو موت کو بھی راستا نہین ملتا
اندھیری رات مین کیون کر ترا خیال آیا

خطا تھی آنکھون کی دل تیغ یار کو سونپا
کسی کی بات کسی کی طرف مین ڈھال آیا

شکست دل ہوی سرکار کے عتاب کے ساتھ
پڑی جو چین جبین آئینہ مین بال آیا

رخِ لطیف کی تصویر بھیجی پیک کے ہاتھ
فرشتہ لیکے یہان مصحف جمال آیا

ہمارے دل کے تیر سے اسقدر حیرت
نہیں ہیں آئینہ صاف تیرے گال آیا

بھوؤن کی یاد نہ تڑپائی گی مہینے بھر
ہمارے ہاتھ اگر خنجر ہلال آیا

رقیب لیگئے چھپ چھپکے پان انگیا کے
ہمارے حصہ مین انگل ترا و گال آیا

ستارہ سحری کو جھپائے گی شب تار
ہوا سے گیسوئے مشکین قریب طال آیا

وہ کیا خطا ہوئی آنکھین ملائے ہم سے
ادہر تو دیکھئے کس بات پر ملال آیا

نظارے روزنِ دیوار سے کئے مینے
پرای آنکھون سے مین تمکو دیکھہ بھال آیا

ہمیشہ پنجۂ رنگین کے وصف نظم کئے
حواس خمسہ مین کس روز اختلال آیا

کلام عاشق و معشوق کا ہے رتبہ اور
مرا جواب حدیث آپ کا سوال آیا

خدا کے واسطے کہئے جواب کیا دون مین
مزاج پوچھتے ہین دل مین جب ملال آیا

ابھی وہ ماہ دوہفتہ بنا نہین ساقی
ہماری آنکھون مین کیون نشۂ کمال آیا

بڑھے جوش جنون دل مین سر مرا کاٹو
اٹھالو دیگ سے سرپوش اب ابال آیا

چڑھائین ناک بھوین اختلاط مین معقول
ہم ایسے پیار سے گذرے اگر ملال آیا

نہ چلنے دے انہین رفتار حشر فقری سے
ذرا سی بات مین آئی ہوئی کو ٹال آیا

شب فراق مین گاتے ہوے چلے آئے
پھرے نصیب تو سمجھے کہ اس کو حال آیا

۴ جو آئینہ بھی نہو گے تو منہ نہ دیکھین گے | خدانخواستہ تمکو اگر ملال آیا

منیر حزیں ہے روبہ طینتون کا کیا
تری مدد کے لئے شیر ذوالجلال آیا ۴

۴ سنتے ہین شور سبزہ و مینا نگار کا ..... | طوطی چمن مین بول رہا ہے بہار کا

دار الشفا ہے بیچ مین گوشہ مزار کا | کہوتا ہے درد دل کو دبا نا فشار کا

۴ ۴ ۱ چھوٹا محال کیون نہو دامان یار کا | اے جبر ہاتھ ٹوٹ گیا اختیار کا

۴ ۳ ۲ کیا باد پر سوار ہے نوروز اب کے سال | گذرا ہوا کیطرح زمانہ بہار کا

۴ وعدہ کسی سے کیجئے ہم دیکھتے ہین راہ | اچھا فرض ہوا ہے ہمین انتظار کا

۴ اس زور سے لپٹیے کہ پسیجائے دل مرا | کچھ تو علاج کیجئے درد و کنار کا

۴ مین کون ہون مزاج کہان کا ہے بس کرو | کیا پوچھتے ہو شکر ہے پروردگار کا

۴ احسان کیا زمین سے لین بعد مرگ ہم | جسم گلی سے کام نہالین مزار کا

۴ مانگنے کی چیز پر کوئی کرتا نہین گھمنڈ | بیجا ہے فخر زندگی مستعار کا

۴ رومال آنکھہ سے نہ ہٹا ہجر یار مین | پردا کبھی اٹھا نہ در انتظار کا

۴ صدمے نہ خاکساریون کی خیر سے اٹھے | گھونسا نہ کھا سکے مری مشت غبار کا

اے روح قیس مجکو کفن بھی نہو نصیب | شرمندہ ہون یہان کے اگر ایک تار کا

پیسا ہے مجکو سرمہ چشم حضور نے | پامال ہون مین زینکی ابلق سوار کا

گھر تو کہان لحد مین بھی ملتی نہین جگہہ | خانہ خراب ہو دل بے اختیار کا

۴ ہم ہین غلام اس شہ اعجاز کلام کے | رتبہ جہان مسیح کو ہے چوبدار کا

۴ نکلا نکالتے ہی بلاتے ہی آگیا | کیا اختیار عاشق بے اختیار کا

۴ درد جگر کی اُن کو شکایت ہے غیر سے | پڑتا چلا ہے صبر دل بیقرار کا

اے دل مین خاک چھان چکا تیرے ہاتھہ سے | کمبخت تو نہین ہے مرے اختیار کا

	اکسیر ہے سواہے مری قدر رے میر مین خاک راہ ہون شہ دلدل سوار کا	۴۴

امکان نہین ہے بخت ہو بیدار کسی کا	/	کیا خواب مین دیکھے کوئی دیدار کسی کا
کیون چھوڑ کے تجکو ہون خریدار کسی کا	/	صدقے کرون ان ٹھوکرون پر پیار کسی کا
مطلوب یہ کاہی طلب گار کسی کا	/	یوسف وہ کہان ہے خریدار کسی کا
شب کو جو گرے چاندنی کے کہیت پر اوے		کیا ٹوٹ گیا موتیون کا ہار کسی کا
بوسون کی مٹھائی کے مزے خوب اڑائی		جھوٹھا نہ ہوا لعل شکر بار کسی کا
کیون لاغرون پر گالیون کے پڑتی ہے تیرے		شاید کہ طپنچہ نہین تیار کسی کا
سجدے جو گئے اور بھی سرکش ہوئین پیارے		سر چڑھنے لگا سایۂ دیوار کسی کا
تہی سبکو محرم مین تمنائے زیارت		حصہ نہوا شربت دیدار کسی کا
کچھ غم نہین دیوا کرے کوئی صفت ابر	/	سرسبز رہے گلشن رخسار کسی کا
مین عرض کرون چال قیامت کی جلی ہے		چلتی ہے چھری آپ کی تیز تلوار کسی کا
کہدو نکرے فکر مسیحا کی بلا سے		مرجاے کہ جیتا رہے بیمار کسی کا
غیر ونمین اوسے دیکھہ کے کرتا ہین دعا ہم	/	کانٹون مین نہ ابجے گل بے خار کسی کا
ان پیار کی باتون سے مجھے رکھئے معاف آپ	/	بندہ کو نہین عشق سزاوار کسی کا
گیسو کہین خوش آئے کہین قامت موزون	/	آزاد کسی کا ہون گرفتار کسی کا
اورون کے لئے شمع ہو سر رکھنے کو بجلی	/	جلتا ہے کوئی گرم ہے بازار کسی کا
اللہ کی قدرت سے نہ آدمیت کی سنی ایک		بندہ مین کسی کا ہون گنہگار کسی کا
جیتے جی کہین اوج کہین بعد فنا ہے		تابوت کسی کا ہے ہوا دار کسی کا

۴	کیون رہتی ہین ہر وقت میر ایسی تردد کب بندہ رہا کام مری یار کسی کا	۴

۲ گھر سے جو آئے جانب مسجد تو کیا ملا — اللہ کے ہی گھر مین ہمین بو ریا ملا
۳ بعد شباب وہ بت نا آشنا ملا — جب پیاس مر گئی ہمین آب بقا ملا
۴ قد خمیدہ سے ترے گھر کا پتا ملا — ہم جب سے اپنے پاؤن پڑے راستا ملا
۴ دل جانتا ہے عشق مین جو کچھ مزا ملا — کیا جانے کوئی مجکو خدا جانے کیا ملا
۴ کیا خوش ہوئی جو راہ عدم کا پتا ملا — گویا خضر ملے جو ہمین راستا ملا
۴ ترکیب سے وصال جدائی مین ہو گیا — مین پیچ پیچ کے مثل ضمیر اُس سے جا ملا
دل کی تلاش آپ کے کوچہ مین کی عبث — مدت سے خاک چھانتے ہین کہئے کیا ملا
دنیا کی دیکھنے کو عدم سے چلے تھے ہم — پہونچے نہ تھے کہ راہ مین پیک قضا ملا
۴۰ اک بوسہ کا سوال ہی پورا نہین ہوا — کہتا ہون منہ پر آپ سے بندہ کو کیا ملا
۴۲ اس شیشۂ شکستہ کی خاطر ضرور ہے — چار و طرف سے ٹوٹے کی دل سے آملا
۲ اے موت آفرین ہے تری اس تلاش کو — ہم بے نشانون کا تجھے کیون کر پتا ملا
۴۴ آنکھون کے بند ہوتے ہی دل صاف ہو گیا — اندھے ہوئے تو دیکھنے کو آئینہ ملا
نکلے جو صید آہوئے مضمون کے واسطے — باندھا جکڑ کے راہ مین جو قافیا ملا
۴۷ خالی مکان دیکھ کے ناحق اداس ہے — سب کچھ ملا اگر دل بے مدعا ملا
۴۸ سینہ کو چاک کر کے مرے دلمین آ گئے — چھاتی کے جب کواڑ کھلے راستا ملا
۴۹ معدوم ہو کے پا گئے یاران رفتہ کو — ہم گم ہوئے تو قافلہ چالا ملا
۵۰ کیا پوچھتے ہو بوسۂ لب دیکھ بار بار — بس بس خدا کے واسطے ہان ہان ملا ملا
۴ مجھکو مٹا کے اور مگر رہوئے حضور — ایک مشت خاک ہاتھ لگی اور کیا ملا
ثابت ہوا وہ تمہارگ جان سے قریب تر — نکلی بدن سے جان تو فوراً پتا ملا
۴ کیون ہمکنار غیر سے دیکھا غضب کیا — کھوئی گئے حضور ہمین کہئے کیا ملا
بھاگے اجل سے ڈر کے تو پہونچے مزار مین — اُٹھے جدھر کو پاؤن وہی راستا ملا

کہتے ہین وہ اُگال سے کیا پیٹ بھر گیا
کہا مین جو گالیان تو کہو کچھ مزا ملا

دیوارین ہیچ مین رہیں پر وصل ہو گیا
پردے پڑے رہے دل بیتاب جا ملا

دشمن کی آنکھ مین بھی نہ ڈالے یہ خاک مشت
مٹی مری خراب جو کی تم کو کیا ملا

دل کو گلے لگا کے کلیجہ مین رکھ لیا
مدت کے بعد آج یہ بچھڑا ہوا ملا

ہونٹون کو ہنسے چوم لیا غیر خوش ہوے
بوسہ لیا کسی نے کسی کو مزا ملا

منہ کہو لتے ہی بات مرے دل کی پا گئے
ڈھونڈا چراغ سے تو مرا مدعا ملا

تپہ پڑین تجون کی محبت پر اے خدا
دل پر ہمارے چوٹ لگی یہ مزا ملا

خدام بارگاہ کو دل کیا سمجھ کے دون
ایسا فقیر کو در دولت سے کیا ملا

پیزار سے ترے جو نہو اب بھی دل کو چین
تھوڑا ہے یہ کہ چومنے کو نقش پا ملا

بس بس اسی مین خیر ہے دل پھیر دیجئے
شر مفت مین جو تمنے بڑھایا تو کیا ملا

اپنے لئے ہے جو کوئی مجرم ہے زاہدو
توبہ کرو کسیکو بُرا کہکے کیا ملا

سر صدقے دین و دل مگر اتنا بتا تے
دونون جہان سے ہمین کہو یا تو کیا ملا

اکسیر سنی پھینکدی ہاتھون سے اے منیر
جسکو غبار راہ شہ لافتا ملا

نظارون سے کہلتا ہے جو لپکا مرے دل کا
آنکھون مین پھر لیتے ہین کو شام مرے دل کا

تم ہو کہ کوی اور ہے جو یا مرے دل کا
للہ اوٹھا دیکھیے پردا مرے دل کا

ارباب صفا جانتے ہین پوچھیے اُن سے
سینہ کی طرح صاف ہے صحرا مرے دل کا

چونکا اوٹھتی ہین ہر وقت کلیجے کی دھڑکسے
سونے نہین دیتا انہین کھٹکا مرے دل کا

چومنزلے پر چڑھ کے لگا ہون سے اُتارا
باقی نرہا ایک بھی درجا مرے دل کا

کیا تنگ کیا ہے غم فرقت نے الٰہی
ممسک کی کف دست سے صحرا مرے دل کا

ایسی خلش خار محبت نہین دیکھی
مچھلی تری بالے کی ہے کانٹا مرے دل کا

۱	لپٹا ترے سینہ سے بڑی بیخبری سے	چھاتی مرے دل کی یہ کلیجا مرے دل کا
۲	کیا دن تھے کہ دریا بھی سما جاتے تھے آہین	اب بوند کے لایق نہین شیشہ مرے دل کا
۳	چھاتی سے لپٹ کر خلش عشق سی جھجکی ...	شاید کہ خفیہ مین کانٹا مرے دل کا
۴	جلوہ سے حسینون کے ہے فانوس خیالی	دیکھو تو پریخانہ ہے شیشا مرے دل کا
۵	منظور جو ہے تیر طلسمات محبت	دیکھو مری آنکھون سے تماشا مرے دل کا
۶	دیوانہ بنایا ہے تلون نے تمہارے ...	بن بن کے بگڑ کے کہین سودا مرے دل کا
۷	سینہ مین سماتا نہین اب مارے خوشی کے	ناحق کو مزاج آپ نے پوچھا مرے دل کا
۸	دن رات تڑپ تا ہون نہین دونون کے ہاتھون	آنکھون مین بھرو کوٹ کے شیشا مرے دل کا
۹	ہو دفتر وحشت مین کہ اجزای وفا مین	نکلے کسی قانون مین نسخا مرے دل کا
۱۰	چڑھ جائگی مستی مری الفت کی انہین کو	دیکھین تو ذرا توڑ کے شیشا مرے دل کا
۱۱	حیرت ہے طبیبون کو بھی تشخیص مین یا رب	مجموعہ امراض ہے نسخا مرے دل کا
۱۲	اے جوش غم ہجر نکر نا کبھی رسوا ...	کیا نام ڈبونے کو ہے دریا مرے دل کا
۱۳	بازار مین مجکو ہدف سنگ نہ کرنا ...	پتھر کی تجارت نہین سودا مرے دل کا
۱۴	صد شکر کہ ابتک کوی غوطہ نہین کھایا	نیچا ابھی چھاتی سے ہے دریا مرے دل کا
۱۵	بیتاب ہین کیون سیم بدن اسکی طلب مین	اکسیر کی پڑیا نہین نسخا مرے دل کا
۱۶	پہلو مین ہین پر سامنے آنکھون کے نہین ہم	مجھ سے بھی تو پوشیدہ ہے گوشا مرے دل کا
۱۷	سن لیجئے انگیا کی محبت کی حقیقت	پڑیا کی کہانی نہین قصہ مرے دل کا
۱۸	زہر سخن تلخ نہ بوسون کی مٹھائی ...	اللہ کسی مین نہین حصہ مرے دل کا
۱۹	آنکھین جو ہوئین چار تو بیمار ہوا مین ...	چورا ہے مین رکھوای صدمہ مرے دل کا
۲۰	ہوتا ہے شگفتہ یہ تبسم سے تمہارے ..	گویا دہن تنگ ہے غنچہ مرے دل کا
۲۱	بڑھ جائے تو برچھی سے سوا ہے خلش عشق	گھٹ جای تو ہر سانس ہے کانٹا مرے دل کا

سب قفل کھلے اوسکو نہ کھلتے ہوے دیکھا
مشکی کسی مسک کی ہے عقدا مرے دل کا

خالِ رخِ پر نور ہوا ہے مجمع خوبی
تل بہر بھی جگہہ پاے جو نقطا مرے دل کا

اے پردہ نشین زخم کو رخنے نہین اچھے
پیوند مگر ہو کہین پہا ہا مرے دل کا

یکدست بڑہا درد جگر غم کی گرہ سے
پہوڑا ہے بغل کے لئے عقدا مرے دل کا

کچ اپنی طبیعت نہین ابرو سی تہا ری
سیدہا اسی مسجد سی ہے قبلا مرے دل کا

دو حرفون مین پہچانئے تو نام ہے کس کا
کہولین تو سہی آپ معما مرے دل کا

تصویر تری آنکہون کی سینہ سے لگی ہے
کاجل کی سیاہی ہے سویدا مرے دل کا

ایجان خدا کے لئے اتنو نہ جلاؤ
دیکہو ابہی پہوٹا ہے پہپولا مرے دل کا

بتخانہ بتون کو ہے خدا کے لئے کعبہ
کیا شیخ و برہمن مین ہے جھگڑا مرے دل کا

ہر حال مین رہتا ہے یہ آئینہ مع عکس
بی آپ کے کہنچتا نہین نقشا مرے دل کا

اللہ کی قدرت سے ہوا عشق بتان ترک
دیکہون کسی ہوتا ہے علاقا مرے دل کا

چلتی نہ تہی اس طرح زبان آپ کے آگے
سنہ بتکل آتا ہے یہ شعلا مرے دل کا

برہم جو ہوے آپ رکی اپنی طبیعت
تیوری کی گرہ ہوگئی عقدا مرے دل کا

کہلتا نہین کچہ عشق کی پردہ مین جو پڑے ہین
پوشیدہ ہے مجمسے بہی ارادا مرے دل کا

خلوتکدۂ خاص کو بدنام نہ فرمائین
محفل مین مناسب نہین چرچا مرے دل کا

تمہسے بہی تو ٹوٹے نہین ہونے کی جہنکار
معمور رہے اندوہ سے شیشا مرے دل کا

گو جان غم عشق تلی چین تو آیا
کیا فکر ہے لیجانے دو صدقا مرے دل کا

نظارے حسینون کے پر تیزا دون کی چاہت
آنکہون کی وہ عادت ہے یہ لپکا مرے دل کا

مین آگ ہون دیکہو مری سینہ سے نہ لپٹو
ٹہیرو ابہی جل لینے دو غصا مرے دل کا

کعبہ ہے کہ بتخانہ ہے کچہہ ہی تہین کیا کام
اللہ کو معلوم ہے رتبا مرے دل کا

کانٹے سے بہی تشبیہ نہ دو مین ہون وہ لاغر
دامن مین چہپالے مجہے صحرا مرے دل کا

۲ درد سر اقدس کے بہانے ہین ابھی سے — منہ تک بھی آیا نہین شکوا مرے دل کا
ایمان اسے کہتے ہین باطن کی کرامت — دل بول اُٹھا حال جو پوچھا مرے دل کا
۴ ہر طرح جگہ آپکی خالی ہی رہے گی ..... — سوزنگ سے بہر دیکھئے نقشا مرے دل کا
سائل ہو جو مجھسے سائب جان اُسے کیا دون — فرصت نے نہ رکھا کوئی ٹکڑا مرے دل کا
پھر دیکھئے کام ایک نظر مین نہین ہوتا — دو تیر کے پلے سے ہے تو دا مرے دل کا
معلوم نہین تمکو ابھی عشق کی گھاتین — دلمین رہے پر جو نہ پکڑا مرے دل کا

۴ مایوس ہون جنیسے منیر اور کہون کیا
اندوہ سے یہ مرتبہ پہونچا مرے دل کا

۲ سینہ سے عیان ہے دل دیوانہ ہمارا — دیوار و در چھپتا نہین ویرانہ ہمارا
۴ ہے دشت جنون مین دل دیوانہ ہمارا — دیکھو نئی بستی مین ہے ویرانہ ہمارا
۳ در گذرے ہم اس دسعت مشرب سے الٰہی — دریا سے بھی بہتر تا نہین پیمانہ ہمارا
ایسے نہین بیچڑے ہین کہ پھر آکے ملین گے — آباد نہو گا کبھی ویرانہ ہمارا
۴ معشوق کوئی فصل جوانی مین نہ پایا — بے شمع رہا رات کو پروانہ ہمارا
۴ کیا کیا دل وحشی مین تصور کے ہین جلسے — آباد الٰہی رہے ویرانہ ہمارا
دل رنج سے معمور ہے کیون کر اوسے دیدین — کہدو ابھی خالی نہین پیمانہ ہمارا
کیون شہر خموشان مین پتا پوچھ رہے ہین — ڈھونڈھین عدم آباد مین ویرانہ ہمارا
جانے کو تو جاؤ گے ذرا اور ٹھہر جاؤ — ہشیار تو ہو لے دل دیوانہ ہمارا
کیا خاک کہیں دور کسی سے دل وحشی — ہر شہر سے نزدیک ہے ویرانہ ہمارا
۴ دل ٹوٹ کے تقسیم ہوا شعلہ رخون مین — ہر شمع کے پہلو مین ہے پروانہ ہمارا
۲ کیون آنکھون کے رستے نہین آجاتے ہو دلمین — ہے دو قدم اس راہ سے غمخانہ ہمارا
۲ فرصت کبھی دل کو نہ ملی بخت سیہ سے — واقف نہ ہوا شمع سے پروانہ ہمارا

ہنسنے تری خدمت سے اگر منع کیا ہو
تو کام دے اے دل دیوانہ ہمارا

دل اسکو ہوا پر کبھی آنے نہیں دیتا
بے پر کے اڑاتا نہیں پروانہ ہمارا

دیوانہ ہے دل سے جو توقع کوئی رکھے
سب کہنے کی باتیں ہیں نہ اونکا نہ ہمارا

ہم ہوتے ہیں کافر تو وہ ہوتے ہیں مسلماں
کعبہ کبھی اونکا کبھی بتخانہ ہمارا

پڑھنے نہیں دیتے خط قسمت کو فرشتے
جعلی تو نہیں ہے کہیں پروانہ ہمارا

لیلےٰ کہیں مجنوں ہمیں اپنا نہ سمجھ لے
اے کاش رو تو فرمائے دیوانہ ہمارا

اُس شمع کے ملنے کی بہت دلکو ہے جلدی
جاتا ہے وہاں ڈاک میں پروانہ ہمارا

ہر پھر کے بہت ٹھوکریں کھاتا ہے تنوں کی
پہنچا ہے الٰہی دل دیوانہ ہمارا

دیکھیں گے بہار اگلی برس کی جو جئیں گے
اب کے تو نہ خالی رہے پیمانہ ہمارا

چشم و مژۂ تر میں کرو شوق سے آرام
کچھ دھو کے کئی ٹٹی نہیں شیخ نہ ہمارا

دل آپسے ٹوٹے تو یہ کچھ اور ہی جا ہے
کعبہ نہ بنے ٹوٹ کے بتخانہ ہمارا

دل عشق کے قبضہ میں ہے دلمیں ہے طلسمات
ہر دیو کے پھر ہے میں پریخانہ ہمارا

کاشانۂ خانۂ دلمیں تو کبھی جھانک کے دیکھو
اک نور کی ٹکڑی ہے پریخانہ ہمارا

جلوہ در و دیوار میں ہے دختر رز کا
ہے شیش محل دیکھئے میخانہ ہمارا

بیتابیوں سے کاتب اعمال نہ ٹھہرے
مدت سے سبکدوش ہے ہر شانہ ہمارا

اپنا نظر آتا ہے یہی باغ جہاں میں
سرسبز رہے سبزۂ بیگانہ ہمارا

ایجان شراب اور یہی ہے ساغر دل میں
دعوے ہے تو بیجا ہی پیمانہ ہمارا

دل خط غلامی اُنہیں کسواسطے لکھدے
بندہ یہ خدا کا ہے نہ اُنکا نہ ہمارا

اے بت ترے ہاتھو نسے دل اپنا نہ بڑھیگا
پتھر کے تلے خاک جمی دانہ ہمارا

بالیدہ ہو کاندھے پر اگر ہاتھ وہ رکھے
دو ہاتھ ابھی سر سے بڑھے شانہ ہمارا

دل کو بہت آزار دیا نفس شقی نے
کیا شیر ہوا ہے سگ دیوانہ ہمارا

دل کیا ہے کہ ایمان دگر دیتے ہیں عاشق
قیمت ہی کہیں بڑھ کے ہی بیعانہ ہمارا

پیمانے لئے ہاتھوں میں پریاں نکل آئیں
خالی نہ گیا نعرۂ مستانہ ہمارا

لاکھوں ہی خریدار نظر آتے ہیں بدلے
کس کس کی مقدر میں ہی اک دانہ ہمارا

دل لیجئے ہو جان بھی دیدیں گے شب وصل
بسر اب نہ پھریگا کبھی بیعانہ ہمارا

بوسہ بھی تو دو کہا کے گر کل لخت جگر کی
یوں مفہم نہ ہوگا کبھی نذرانہ ہمارا

کچھ اور نہیں ہی وہی قصہ دل و جاں کا
سُن لیجئے دو بول ہی افسانہ ہمارا

منہ سے نکل آیا ہے جگر اُف نہیں کرتے
دل دیکھ لے اے ہمت مردانہ ہمارا

دیکھو کہے دیتے ہیں ادھر سے نہ نکلنا
قابو میں نہیں ہے دل دیوانہ ہمارا

کچھ قحط زمانہ میں نہیں شعلہ رخوں کا
اے شمع سلامت رہے پروانہ ہمارا

حیدر کے غلاموں میں میر اپنی ہے گنتی
جبریل کی تسبیح میں ہے دانہ ہمارا

ہیں کہاں وہ لوگ اگلا کارخانہ کیا ہوا
اس نئی دنیا میں پوچھو وہ زمانہ کیا ہوا

ماہرویوں کا یہاں راتوں کو آنا کیا ہوا
جن دنوں دور قمر تھا وہ زمانہ کیا ہوا

سجدہ کرتے تھے جہاں وہ آستانا کیا ہوا
ہر طرف ہے پائینتی یارب سرہانا کیا ہوا

نالۂ دل کی صدا آتی نہیں رفتار میں
آپ کی پازیب میں کا ایک دانا کیا ہوا

خواب میں بھی اب نظر آتی نہیں خوبصورتی
میری آنکھیں ڈھونڈتی ہیں وہ نہ آنا کیا ہوا

چھپ گیا دعوی رفعت کرتے کرتے اے فلک
سر سے اونچا ہو کے وہ نکا آستانا کیا ہوا

کس طرف گم ہو گیا عہد جوانی اے فلک
ہم تلاشی تیری لیں گے وہ زمانا کیا ہوا

کیا ہوا دل کیوں معطل پھرتی ہیں موجیں یہاں
خانہ ساز انو سے پوچھو کارخانا کیا ہوا

خوب ڈھونڈھ آئی جوانی کو ازل سے تا ابد
اے فلک اب تو بتا دے وہ زمانا کیا ہوا

ڈھیر بوسوں کا ادھر انبار سجدوں کا ادھر
دو پہاڑوں میں ہمارا آستانا کیا ہوا

ایک ہمصورت نظر آتا نہیں اس عہد میں
تجھے ہیں ہم میں یارب وہ زمانا کیا ہوا

حشر میں دست گریباں ہونگے تجھسے دیکھنا
اے تباہی سچ بتا وہ کارخانا کیا ہوا

اب غم ماضی بھی ہے امید استقبال بھی
جس میں تھا ایک ہی زمانہ وہ زمانا کیا ہوا

اہل غفلت کہتے تھے یوں ہی رہیگا دور عیش
جسکو ضامن مست تھے وہ کارخانا کیا ہوا

فکر کیسی کوئی جاناں میں جگہ ملتی نہیں
ہم کہاں کھوئے گئے اپنا بیگانا کیا ہوا

تیرہ روزہیں نظر آتیں نہیں شہای وصل
شمع لیکر ڈھونڈتے ہیں وہ زمانا کیا ہوا

خواب تھا یا سیما تھا دورۂ عیش و طرب
آنکھیں کہتی ہی ہمارا کارخانا کیا ہوا

ڈھونڈھ تو پہرتے ہیں تیرا نکے نہیں ملتا ہو دل
انگلیاں اٹھتی ہیں جسپر وہ نشانا کیا ہوا

یوں اشاروں سے سمند عمر چلنے کا نہیں
سب میں چوٹی کا جو تھا وہ تازیانا کیا ہوا

تم سے پردہ میں دل تیرا نظر نے کہو دیا
جس کو بڑ دیکھو ڈرایا وہ نشانا کیا ہوا

ابر رحمت ہے نہ میخانہ کی بھٹی کا دھواں
سائباں یارب کہاں ہے شامیانا کیا ہوا

پھیر لی اپنی نظر تنے مگر دل کھو دیا
تیر تو ہاتھ آگیا کہئے نشانا کیا ہوا

کیوں نہیں سوتے شبنم کا ڈوپٹہ تان کر
اوس کیسی پڑگئی وہ شامیانا کیا ہوا

اپنی قسمت کیسجگہ لیجا کی پھوڑوں اے فلک
سر ہمارا ہے کہاں وہ آستانا کیا ہوا

خار صحرا بھی جگہ میل کو اب دیتے نہیں
پھول جسپر چڑھتے تھے وہ آشیانا کیا ہوا

خاک بھی باقی نہ چھوڑی اسقدر سجدے کئے
کہتے ہیں گھبرا کے میرا آستانا کیا ہوا

نقد دل کا یوں پتا ہم پوچھتے ہیں زلف سے
سانپ کا تھا دانت جسپر وہ خزانا کیا ہوا

جنت شداد پر دنیا کو کیا کیا فخر تھا
یا الٰہی وہ خدائی کارخانا کیا ہوا

ٹڈیاں بھی اہل دولت کی نظر آتی نہیں
خاک اڑاتی ہے زمیں سکا خزانا کیا ہوا

کعبہ مقصود کہتے تھے جسے اہل جہاں
قبلہ حاجات اب وہ آستانا کیا ہوا

عذر بیجا سے مرجاتے ہیں سب ہم بڑا جل
موت پہر جاتی تھی جس سے وہ بہانا کیا ہوا

لوٹتے تھے میکدہ میں دین و دنیا کے مزے
دونوں عالم تھے جہاں وہ کارخانا کیا ہوا

سب سے پہلے گالیاں غیروں کو اب دینے لگیں
آتی تھی جس کی چٹک ہمکو وہ کھانا کیا ہوا

تیرے آتے ہی جوانی آگئی اے جان جاں
ڈھونڈھتا ہوں میں مرا جامہ پرانا کیا ہوا

کیمیا ہے اب کے دیوانوں میں پختہ مغز عشق
رہ گئے کچے سڑے بہلول دانا کیا ہوا

آج اے منعم لباس زیست میلا ہو گیا
فخر تھا جس پر وہ اُجلا کارخانا کیا ہوا

دخل نظارہ نہیں ان روزوں حسن عشق میں
اس دو عملہ میں بٹھایا تھا جو ٹھانا کیا ہوا

ہمنے مانا صحبتیں اگلی فسانہ ہو گئیں
اے فلک یہ تو بتا دے وہ فسانا کیا ہوا

واہ ری غفلت کہ اب تک کو سنی سی کام ہے
ہو گیا میں خاک پر تمنے نہ جانا کیا ہوا

چپ ہی کیوں مدعا اُن لبِ شیریں سے میر
بلبل گلزار جنت کا ترانا کیا ہوا

شعلۂ آہ کبھی دل سے نکلنے نہ دیا
اک چراغ آپ نے اس شہر میں جلنے نہ دیا

گال چکنے ہیں مگر دل کو پھسلنے نہ دیا
کوئی پہلو در غلطاں کو بدلنے نہ دیا

مرے تابوت کو کوچہ سے نکلنے نہ دیا
غیروں کے پانوں سے بھی راستہ چلنے نہ دیا

دل مرا جلوہ عارض سے بہلنے نہ دیا
چاندنی چوک سے زخمی کو نکلنے نہ دیا

دل پر نور کو انگیا میں نہ رکھا تم نے
راستہ شمع تجلی کو کنول نے نہ دیا

سر اُٹھا بھی نہ سکے ہو گئے پیوند زمیں
تم نے یوں دل سے گرایا کہ سنبھلنے نہ دیا

چوڑیاں کوکے کہا جانیکو فقرہ سمجھو
جوڑ سچا بھی جسے آپ نے چلنے نہ دیا

نشہ میں آپ جو غیروں کے سہارے اُٹھے
اُلیا مجکو یہ غش نے کہ سنبھلنے نہ دیا

لاش مشتاق کفن کو ترسی جانماں میں رہی
ایک جوڑا مجھے قسمت نے بدلنے نہ دیا

دل کو ٹھکرا کے دئے غیروں کو بوسے تمنے
ہے یہی جوٹ مزادر دغل نے نہ دیا

غیر کے دھوکے میں شاید وہ کبھی مل جاتے
کثرت ضعف نے نقشہ بھی بدلنے نہ دیا

بوسہ کی بات کبھی ہضم نہ ہونے پائی
یہ نوازش بھی قسمت نے لگنے نہ دیا

خود بخود خاک نشینوں میں پھری جاتی ہے
ہائے کیوں تم نے قرولی کو اگلنے نہ دیا

کیا قیامت ہے کہ بڑھتا ہی گیا رنج اپنا
ہجر نے روز مصیبت کبھی ڈھلنے نہ دیا

ایک ٹکر میں ابھی گھبند کر دوں ہلتا
تم نے جی بھر کے کلیجے کو اچھلنے نہ دیا

زاہدوں کے بھی گلے پڑ گئی دنیا کی کمند
ہم کو دھاگا رسن طول امل نے نہ دیا

مول لیکر کبھی دنیا میں نہ پی ہم نے شراب
ایک کوڑی کو بھی تیزاب میں گلنے نہ دیا

وصل جانا کی تمنا ہی رہی بعد وفات
مژدۂ وصل ہمیں پیک اجل نے نہ دیا

مانگ لاے جو خدا سے وہ بتوں نے چھینا
قہر ہے بھیک کو ٹکڑوں سے بھی پلنے نہ دیا

نام کو بھی نہ اسے شادئ عاشق بھائی
یار نے عطر دلہن کا کبھی ملنے نہ دیا

رشدت درد میں کیوں شعر کہے تم نے منیر
مفت نادم ہوے کچھ لطف غزل نے نہ دیا

کوتاہ کوئی دست رسا ہو نہیں سکتا
لپٹا ہوں میں ایسا کہ جدا ہو نہیں سکتا

کیونکر ہو عوض زندگئ عاریتی کا +
وہ قرض لیا ہے کہ ادا ہو نہیں سکتا

دھوتا ہے مری خون کو ناحق وہ یم حسن
پانی سے کبھی رنگ جدا ہو نہیں سکتا

ہے نزع میں بھی قاتل بیرحم کی تعریف
مرتے ہیں مگر میرے گلا ہو نہیں سکتا

ہو حکم تو میں توڑوں ابھی عرش کے تارے
مجھ سے بھی تو فرمائے کیا ہو نہیں سکتا

راہ طلب زمیں تگا پو نہیں لازم
یہ راستہ کھوتا ہے کھرا ہو نہیں سکتا

دیوانہ کو زلفوں میں عبث پھانس رہی ہو
اشیب گرفتار بلا ہو نہیں سکتا

گو دھوپ قیامت کی ہے پر اے فلک کن
سایہ کی طرح تجھ سے جدا ہو نہیں سکتا

اُمید ہے راحت کی عبث بخت رسا سے
یہ دود سیہ ظل ہما ہو نہیں سکتا

جب تک نہ رولاؤ گے مجھے بال دکھا کر
گیسو کوئی ساون کی گھٹا ہو نہیں سکتا

عشقِ دہن یار میں جبتک نہو کامل — آئینۂ دل غیب نما ہو نہیں سکتا
کب تک رہو گے دور کنار رفقا سے — کیا طوقِ کمر دست دعا ہو نہیں سکتا
اُمید نہیں وصل کی خط لا کہہ نکل آئے — سبزہ خضرِ راہ وفا ہو نہیں سکتا
وہ دور رہوں یا پاس ہوں پر دلمیں ہیں میرے — آئینہ سے یہ عکس جدا ہو نہیں سکتا
باتو نہیں اُڑاتے ہو عبث مجکو جلا کر — میں آگ بگولا ہوں ہوا ہو نہیں سکتا
کیوں بھیجتے ہو سوے عدم اپنی گلی سے — میں خاک ہوں ایجاں ہوا ہو نہیں سکتا

تابع نہیں جو شخص منیر آلِ نبیؐ کا
زنہار وہ مقبول خدا ہو نہیں سکتا

ہمت بلند چاہیے قصر حضور کیا — کوتاہ بخت ہو تو ہمارا قصور کیا
زلفوں سے ہے نمودِ جمالِ حضور کیا — کالی گھٹا سے آج برستا ہے نور کیا
چلتے ہوئے یہ وعدۂ فردا ضرور کیا — کل پھر قیامت آئیگی اے رشکِ حور کیا
دنیا ہی دوں میں دل مجھے لایا بہشت سے — خانہ خراب اور کریگا قصور کیا
دم دیکے اتو آپ بغل سے نکل گئے — قابو میں پھر نہ آئیں گے میرے حضور کیا
آنکھیں نکالتے ہو جب آتے ہو خواب میں — ایسا کیا ہے مینے تمہارا قصور کیا
جاؤں بہشت میں در دولت سے واہ وا — سمجھے ہوے ہیں دلمیں الٰہی حضور کیا
دی اتو جان آپکی خاطر غلام نے — فرمائے معاف نہوگا قصور کیا
آپہونچی جاں ہونٹھوں پر اب قصد ہے فضول — دم بھر کے واسطے کہو آنا ضرور کیا
دل پستے ہو چال سے خوف خدا نہیں — سمجھے ہوئے ہو روز قیامت کو دو کیا
سردار کو غلام سے لازم نہیں گریز + — بندے سے آپ بھاگتے ہیں دور دور کیا
کہتے ہیں پیٹھ پیچھے برا مجھکو بے قصور — دیں گے جواب آپ خدا کے حضور کیا
شہر عدم کے پاس جو لیجائے ہجر میں — اے موت یہ تو تیری مروت ہے دور کیا

ہم مٹگئے اب آپ کو رونے سے فائدہ
برباد کرکے خاک اڑانا ضرور کیا

کیفیت شراب مرے دل میں خاک ہو
جو ٹوٹ جائے نشہ میں ہو چور چور کیا

ہو کافر اہوا مجھے نشہ میں اے پری
میری خطا ہے حور رجنا کا قصور کیا

تپ آگئی ہے جب مری سینہ سے لپٹے ہو
دیکھا نہیں ہے سوز جگر کا وفور کیا

آتی ہے آج بوئے محبت شراب سے
شیشہ کے ساتھ دل بھی ہوا چور چور کیا

بجلی سمجھکے بھاگتے ہو میری آہ سے
کم سن ہو ای صنم ابھی تمکو شعور کیا

ہوگا نصیب بوسۂ رخ یا جواب صاف
ارشاد میرے حق میں کریں گے حضور کیا

بے منفعت ہے زیست تو مرنا ہے کب ضرر
اسکا قلق نہیں ہے تو اوس کا ہے غور کیا

میں ہی نہیں دماموں تجلی کے بوجھ سے
دوہری نہیں ہوئی کمر طور کیا

دنیا نہیں ہے جائے توقف چلے چلو
اجڑی ہوئی سرا میں ٹھہرنا ضرور کیا

دنیا کی سلطنت نہیں کچھ مال غافلو
تنکے ہی کائنات پر اتنا غرور کیا

دل میں بھرے ہوئے ہیں پریخانی سیکڑوں
اس پردہ طلسم سے ہوگا ظہور کیا

بھولا ہوا ہے کسکے بھروسہ پر آدمی
اس مشت خاک کو ہے الٰہی غرور کیا

پہنچا دے ہند سے مدینہ میں اے منیر
یہ بات ہے عنایت خالق سے دور کیا

رخنہ پڑا حجاب میں عاشق کو شک گیا
دل پھٹ گیا جو دامن دولت مسک گیا

آغاز عاشقی میں کلیجا دھڑک گیا
سر پھوڑنے سے پہلے ہی ماتھا ٹھنک گیا

پہلا ہی جو تیر رخم جگر سے سرک گیا
چھاتی پکڑ کے بیٹھ گئے دل دھڑک گیا

کوئے سے اس پری نے سنا اشتیاق وصل
پیغام بوسہ آج لب بام تک گیا

روز سیاہ ہجر دکھلا شکر دگار
کالا پہاڑ اپنی جگہ سے سرک گیا

ہر چند وہ کہیے نہ بجے دست شوق سے
گستاخیوں میں ہاتھ مرا ورتک گیا

آخر تو جذب عشق میں تاثیر کچھ نہیں
تم کیوں اچھل پڑی جو مرا دل دھڑک گیا

کس آرزو سے پائے شراب وصال یار
اتری گلے سے بوند تو منکا ڈھلک گیا

تیرے فراق میں یہ بڑھیں ناتوانیاں
دنیا سے ہاتھ اٹھاتے ہی پہونچا کھٹک گیا

پہونچا میں تیرے کوچہ میں رہ رہ گیا قیب
کوئی پیادہ راہ چلا کوئی تھک گیا

جلوے سے تیرے چھا گئی زردی سی چاند پر
الدر ری دھوپ چاندنی کا کھیت پک گیا

دل نے بھی ساتھ چھوڑ دیا ہجر یار میں
کیا بہادر آنکھ بچا کر کھسک گیا

میرا سیاہ خانہ ہوا تنگ اسقدر
بجلی گری اگر کوئی جگنو چمک گیا

دیکھو تو کسکی وضع نوکیلی ہے شہر میں
کانٹے کی طرح جسپہ مژہ کیں کھٹک گیا

بے نور اس کے آگے ہو صبح دم حسین
ڈوبا کبھی کبھی کوئی تارا چمک گیا

پھیلائے پاؤں دل نے دریا رد یکھکر
منزل قریب آئی تو میں اور تھک گیا

الدر رے جذب جلوۂ عارض دلو نہیں
ہر آئینہ میں عکس تمہارا چمک گیا

آتی ہے ہر طرف سے صدائے جگر خراش
یارب کہاں کہاں دل وحشی بھٹک گیا

دل پانی ہو کے عشق در گوش میں بہا
شبنم کے ایک قطرے سے ساغر چھلک گیا

غصہ کو ہضم کر لنیکا کوئی دہر میں
دنیا کے حلق میں یہ نوالہ اٹک گیا

اوس بت کے گھر سے آہ مری عرش پر گئی
تیر دعا پہنچ کے ہدف تک بھک گیا

پاؤ بھا تیری سواری غلط نہیں
ڈنکا ہوا جو باغ میں غنچہ چٹک گیا

تیرا فروغ دیکھ کر ہر شمع جل گئی
فانوس کے دماغ میں شعلہ بھڑک گیا

ہر مست کی خودی سے مجھے بیخودی بڑھی
اتر اذرا بھی نشہ کسیکا میں چھک گیا

مرنیکے وقت بھی ہوے روپوش آشنا
ہنگام نزع یار بھی منہ آکر ڈھک گیا

وحشت میں دوسنے ہاتھ عبث ہاتھ میں لیا
جنبش جو نبض کو ہوی پہونچا مرک گیا

بس بس اسی میں خیر ہے دل کو نہ چھیڑنا
بھاگو گے غم کہاں جو یہ شعلہ بھڑک گیا

کیا کیا اذیتیں سہیں آنکھوں کی ہاتھ سے
جو چھپ گیا نگاہ میں دلمیں کھٹک گیا

افسردگی بھی قہر ہی دیکھا شب وصال
تیو رکبھی بجھے کبھی شعلہ بھڑک گیا

سمجھے کہ راز عشق کہیں فاش ہو نجائے
گھبرا کے اُٹھ گئے جو مرا دل دھڑک گیا

بجلی ہوی نمود حسینوں کی خاک سے
پریاں ستی ہوئیں تو یہ شعلہ بھڑک گیا

گھبرا کے دیکھنے لگے سنہ ایک ایک کا
صدمہ انہیں ہوا جو مرا دل دھڑک گیا

کب وصل میں بھی دیکھہ سکے روے یار ہم
آنکھیں جھپک گئیں جو نصیبا چمک گیا

کس کس کا خون کرکے وہ بت سرخ رو ہوا
سو دل جلے تو ایک یہ شعلہ بھڑک گیا

لاکھوں شہید ہو گئے گانا زیفہ پر
دریاے خوں بڑھا کمر یار تک گیا

آخر دل شکستہ سے نکلی ہواے عشق
ٹوٹا جو عطر دان زمانہ مہک گیا

یارب وہ دن دکھا کہ یہ چرچا ہو شہر میں
سر سے منیر روضۂ شبیر تک گیا

تمہارے گھر سے پس مرگ کس کے گھر جاتا
بتاؤ آپ سے جاتا تو میں کدھر جاتا

وطن کو چھوڑ کے وحشت میں اگر جاتا
ہر اک مکان کو بالاے طاق دھر جاتا

جگہہ جو داغ نمک سود دلمیں کر جاتا
فقیر نان جوین کھا کے پیٹ بھر جاتا

کفن وہ دیتے تو میں زیست سے گذر جاتا
لباس عاریتی جسم سے اُتر جاتا

جو تم نہ آتے تو میں روتے روتے مر جاتا
تری کی راہ سے سید ہا خدا کو گھر جاتا

فراق یار میں ہر طرح دن گذر جاتا
قضا جو رحم نہ کھاتی تو کیا میں مر جاتا

زبان تیغ چکا دیتی زیست کا جھگڑا
وہ آکے بات میں قصہ تمام کر جاتا

کمند عشق سے فرما ہی کہاں بچتا
حضور کھینچکے لاتے میں جدھر جاتا

تمہارے کہنے سے وحشت میں رہگیا مجبور
نہ روکتے تو ابھی عرش سوا دھر جاتا

نہیں ہے کوی بھی ساتھی تمہارے مجرم کا
پکار اُٹھو سب اعضا جو میں کر جاتا

اجل کے بھیس میں میری تلاش کر لیتے
وہ آپ ڈھونڈھ کے لاتے میں جدھر جاتا

روا نہیں لب جاں بخش پر غرور اتنا
نہ تم سے آپ سے سیکھا تو کون سر جاتا

خفا ہوئے جو کہا میں نے وصل کا قصہ
زبان منہ میں جو دی ہوتی میں مکر جاتا

غبار آئینہ حسن کو صفا کرتا
جو دل میں میل بھی آتا تو وہ نکھر جاتا

جاتے آپ جو چھپکر رقیب کا مردہ
یقین جانئے جیتے ہی جی میں مر جاتا

چراغ حسن نہ شمع غضب ہی بڑھ جلتا
حضور ناک چڑھاتے تو میں تو منہ اتر جاتا

تمہیں نہیں ہو زمانہ میں جس طرف دیکھا
تمہارے ہاتھ سے جاتا تو میں کدھر جاتا

حضور تک جو خط روز کیوں لکھے جاتے
ہمارے سر سے چڑھا جن اُتر جاتا

مرے سوا نہیں دنیا میں کوئی سینہ سپر
نشانہ چھوڑ کے تیر آپ کا کدھر جاتا

بُرا خطاب بھی دیتے تو آبرو بڑھتی
وہ نام رکھتے تو لاکھوں میں نام کر جاتا

کبھی تو بوجھ سے ملتی مجھے سبکدوشی
تمہارے صدقہ میں سر ایک دن اُتر جاتا

جو حکم دیتے پس و پیش بھی ترپنے کا
حضور دیکھتے جو کچھ ہیں کام کر جاتا

تکلفات محبت نے قید کر رکھا
ہر ایک سمت تھی دیوار میں کدھر جاتا

یہ آرزو تھی کہ پھانسی وہ دیتے زلفوں کی
ہوس تو دل کی نکلتی بلا سے مر جاتا

کبھی نہ سامنے آتا ذلیل کہلا کر
جو وہ بلاتے تو میں اپنے نام پر جاتا

بلا سے پیار کے بھوکوں کو گالیاں ملتیں
فقیر منہ کی بھی کھاتے تو پیٹ بھر جاتا

نہ آتیں بھولے سے پریاں جو صدقے ہوتی ہم
بلائیں لیتے تو آسیب سب اُتر جاتا

ذرا سی خلق کی باتوں میں دل غنی ہوتا
وہ منہ لگاتے تو فوراً یہ جام بھر جاتا

جلا کے خاشفقوں کے قصر دل کہاں چھپتا
لگا کے چاروں طرف آگ تو کدھر جاتا

کسی سے دل نہ صفا رکھتے فاقہ مستی میں
یہ جام شیشوں سے لڑتا اگر نہ بھر جاتا

ہر ایک راہ سے نزدیک ہو درد دولت
تمہارے گھر میں پہنچتا جدھر جدھر جاتا

ذرا نہ آنکھ جھپکتی جو کھول دیتے منہ — زمانہ دیکھتے ہی دیکھتے گذر جاتا

بلائے زلف سمجھتے تو رتجگا کرتے — چراغ گھی کے جلاتے جو دن گذر جاتا

وہ آفتاب کی صورت چھپے ہیں شام کیوقت — چراغ لیکے انہیں ڈھونڈھنے گدھر جاتا

میں تلخکام ہوا جب تو سب سے باتیں کیں — مٹھاس کا ہیکو بٹتی جو زہر اُتر جاتا

شب فراق کے صدمہ نہ دیکھے شکر خدا — قیامت آتی جو دن ہجر کا گذر جاتا

تہ نقاب گلابی سی تھ نظر آتی + — شراب پیتے ہی رنگ اور بھی نکھر جاتا

ہم آہیں بھرتے تو ہوتی نمود جوبن کی — ہر اک حباب ہوا کے سبب ابھر جاتا

تمام یاروں میں سہرا ہمارے سر رہتا — شب وصال جو گیسو ترا بکھر جاتا

بگڑ کے آئینۂ دل جو دیکھتا شب وصل — دولہن کی طرح ترا عکس بن سنور جاتا

میں وہ نہ تھا جو اوٹھاتا فراق کی ایذا — اجل نہ آتی تو میں زہر کھا کے مر جاتا

ملوں آپ دکھاتے اگر طبیعت کا — بگڑ بگڑ کے زمانہ سنور سنور جاتا

جگر میں داغ ہی رہتا جو روح اڑ جاتی — چراغ بڑھ کے ہوا سے کہو کدھر جاتا

ہمیں نے توڑے ہیں مستی میں ایسے سو شیشے — جو آسمان بھی گرتا تو کون ڈر جاتا

بھلا ہوا جو جنوں کا علاج کر نہ سکے — ہم اور سر کو پٹکتے جو در بدر جاتا

وہ ایک جام بھی دیتے تو مجھکو کافی تھا — اسی پیالہ میں دن زندگی کے بھر جاتا

پری وحور کے دھڑکے سے ہیں ادھر اُدھر پھرتی — ادھر بلا اور دھر آفت تھیں کدھر جاتا

ہمارے سینہ سے باہر نہیں ہے کوئی شئے — خدنگ ناز کہاں دل کو توڑ کر جاتا

نہ سنتے مجھسے جو اوصاف ابرو پر خم — پڑھی چھری سے گلا کاٹ کر میں مر جاتا

فنا دیدہ و دل نشہ میں بڑھا کے اُٹھا — نہ لڑتے شیشہ و ساغر جو ٹوٹ کر جاتا

دم عتاب جو چلتی زبان قینچی سی + + + — چمک چمک کے نیا بادلا کتر جاتا

جو آپ جانتے سوے ویر غیر کے ہمراہ — خطا معاف ہو میں بھی خدا کے گھر جاتا

شرابِ وصل کے پینے کی نذر مانی تھی +
سبیل رکھتے جو جامِ مراد بھر جاتا

زمانہ ہیں نہ ٹھہرا اونہیں کے رُکنے سے
جگہ وہ دل میں جو دیتے تو میں ٹھہر جاتا

۵ حرم میں دیر میں بالا سے عرش ہر دل میں
جدھر جدھر وہ بلاتے اُدھر اُدھر جاتا

۲۲ نہ آتے آپ جو خط دیکھتے ہی شام کو وقت
پیامِ رات کو تاروں کی ڈاک پر جاتا

بھلا چھپائے سے چھپتا لہو شہیدوں کا
یہ خون بول ہی اُٹھتا تو مکر جاتا

۴ میرؔ فضل جو کرتا مسبب الاسباب
میں کربلا سے معلّے میں جلد تر جاتا

۴۴ رازِ توحید زمانے نے ترا کیا جانا
کعبہ نہ جانا جو تجھے تنکیں و تنہا جانا

کل کی کل پر ہے گھڑی بھر کو ذرا آجانا
اے مرے وعدہ فراموش صنم آج آنا

۱ لاکھ پردوں میں تجھی بہتر نہیں تنہا جانا
تو جہاں خواب میں جانا مجھے لیتا جانا

۴۰ فتنہ سے قد کو تہ و بو ٹا جانا
دل میں انصاف کرو کیا تمہیں تھوڑا جانا

۴ ربط دو وحشیوں کا سب نے تماشا جانا
قیس ہمسے جو ملا مطلع سودا جانا

۴ کیا کہا کس کے تڑپنے کو تماشا جانا
لو خبردار سنبھل جاؤ نہ گھبرا جانا

۴ وضع سیدھی رہی اُن کی تو نہ پائی توقیر
ہمسے ٹیڑھے ہو جو ہوئے لوگوں نے قبلا جانا

غیروں کے پاس مرے دیتے ہو کیا کیا غوطے
تمنے اس قطرۂ ناچیز کو دریا جانا

۴۴ چاندنی میں نہ کیا اُس مہ وش نے بناؤ
چاند کو آئینہ آئینہ کو اندھا جانا

۱۴ اُن کی ہر بات میں اک بات ہے ماشاء اللہ
چھیڑنا آپ ہی اور آپ ہی شرما جانا

روز کہتے ہو بنے کوس کے کہا جاؤں گا
اپنے منہ کا مجھے کیا تمنے نوالا جانا

۴ کعبہ و دیر میں مسجد میں کہ میخانہ میں
کہیں جانا دلِ بیتاب کو ٹھہرا جانا

۱۹ اے اجل خاک اوڑانی ہے تجھے برسوں تک
ہمسے گم گشتوں کو اتنا نہیں پایا جانا

۴ جب سے غیروں کو ہوا پان بنانے کا حکم
ہر گلوری کو تری زہر کی پڑیا جانا

کہا کئے جاتے ہیں شنائے لب شیریں سنکر
میٹھی باتوں سے مجھے آپ نے حلوا جانا

بیخودی ترک کروں میں تسلیم لازم ہے
شوق سے ہاتھوں سے کھونا جو مجھو پا جانا ۲

مرہم لطف تو کیا بات نہ پوچھی میری
خندۂ زخم جگر آپ نے مٹھا جانا ۳

غیر کی بات چھپاتے ہی رہے پردہ میں
آج تک دل کو مری تم نے نہ اپنا جانا ۴

اسکو شمشیر بکف آج سنا ہے اے دل
سر کے بل کوچۂ جلاد میں دوڑا جانا

جس جگہ چاہتے ہو دم میں اڑا دیتے ہو
ناتوانی سے مجھے آپ نے ہلکا جانا ۶

گالیاں دیں تو مبارک ہو مگر صاف کہو
تم نے کس واسطے جھاڑا مجھے کوڑا جانا

خشک و تر کو تری چاہت نے سکھایا کیا کیا
ڈوبنا مچھلیوں سے شمع سے جلنا جانا ۸

کعبہ و بتکدہ کی سیر سے کچھ کام نہیں
تم نے جو راہ بتائی وہی رستا جانا ۹

کسکو ہے میکدہ کی صامت و ناطق سے غرض
شیشہ کو پنبہ دہن جام کو چپ سا جانا

تو نے جو راگ الاپا ہوی دوہری رنگت
کبھی دہائی اسے سمجھو کبھی سوہا جانا

خم مے خشت سر خم کی بڑھائی عزت
سر مدن کے لئے سر کے لئے ماتھا جانا

میرے بیگانہ بنانے کو ملے دنیا سے
آپ سب کے ہوئے مجھکو نہ کسیکا جانا ۱۲

زلف کی عشق نے جھکا کی بنائی دولھا
پیچ سہرے کے ہیں یاروں نے سہرا جانا ۱۳

ہوگیا طوق گلوگیر سراجزو بدن
اتبو قمری تجھے اے سرو تمنا سمجھا ۱۴

لاش بھی نکلی کی یاروں کی اوسی کوچہ سے
راہ ہو یا نہو تمکو وہی رستا جانا

آب کوثر میں اگر دست کرم دھونا ہے
ہاتھ کا میل ہے پیاسے دیتا جانا

پوچھنے جاؤں بھلا اپنی حقیقت کس سے
دل میں اس بت نے خدا جانے جو کیا جانا ۱۷

جادۂ ملک عدم میں نہیں کچھ پیچ اے دل
بند آنکھیں کئے اس راہ میں سیدھا جانا

میری ہوتے ہوئے غیروں کو کہا منہ سے غلام
واہ واخوب مجھے آپ نے اپنا جانا

مفت بکتا نہیں فردوس بریں محشر میں
ہاتھ خالی سے نئے بازار میں کیا جانا ۱۹

ایک ہے رنگ بہار اور خزاں میں اپنا
اسپر اے غیرت گل تو نے وفا نہ جانا

۴ خون دل پینے کو حاضر ہوں اگر مرضی ہو
اتنا پیاسا مجھے اے جن کے دریا جانا

۱ غم کی اُفتاد سے مستثنیٰ ہوئی دنیا میں
راہ الفت میں پڑا پائے گئے کھویا جانا

۴ یوں تو آتے نہیں بے پردہ کبھی بھولے سے
اور آنا بھی تو منہ پھیر کے شرما جانا

۴۴ نکتہ سنجی محبت کے بڑے دعوے ہیں
کہئے ہم بھی تو سنیں آپ نے کیا کیا جانا

۴ کچھ سمجھتے ہی نہیں اصل مری ہستی کی
کیا زمانہ میں مجھے آپ نے عنقا جانا

۴۴ بھول جاؤ گے تو سر پھوڑ کے مر جاؤں گا
صدقہ اس چال کی پھر بھی کہو ٹھکرا جانا

۴۴ کہئے تو خاص محل کس کو بتائے کوئی
آپ جس دل میں رہے صاف گھر اپنا جانا

مینے چھیڑا تو ہزاروں ہی لگائے طوفاں
کبھی کچھ لہر مجھے آئی تو دریا جانا

۴۴ حوروں کے واسطے مرتا ہوں نہیں کیا فرمایا
کچھ نہ سمجھا جو مجھے مردہ دل ایسا جانا

۴ باتوں کی آنکھوں کی زلفوں کی سنی جب تعریف
کبھی فقرہ کبھی جادو کبھی لٹکا جانا

۴ دل خوشی سے جو ہو خالی تو ہو خلوت خانہ
آج تک تم نے بھرے گھر میں نہ رہنا جانا

۴ ہے عبث انتظار اے گور شب فرقت میں
خاک منہ میں ترے شاید مجھے مردا جانا

۴۴ پھر نہ کہنا ہے اسی تیر ادا کی دل کو
پھر کرن انکھیوں سے مجھے دیکھ کے شرما جانا

۴۴ اتنو ہم صاف ہوئے جاتے ہیں تم سے لیکن
آئینہ دیکھ کے پھر دل میں نہ اترا جانا

۴ ہے اگر قصد سفر میں بھی ہوں ہمراہ رکاب
اوکر باندھنے والے مجھے لیتا جانا

۴ عیش بے رنج کی عادت نہیں مجکو اے دل
خاک غم گاشن فردوس میں لیتا جانا

ہم کہ کہتے ہیں اوبیج کے کھانے والے
فقرا مفت دعا دیتے ہیں لیتا جانا

۴۴ ہم بھی ہیں تم ہو محشر بھی ہے اللہ بھی ہے
بڑے سیدھے ہو تو کل معرکہ میں آجانا

پائے ہیں نزع میں گل کھانے کو چلتے ایدل
تھوڑی سی آگ بھی فردوس میں لیتا جانا

۴ نفیس چھوئیں تو لیگا کف حسرت کیا کیا
ہاتھ جب تک ترے چلتے رہیں دیتا جانا

۲	ایسے بیدردوں میں اچھا نہیں اپنا جانا
۳	کیا مرے دشمنوں کو آپ نے مروا جانا
۴	یہیں مرنا یہیں جینا یہیں آنا جانا

یا علی حشر میں محرم ہو ترا جائے منیر
لیکے جنت میں اسے اے مرے مولا جانا

۲	اپنے اپنے تو ہیں سب ہو وہ خود آرا کس کا
۳	اس سمندر کو ہے منظور کنارا کس کا
۴	ڈھونڈھتی پھرتی ہے باروت شرارا کس کا
۵	آپ سب کچھ ہے کری کوئی نظارا کس کا
۶	حور کا جسم تو ہے دل ہے تمہارا کس کا
۷	دل جو ڈوبے تو کہو ڈھونڈے سہارا کس کا
۸	پھر نہیت میں تری لجائے ستارا کس کا
۹	تیر جاتا ہے سمندر کو نظارا کس کا
۱۰	کوئی مشعف ہو کہ دلپر ہے اجارا کس کا
۱۱	راہ کی بات بتاتا ہے اشارا کس کا
۱۲	نہیں معلوم کہ جامہ ہے تمہارا کس کا
۱۳	لال پردہ سے ہے مستوں کو اشارا کس کا
۱۴	نہیں معلوم کہ مال آپ نے مارا کس کا
۱۵	باتیں کرتا ہے خوشی سے اشارا کس کا
۱۶	تو نے بوجھا اے فلک پیر او تارا کس کا
۱۷	پاگئی ہے مری تقدیر اشارا کس کا

۲ وہ غضب ناک ہیں دل عاشقوں کو ہیں بیتاب — دیکھیں اس آگ سے اڑتا نہیں پیارا کس کا
لیلۂ شام غماں کی بلائے شب ہجر — جو ٹلتا ہے مقدر میں ہمارا کس کا
۳ کعبۂ عشق حقیقی کی ملی غیر کو راہ — تمنے دل یاد فراموش میں مارا کس کا
۴ کس کو رلوا کے کیا آپ نے ہو ٹا پردہ — دھوکی کی ٹٹی چھپ کتا ہے ہزارا کس کا
۵ شکل آئینہ پسند اون کو نظر ہے نہ سا — سوانگ لائے دل بیتاب ہمارا کس کا
ہنسے نہیں تم عیسیٰ دوراں لیکن — کلمہ پڑھتے ہیں شب و روز لفظارا کس کا
۶ صاعقہ میں رہی گرمی نہ چمکا سورج میں — روز لاتے ہیں پریزاد حسارا کس کا
۴ دو پہر کہتی ہے شعور سے ہی جس کی تصویر — پاس کرتا ہے وہ محبوب خود آرا کس کا
۷ آپ نے دوستوں کو داغ دیئے چن چن کے — نہ ہوا دشمنوں کو بخ گوارا کس کا
۷۲ میں تو جھوٹا ہوں مگر آئینہ سے پوچھیں آپ — کس کی صورت ہے پری حسن ہے پیارا کس کا
۳۴ کھلتے ہیں ناچ میں نقد دل جاں کی توڑے — حسن کا بھاؤ بتاتا ہے اشارا کس کا
۴ دور رہیگا جسے تم کون سہارا دے اوس کو — آنکھوں سے گر کے کوئی ڈھونڈھی سہارا کس کا
دل نے کس کی نئی انگیا کے مزے لوٹے ہیں — آج کہاں کو ملا پان کرارا کس کا
۵ بولنے کی قسم کھائی ہے تم نے لیکن — باتیں کرتا ہے نگاہ وں کی اشارا کس کا

۳۵ کہکشاں نشہ اختیوں کی مبارک ہو منیر
اپنے بختا ہیں آپ اس میں اجارا کس کا

جو چاندنی میں وہ سرمائی شراب نہ ہوتا — تو آفتاب پر مستوں میں ماہتاب نہ ہوتا
نہ کھلتی صورت پری اگر شباب نہ ہوتا — یہ صبح کس لئے ہوتی جو آفتاب نہ ہوتا
۱ طبع نے سب کی بہار کیا زمانہ میں مجھکو — سوال میں جو نکرتا سر جواب نہ ہوتا
نہ سوئے ہوتے اگر چپکے وہ کسی کی بغل میں — نہ ہوتی باتوں میں نہ آنکھوں میں حجاب نہ ہوتا
جلے ہوؤں کو وہ تاکتے جو نشہ میں — تو نوک تیر میں دل شیشہ کباب نہ ہوتا

نہ دیتے اُسکو جو تشبیہ جام بادہ سے شاعر
تو وہ سپہ کہاں کی بھی خوشبو سوا گلاب نہوتا

زمانہ میں جو نہ اندھیر کرتیں آپکی زلفیں
تو نیّر چراغ بکفوں کو آفتاب نہوتا

مرنگ شیشہ و ساغر جو ہوتی اسکی بھی قسمت
شراب پینے پر انسان کو عذاب نہوتا

جو دیتے اہل فنا کو بقدر داغ محبت
تو نیچر اغ کبھی خانہ خراب نہوتا

کسی کی بات نہ سنتے تھے جوش گریہ میں وحشی
ہمارے کان میں کیوں رشتہ سحاب نہوتا

زبان تیغ نہ تر کرتے ہم جو اپنے لہو سے
کسی کی پیاس بجھانا بھی پر ثواب نہوتا

نہوتی تربت عنب کی جو دل میں ہمیشہ کو
تو کرا اثر نشہ شراب نہوتا

فنا کے بعد جو آپڑتی کوئی کشمکش کی منزل
مسافران عدم کو خیال خواب نہوتا

کہاں وقار بڑھا کر بتوں کے پاس رسائی
پہاڑ اور ٹھاکے میں خلوت بایاب نہوتا

کسی کے دل کے تڑپنے کی خبر جو نہ سنتے
ہمارے کان کی سوزش کو اضطراب نہوتا

قریب رخصت عہد شباب آکر جو کھٹکتی
زمانہ میں شب آخر جو موم خواب نہوتا

نہوتی نشہ سے اُس بربرہ رنگ کی جو آنکھیں
زمانہ بھر میں کبھی دشمن شراب نہوتا

نہوتی اہل فنا کو جو توڑنے نفرت
تو ایک ڈال کبھی کاسۂ حباب نہوتا

شراب پیکے نہ آتے جو آپ بزم رقیباں
ہمارے گنجفہ میں دور آفتاب نہوتا

ترے شہید نہوتے اگر محیط ستم میں
تو بے علاقہ بدن سے سر حباب نہوتا

دکھائی دیتی جو اُس رنگ کی بہار اہل نظر کو
زمانہ نقش و نگار طلسم خواب نہوتا

جو دور لب ساقی کی اسکو چاہ نہوتی
پر نگ غنچہ و گل ساغر شراب نہوتا

چھپا ایک مرد نے اس سے صاحبی فقرا
گداز سوز میں کچھ اگر کباب نہوتا

ترے کرم کے نظر کی کبھی امید نہ ہوتی
اگر جہان تلون میں انقلاب نہوتا

جلا کے بھسم نہ پاتا مزار زمانہ میں کوئی
یہ شور بخت جو ہم سا فراخ کباب نہوتا

نہ دیتے مرد جو منت عنب سے بزم جہاں میں
سوار شیر پر اسطرح آفتاب نہوتا

۲ قیامت آئی کہ ہوتی بلائے بد کو بھی نازل
جو ہونے والی تھی ہوتی مگر عتاب نہ ہوتا

۳ تمہاری تیغ ادا کی جو موج چال چلتی
سر برہنہ فلک یم دہر میں حباب نہ ہوتا

ہمیشہ اون سے گلابی لباس پر ہے عاشق
ہمارے پھولوں میں کسواسطے گلاب نہ ہوتا

جو نشہ پیکے وہ خوں ریزی زمانہ نہ کرتے
پیالہ دوریں جامے میں آفتاب نہ ہوتا

جو دیکھ لیتے اسے آنکھیں بند ہو نے پہلے
جمال یار چراغ طلسم خواب نہ ہوتا

نہ پھیلی ہوتی جو بو اس اون کی باغ عالم میں
تو عطر ہوتے ہیں پھولوں میں گلاب نہ ہوتا

نہ کرتے ترک اگر اختلاط آتش سے
گناہ گاروں کو پھر آگ سے عذاب نہ ہوتا

فنا کے ہیچ درخشاں میں اُٹھائے ہیں محبکر
حباب ہو کے ہیں کسواسطے سراب نہ ہوتا

بشر تو کیا ملایک بھی کہے کنت ترابا
منیر اون کو عشق ابتر اب نہ ہوتا

شیخ بہ

کونسی شکل ہیں دیکھا نہیں لفظ تیرا
نظر آتا ہے ہر آئینہ میں چہرہ تیرا

۲ دل ترا جان تری عاشق شیدا تیرا
سب ہے تیرا ہے کوئی پھر کسلئے میرا تیرا

۳ زرد رنگت ہے مری رنگ سنہرا تیرا
وصل گر ہو تو بنے چینی جوڑا تیرا

۴ مرگیا پھوڑ کے سر عاشق شیدا تیرا
ہاے اسپر بھی نہ ٹھنکا کبھی ماتھا تیرا

۵ نامۂ حسن خریدار نہیں رہتا ہے
لاکھ کہہ لیں نہیں کہلاتا ہزار اداتیرا

۶ حیرت دید و مشتاق کو کیا پہچانے
ابھی کشتی سے ہویدا نہیں دریا تیرا

۷ کیا بلا میں ہیں پریزاد ہماکی کیا اصل
عرش اعلیٰ کو دباتا ہے سایا تیرا

۸ کس طرح دل میں بھلا آئے محبت کی لہر
آشنا موج سے ہوتا نہیں دریا تیرا

۹ سبی آئینہ کی کرتا ہے ہمارے آگے
خوب کہ کرنے لگا آنکھ میں سرما تیرا

۱۰ مرے رونے سے ہوی ابر سے حسن دو چند
بڑھ گیا آنکھ کے طوفان سے دریا تیرا

۱۱ جیسے میرا دل آشفتہ اسے ہاتھ لگا....
کھولتا ہی نہیں مٹھی کبھی جوڑا تیرا

خوب دیکھا جو تجھے ذہن نے صنعت اپنا
ہنس کے فرمانے لگے بسم اللہ کیا تیرا

گرد پھر پھر کے ترے کون نہیں دیتا جاں
موت بھی بالی ہے آفاق میں قربان تیرا

غیروں نے ہاتھ تو پھیلائے ہیں گل کھانے کو
انگلیوں پر نہ نچائے کہیں چھلا تیرا

تری دیوانوں کو بھی تیر طلب میں پایا
کسی بازار میں ملتا نہیں سودا تیرا

رکھتے ہیں کاتب تقدیر پر الزام اپنا
خط مرا بھاڑ کے فرماتے ہیں لکھا تیرا

راستا دان رہتے ہیں راہ باکج بحثی میں
ٹیڑھی کوٹھی مری نظروں میں ہے بگلا تیرا

مری تصویر کی رنگت جو اڑی فرمایا
اہل حیرت میں بھی جمتا نہیں نقشا تیرا

کون اس برق جہاں سوز کو لے سکتا ہے
دل بیتاب کسی کا نہیں سیدا تیرا

تو نے کچھ میری طرف سے ادھر بھر کا ہے
کبھی خالی نہیں ملتا ہے تپا تیرا

چشم وحدت سے جو دیکھا تو یہ معلوم ہوا
سب سے ہے اور کسی سے نہیں پردا تیرا

تیری خلوت سے بہرم گبر و مسلماں کا ہے
خلق کی عیب چھپانے کو ہے پردا تیرا

کھل کے بیٹھا ہے شب وصل جو تو نشہ میں
کثرت شرم سے گھونگھٹ ہوا دوہرا تیرا

نہ تو بوسہ لب شیریں کو نہ باتیں
نہیں معلوم کہ کیا ہے ترے میٹھا تیرا

میل کس سے ہے جو بگڑے ہے تو ہم ہر جائی
ہر مرقع سے الگ پاتے ہیں نقشا تیرا

لب شیریں سے مزا گالیوں کا پاتے ہیں
میٹھے کے واسطے کہا لیتے ہیں جو ٹھہا تیرا

دل بیتاب میں کچھ اور جھلک ہوتی ہے
عرش سے جا کے رہا ہے کسی جلوا تیرا

چمن و گلشن و دولت سے کہتے ہیں
یہ بھی ایک آب رواں کا ہے دوپٹا تیرا

ہو چکا حشر شب وصل بھی معلوم ہوئی
ایک باقی ہے مگر وعدۂ فردا تیرا

دست حسرت کو کوئی مژدۂ کامی دی
پنجگی پر ابھی آیا نہیں میوا تیرا

جان دی مینے تو دی کس کی بلا گڑھتی ہے
سیکڑوں سر میں سلامت ہے ترا تیغا تیرا

مر گئے شکے جان لڑانے والے
کیوں گلے پڑنے لگا غمزہ ترا تیغا تیرا

	ے دیدار زمانہ میں لٹا کر اے دل	پھوٹے منہ سے بھی نہ بولا کبھی شیدا تیرا
	غیر کیوں یاد کریں تجھکو نصیب اعدا	دل عاشق کو سبارک رہے کہنا تیرا
۲۰	حشر کے روز بھی ہوں دست و گریباں دونوں	یا الٰہی یہ ہوس بھی رہے میرا تیرا
۲۱	سینے پوچھا یہ عقیق یمنی ہے کہ اوگال	ہنسکے فرمانے لگے مہر کلیجا تیرا

طعن سے ماہ مبارکباد کہتے ہیں منیر
دور ہی ہو نہیں بھاتا ہمیں روزا تیرا

۲۲	فرقت میں زیر تیغ ہمارا گلا ہوا	عالم میں خورشید نہ ہا فیصلا ہوا
	دامان دست ہاتھ میں آیا بھلا ہوا	دست جنوں کے واسطے اک مشغلا ہوا
	جلوہ کلام سخت میں بھی برملا ہوا	لہجہ تمہاری گالیوں کا بادلا ہوا
	کوتاہ سوز دل کے سبب حوصلا ہوا	اسپند کیوں نہ آگ سے اپنے جلا ہوا
	بالائے بام وہ جو عیاں برملا ہوا	چیوں نی کو عوش پہاند کا حوصلا ہوا
	پہیلی دھوئیں کے ساتھ نی حسرتوں کی بو	یہ شمع ہے بجھی ہوی یا دل جلا ہوا
۲۳	نفس دنی سے بکو پہونچنے لگا گزند	دیوانہ ہو گیا ہے یہ کتا پلا ہوا
	ہمسر نہو سکا دل سوزاں سرا ایک دن	جھوٹا مقابلہ میں ہمرا ایک کو بلا ہوا
۲۴	منہ کھول کر حضور نہ آئیں قریب شام	ڈرتا ہوں پھر نہ آئے کہیں دن ڈھلا ہوا
۲۵	اس درجہ بد دماغ نہو میری آہ سے	کیوں کر دھواں نہ دے دل عاشق جلا ہوا
۲۶	اللہ کلیم کی گائی وہ بہبودیں	فیض مسیحا مرغ سحر کو گلا ہوا
	رنگت سنہری ایسی کسی کی نہیں سنی	بہتر ے کچے سونے سے بٹنا سلا ہوا
۲۷	مجکو ستا کی چین نہ پایا جہان نے	کب ایک کی برائی سے بکا بھلا ہوا
	مانند شمع آتش تر جلوہ گر ہوئی	فانوس نور شیشہ مے کا گلا ہوا
۲۸	زیور سے جلوہ پا گئی تیغ لوا و ناز	جھالا ہرا ایک موتیوں کا پر نلا ہوا

انگیا میں کب ہے چھاتیوں کا رنگ موجزن — دونوں گلابیوں میں ہے سونا گلا ہوا
آنکھوں کے بند ہوتے ہی دل صاف ہو گیا — اندھے ہوئے تو آئینہ اپنا جلا ہوا
بے لطف کیف عشق میں ہے فکر آبرو — اچھا نہیں شراب میں پانی ملا ہوا
کھو بیٹھے لطف زہد و ورع کوشش باب میں — غائب اندھیری رات میں یہ قافلا ہوا
کجکول فقر میکدہ تاک لیگیا سمجھے — گویا کدو کی بیل مرا سلسلا ہوا
دل پر گرائیں جلوۂ جاناں نے بجلیاں — قصر خراب عشق میں کارِ ملا ہوا
جاتا ہوں جس جگہ میں اجل ساتھ ساتھ ہے — یہ شیر ہے شکار سے اپنے ملا ہوا
پردہ میں بولتا ہے انہیں کی طرف مدام — بیگانوں سے ہے ساز تمہارا ملا ہوا
ہمصورت ایک ہی نظر آتا ہے کہیں — سارا جہان آئینۂ بے جلا ہوا
ہنس ہنس کے شوق سے وہ نئی بجلیاں گرائیں — تڑپا کرے کہ جان دے کوئی جلا ہوا
جوبن کسی پری کا نگاہیں لگ چلا — اوبلی کہیں شراب سے دلو لا ہوا
تنہا عشق کا مزاحم پیش دل کے ساتھ ہے — دولت کہ سک گئی جو رواں زلزلا ہوا
پروانوں کو نہ اہل وفا سے کہو سوا — دیکھو ادھر ادھر نہ ہو کوئی جلا ہوا
دیکھی ہے صبر و عشق میں کس نے موافقت — ایجان سنگ و شیشہ میں کب فیصلا ہوا
تڑپا تو دیں فراق میں دل کو سزا ہوئی — دشمن کو میرے کام کے بدلے صلا ہوا
آنکھیں لگی ہوئی ہیں مگر دل ہے دور دور — قرب کثیر میرے لئے فاصلا ہوا
کیا کر رہے ہو وصف سمندر پکار کر — دیکھا نہیں ابھی کوئی تم سے جلا ہوا
ہوتی نہیں چشم کی خواصی بھی اب نصیب — اچھا ردیف و قافیہ میں فاصلا ہوا
صحبت میں رہ کے بخت سیہ دیو ہو گیا — آسیب میرے سایہ میں اکبر بلا ہوا
کرتے ہو سب کے سامنے غیروں سے گر گلا — دیکھو نہ شہر ہو تمہیں دے کوئی جلا ہوا
طوبے سے بھی بلند ہے ہر فتنہ آج کل — کس سرو ناز کا قد بالا بلا ہوا

ثابت شراب ناب کی حرمت ہو سکی
باطل لزوم دود سے یہ مسئلا ہوا

نکلے جو آپ عمر ابد باتیں ہوئے
مردوں کو جان لوٹنے کا ولولا ہوا

آئے گئے عدم میں ترے جاں بلب مدام
کب طے جناب خضر سے یہ مرحلا ہوا

ٹھہرا جو عزم وادی وحشت بہار میں
طیار پیش خیمہ لئے آبلا ہوا

داغ فراق سے دل سوزاں کو کیا غرض
کیوں کر جگہ چراغ کو دے گھر جلا ہوا

پرتو سے صبح شام تو دن رات ہو گئی
گورا تمہارے سایہ میں ہر سانولا ہوا

کینچی ہے کس نے آہ جگر سوز باغ میں
انگور سر سے پاؤں تک ایک آبلا ہوا

میرے سیاہ خانے میں لوٹیں گے آپ کیا
اک شمع ہے بجھی ہوئی اک دل جلا ہوا

ہیں ہر طرف کو جیفۂ دنیا کی کثرتیں
قصر شہان دھر مگر سنبلا ہوا

لیلیٰ سمجھ کے قیس ہے سایہ کو ساتھ تھے
ہمزاد یا رد ہو پہ میں کیا سانولا ہوا

دنیا دیں کے لطف دل سوختہ میں تھی
کس کس کو ہائے یاد کرے گھر جلا ہوا

ہوش و حواس رعشۂ پیری میں چل بسے
گھر چھوڑ بھاگے سب جو عیال زلزلا ہوا

خمخانۂ قریب میں کیوں بھیجتے ہیں آپ
کیا آگ دینے جائے وہاں دل جلا ہوا

الدر ری نسیم بہاری کی شوخیاں
کس باغ میں نہیں ہے شگوفہ کھلا ہوا

آتی ہے ہر صبح شیب کی بھاگی شب شباب
گورا صنم ملا تھا عجب سانولا ہوا

جلوہ بڑھا جو حسن ہوا ختم یار پر
سہرا یہ اوسکے سر جو رہا بادلا ہوا

کھایا کئے ہیں غیر کے ہاتھوں سے وہ کباب
آ آ گیا ہے منہ کو کلیجا جلا ہوا

کیا کیا چبا چبا کے وہ کرتے ہیں گفتگو
باتیں نہیں ہیں قند ہے منہ میں گھلا ہوا

تنہا چمن میں شبکو نہ آرام کیجئے
گلزار حسن ہے ابھی پھولا پھلا ہوا

آغوش طالبان وصال حضور ہے
اتنا نہ تھا کبھی در دولت کھلا ہوا

ایسی کسی بشر کی نہ بگڑی نبی ہوئی
جب شکر بنے منہ سے نکالا گلا ہوا

گانیکی دھوم تیز ہوئی شور حسن پر
طوطئی یار بول تے ہی کو کلا ہوا

پابند حسن یار نہ ہوتا تو دیکھتے
کیسی بری بلا میں بشر مبتلا ہوا

وہ مشک زخم تھا تو یہ کافور بعد مرگ
گورے سے پہلے دشمن جاں سانولا ہوا

شمس و قمر نشان رہ کوے یار ہیں
نقش قدم سے بہانپ لے رستا چلا ہوا

دل کو علاقہ آپ کے بند قبا سے چاہئے
موتی کے ساتھ میں ہے یہ دانا ڈبلا ہوا

لیں میری آہ گرم نے بجلی کی دھجیاں
پٹھا جو تار تار ہوا بادلا ہوا

اے جان خاکساروں کو ٹھکراؤ دیکھکر
اس خاک میں دبا نہو کوئی جلا ہوا

مستوں سے ہنسنے بانکوں کی فریاد کی عبث
آنکھوں کے آگے مفت بھوؤں کا گلا ہوا

ملک عدم سے اون کی کمر نکلی متصل
دونوں میں بال بھر سے بھی کم فاصلا ہوا

تھمہ چکا گئی سر و تن کا زبان تیغ
دو ٹوک بات تمنے کہی فیصلا ہوا

پہنچے تو لفت تار روح لٹا دیں گے اہی میر
اس سال میں اگر سفر کربلا ہوا

بے وقت جو گھر سے وہ سیحا نکل آیا
گھبرا کے مرے منہ سے کلیجا نکل آیا

تسبیح و مصلے سے پڑی پیر میں زاہد
دل سے جو گیا کعبہ میں سیدھا نکل آیا

عشق لب شیریں کی مٹھائی نہ ہوئی ہضم
میٹھا بھی ہوا درد تو حلوا نکل آیا

دفنوں ہوا زیر زمین کیسا کوئی وحشی
کیوں خاک سے گھبرا کے بگولا نکل آیا

پاسے ہیں تری لٹ پٹی پگڑے نے ہیں پیچ
یہ جال تو زلفوں سے بھی بڑھکر نکل آیا

خوشبو ہوئی درکار جو گلزار میں تجھکو
ہر پھول سے عطر اے گل رعنا نکل آیا

خاک شہدا میں جو نہیں ہے وطن اس کا
ترخون میں کیوں لالہ حمرا نکل آیا

کیا بھول پڑا داغ جنوں میرے جگر میں
یہ چاند کدھر بار خدایا نکل آیا

آیا ہے جنوں دھوم سے اے آبلہ پا
باہر عدم آباد سے خیما نکل آیا

جانے لگے تم وادیٔ ایمن میں جو شب کو
شمع ید بیضا لئے موسےٰ نکل آیا

آندھی کی طرح گھیرے تھی دیوانوں کو وحشت
جب گرد ہٹی لشکر سودا نکل آیا

گیسوئے سیہ فام سے چمکا گہر گوش
گویا دہن یار سے مہرا نکل آیا

گرمی مرے نالہ کی اثر کر گئی تجھ کو
آخر عرق لے جان سراپا نکل آیا

سودا جو تری آنکھوں کی دیوانوں کی وحشت
صحرا سے ہر ایک آہوئے صحرا نکل آیا

مہندی ترے ہاتھوں میں قیامت نے لگائی
رگ رگ سے مری خون تمنا نکل آیا

آئینہ میں منہ دیکھ کے مغرور ہوئے آپ
دو شکلوں سے کیسا یہ تبجبا نکل آیا

اے درد جگر ضبط کروں ہجر میں کب تک
بس بس کہ مرے منہ سے کلیجا نکل آیا

موت آئی تو عشق لب جاں بخش سے چھوٹے
دم دیکھے مسیحا کو یہ سودا نکل آیا

گھونگٹ سے ترے کان کی بالی نظر آئی
دیوار چمن توڑ کے پودا نکل آیا

دم بند کیا بلبلوں کا طائر دل نے
اڑ بھڑ کے ہزاروں سے اکیلا نکل آیا

پتھر پڑے تقدیر پر اے جوشش وحشت
گھر سے ترے سر کے ہوئے بیجا نکل آیا

پلکوں کی محبت سے خلش کہو ہی جنو نکی
برچھی سے نکالا تو یہ کانٹا نکل آیا

مکروہ شب ہجر میں ہے نغمہ قلقل
شاید دہن شیشہ میں پھوڑا نکل آیا

سید امری آہوں نے کیا تیر مژہ کو
پل نکلے سے ای سرو تمنا نکل آیا

محفل میں کیا غیر سے پھر تم نے اشارا
پھر بیٹھے بٹھائے وہی جھگڑا نکل آیا

ضیق غم دوری سے اوڑے ہوش جو بگڑے
گھبرا کے دل تنگ سو کانٹا نکل آیا

آمد جو تیرے خط کی سنی پھر تماشا
جنگل سے خضر بانے سے سبزا نکل آیا

جی جو کیا تم نے کہلے عشق کے اسرار
جو کچھ کہ مرے دل میں نہاں تھا نکل آیا

پھالا نظر آتا ہے جو آئینہ دل میں
کیا چہرہ پر اوس گل کے مہنا سا نکل آیا

جب حشر کے دن بخشوانا نہ اعمال
سمجھا کہ کچہری سے مچلکا نکل آیا

اُمید بر نہ آئی قطع تو مقصود کو پہونچے
اس بیر کے جھپٹ جانے سے رسوائی آیا

جس نام سے اوس بت کو پکارا وہی پایا
ہر اسم کے پردے سے مسمّا نکل آیا

ٹھکرانے لگے دل کو تو برپا ہوئے طوفاں
قطرا جو ہٹانے لگے دریا نکل آیا

اب رُکتے نہیں تیر آہ جگر سوز
دم گھٹنے لگا منہ سے کلیجا نکل آیا

لذت مرض کہلاتی ہے مسیحا کیا کیا
لقمہ دیتی ہے فقیروں کو گدا کیا کیا

اُٹھ کے تعظیم نہ دی وحشت مجنوں کی کبھی
پاؤں تک سر سے گئی بے سروپائی کیا کیا!

حسن عشق آج تک آپس میں ہیں سرگرم نزاع
شعلہ و شبنم میں رہتی ہے لڑائی کیا کیا

پاک باطن ہوں گر بچے کدورت ہو اثیر
خاک اُڑاتی ہے مرے دل کی صفائی کیا کیا

مرے رونے سے رہا خلق کو ڈر پھیکے کا
چھائی ابر نمد پوش ہے بھائی کیا کیا

دیکھتے دیکھتے تو آپ ہی جھپا ہے سے
بن کے بگڑی تری آنکھوں کی لڑائی کیا کیا

منجد اشک کی دیکھی جو لطافت ہے گل
عرق شرم میں ڈوبا ہے ولائی کیا کیا

اوس کے تلوے سے ملی پنے لہو کی مہندی
خون کی پیاسی ہے جلّاد حنائی کیا کیا

مر کے بے پردہ شوق اگر ملک وصال
مرنے لوگوں کی زباں پر لڑا لگایا کیا کیا

مر کے بے پردہ شب وصل جو لپٹا اُن سے
دوہری ہو ہو گئی شرم کے دولائی کیا کیا

ہم اوہنیں دیکھتے ہیں تم کہتے ہیں سبحان اللہ
آنکھ اور ہیں بہرتی ہے مرمہ کی سلائی کیا کیا

سخن تلخ کی لذت ہوئی دل کو پیارے
لب شیریں سے ترے بات بنائی کیا کیا

خواب غفلت سے نہیں چونکتے جاگنے والے
جرس قافلہ دیتا ہے دہائی کیا کیا

دیکھ کر وادی پرخار کو اے جوش جنوں
پاؤں پھیلانے لگی بہر پائی کیا کیا

نہ گئی تشنگی شوق شہادت نہ گئی
آب خنجر نے مری پیاس بجھائی کیا کیا

بیڑیاں گیسوؤں کی جب سے نظر آئی ہیں
پاؤں پڑتی ہے اسیری کی رہائی کیا کیا

۳ آپ کے چاہ رخداں میں جو دل ڈوب گیا
چھاتی دریائے محبت کی بھر آئی کیا کیا

دست کوتاہ متا کو جو دوڑاتا ہوں
لنبیاں قسمتی ہے زلفوں کی رسائی کیا کیا

۴ تیرہ بختوں کے گھروں میں نہ جلا کوئی چراغ
حسن نے آگ زمانہ میں لگائی کیا کیا

۴ ہوس دشت جنوں قید میں سر دیتی ہے
سر بزانو ہے غم آبلہ پائی کیا کیا

۴ بتکدہ میں کوئی سجدہ نہیں ہوتا مقبول
سر شکستی ہے مری ناصیہ سائی کیا کیا

بعد میرے نہ ملی خون جگر کی مہندی
ٹھوکریں کھاتے ہے پہرے پہ حنائی کیا کیا

ساتھ اوس شوخ کے سویا جو لپٹ کر شب وصل
کروٹیں لینے لگا خواب جدائی کیا کیا

۷ نہ کہا پر کہا مینے خدا اوس بت کو
ایک منہ ہو کے بھی ساری خدائی کیا کیا

لشکر آہ شب غم میں نہ روکے سے رکا
چرخ نے چاہ در مہتاب ہلائی کیا کیا

دیکھنے کو نہ دیا آئینہ دل نے جاں
موت بن ٹھن کے میرے سامنے آئی کیا کیا

۴ نہ کہا پر نہ کہا یا اجابت افسوس
آہ نے عرش کی زنجیر ہلائی کیا کیا

دیکھہ لی غیر سے مینے جو لگاوٹ کی نگاہ
آپکی جھانولی نے آنکھہ چرائی کیا کیا

اصل غفلت بھی تغافل کو تری مانے گی
کان پکڑے گی ابھی ناشنوائی کیا کیا

۴ پڑی ہے سخت مصیبت جو کوئی آ کے منیر
کرتے ہیں شیر خدا عقدہ کشائی کیا کیا

سر میکشد ز جیب شہادت خطاب ما
غیر از زبان تیغ کہ گوید جواب ما

دائم بشوق قتل بود پیچ و تاب ما
باری بخون خویش کند اضطراب ما

و نفی ما سواست کمال نشاط دل
رقصد بہ بحر خون دو عالم حباب ما

۴ لطف وصال یوسف عشرت نیافتم
کمتر بود ز خواب زلیخا شباب ما

یکچند ہم بصحبت قدح دو تا نساخت
تنہا گذاشت ہستی ما در رکاب ما

ترسم ز تیرہ روزئی وابستگان ضعف
آید بروں چو داغ ز کعبہ آفتاب ما

تا فصلے از حقیقت غربت نوشتہ ایم — دارد سواد شام غریبان کتاب ما
اے دست غیر جام مے ناب میخوری — حسرت ہمیگزد لب بام شراب ما
پروانہ ذوق سوختن از جان ما ربود — وز دیدہ شمع سوخت بوے کباب ما
داری اگر مذاق مے آتشین عشق — بسم اللہ اینک افشرد و آفتاب ما
ہر نالہ برق خرمن اسباب زندگیست — آتش بجان خود زند اشک کباب ما
جوہر شناس نیچو دی خویش گشتہ ایم — شرمیں بود بدیدہ فرہاد خواب ما
یکچند ابر بود رفیق گریستن — اکنون کلیم خویش بدریا برد آب ما

ہستیم نیچو واز مے عشق علی مغنیہ
از آب کوثرست مصفا شراب ما

۴۴ سخت کس نبرد ہمت مردانہ ما — خاک ما بستر سایۂ ما خانۂ ما
راہ توحید بود مسلک رندانہ ما — نکشد بار دوئی سبحۂ یکدانۂ ما
ہست لغزش کدۂ عیش سیہ خانۂ ما — بے عصا پا نتہد شمع بویرانۂ ما
حاصل مزرع ما زندگی جاوید است — آب مغز سر خضر خورد دانۂ ما
گشتہ مسجود ملک آن دل زنگی بتان — کعبہ شد قبلہ منسوخ بتخانۂ ما
پختہ مغزان جنون عاشق و معشوق خوانند — آہ ما گیسوے ما نخچیر ما شانۂ ما
از تماشاے حوصلگان چشم تمتع داریم — سبز اندر دہن مور شود دانۂ ما
سادہ از رنگ اثر گشتہ مے کہنۂ عشق — خون دل آب شد از گریۂ مستانۂ ما
دل ز شوق رخ شیریں بپرے میمالد — آب از تیشۂ فرہاد کشد دانۂ ما
جگرے عشق زد و داغ دلی خون گشت — زہرۂ برق بلا آب شد از دانۂ ما
آہ ما صاعقۂ خرمن غفلت گردید — خواب در دیدۂ دل سوختہ افسانۂ ما
شمع رو ئے دل سوزان مرا باز ربود — باز آتش بجہان در زدہ پروانۂ ما

۴ بیک تار پیراهن بخودے — زبان بستہ ام خویش و بیگانہ را
بیک جلوہ آں شمع بزم جمال — بروزم نشانید پروانہ را
۱ بدر کردم از دل غم ماسوا — بشوق تو پرداختم خانہ را
بچشم آید م جام مے چوں حباب — گر آب بر دست بیخانہ را
۲ نشد جلوہ گر کوکب بخت من — بانتش بپردم سیہ خانہ را
فشاندیم اشک جگر خون بچشم — بہفت آب شستیم پیمانہ را
بیا ساقی آں بادہ قرمزے — کہ تا بے دہم چشم پیمانہ را
نہاد ند از نصف بند گراں — بیک موے بستند دیوانہ را

دل ما و راز محبت منیر
سپردیم ایں گنج ویرانہ را

بگشا بام سلسلہ مشکسائے را — از میدہ بکش نگہ نارسائے را
رخت خرد بباد دہے جوش جنوں کشم — در راہ چاک فرش کنیم ایں قبائے را
پا مالئے رقیب چساں سنگدل کسے — از انفعال سنگرم پشت پائے را
از دست گر کشتی فریاد شد تباہ — سیلاب بر دقافلہ ہائے بائے را
اے صد ہزار در چشم زلف چو من اسیر — بگشا بناز سلسلہ مشکسائے را
چشم کرم نہ تا جو عہد نامدار — بر فرق خویش سایہ فتد ایں ہمائے را
یکرہ نگشت آئینہ ام جلوہ گاہ عکس — صد رہ گداختم دل بے مدعائے را
یاراں زنند خندہ و غیار طعنہ ہا — یارب کجا برم دل دردآشنائے را
خنجر زیاد و سر زمن و سعی از عتاب — یارب اجازتے اجل سست پائے را
اے کوہے یار دل صائم نشاں مدہ — گم کردہ ام بخاک درے بہائے را
بوے صبا نسیم ندارد نہ نالہ اش — از دست خود مدہ دل خونین نوائے را

مردانہ جاز شمع درین انجمن گرفت — از سرگذشتہ ہر کہ بیفشرد پائے را
واقف نیم زحال دل خویش اے جنون — قفل برون در شدہ ام این سرائے را
یارب نگاہ شوق برویش کجا فتد — کز جوشش صفا نتوان یافت جائے را
چون دانہ ہائے سبحہ درین راہ ای جنون — صاحبدلان اشمردہ گذارند پائے را
برکوہ طور پردہ زرخسار خود مگیر — اے حسن شوخ حوصلہ تنگ ست جائے را
آید بجوش خون شہیدان ز ترکتاز — وقت ست اگر عنا بکشی باد پائے را
یک مو شدم چو یاد تو در سینہ پانہاد — بستم بروے خویش درین سرائے را
اے بت اگر قبول کنی سجدۂ رقیب — کافر نیوم اگر نہ پرستم خدائے را
از یک کرشمہ سبحۂ زہد و ورع گسست — از مادر و دغمزہ بشکل گشائے را
آنکس کہ لعل تو بشکر خندہ ہا سپرد — بر ما گماشت گریہ بے ہائے ہائے را
روز سیاہ ما بکہ انجام کردہ — سر داد کجا نگہ سرمہ سائے را
از لعل یار زندہ شد اعجاز عیسوی — میرم حلاوت سخن جانفزائے را
این جنس کس بپرس نیاید بہیچ کار — آخر ز دیم بر سر خود پشت پائے را

تا بلبلے ز باغ تجسم خضر رہ شود
بشکن منیر خامہ ناخوش نوائے را

ردیف بے

سے مثل گال ہیں رخ پر نور لاجواب — شاید کتاب حسن ہے قرآن کا جواب
ملتا نہیں کہیں خط تقدیر کا جواب — شکر خدا سوال ہمارا ہے لاجواب
حاصل ہوا ہر ایک طرح بات کا جواب — جب تم نہ بولے تاب و تواں ہے یا جواب
باتوں کے ملنے زخم دہن میں لگا دئے — تھے تو ہونٹھ ہی دے اب دوں کیا جواب
اس سخت جاں سے کرتی ہو کیوں تو تکا سوال — وہ کسطرح مرے کہ جسے دے قضا جواب

مانگا جو میں نے بوسۂ لب تو کیا ہوا — تم نے زبان تیغ سے ناحق دیا جواب
امید کیا ہو زیست کی بیمار ہجر کو — دینے لگی مسیح سے پہلے شفا جواب
اے نامہ بر مجھے نہیں کھلتا ہے مدعا — سب سے چھپا کے کیا مرے خط کا لکھا جواب
عزت ہے تیرے ہاتھ سوال فقیر کی — بندے تو دے چکے ہیں مجھے اے خدا جواب
وہ کہتے ہیں کہ دوڑ کے چھو لو تو آئیں ہم — کس وقت ہاتھ پاؤں نہ ہم کو دیا جواب
خلوت میں سنکے کہتے ہیں افسانۂ فراق — سب سے جدا سوال ہے سب سے جدا جواب
چلے کے مانگتے ہی مجھے کو سنے لگے — صاحب خدا کے واسطے ایسا کڑا جواب
پہرا اے داغدار شبستان دہر میں — ڈھونڈا چراغ لے کے نیا یا ترا جواب
وہ باتیں سن کے رہ گئے سکتے میں عیسیٰ — لائے مسیحا کون سو جھتا ترا جواب
مہنگے کے زور شور سے حاکم بھی بندے — دیتا ہے کوتوال کو درد دغا جواب
مجنوں تیرہ روز آلہی رہیں بحال — دے بوالہوس کو لیلیٰ شام بلا جواب
ہمسے خدا کو پوچھ کے پہنچے خدا کے پاس — ایسا دیا سوال نکیرین کا جواب
جلوہ دکھا رہے ہیں طلب گار دید کو — کیا طور کا سوال ہے کیا نور کا جواب
سر پر بتوں کے چڑھ کے سنے کس کی بیخدا — دیتا نہیں ہے ہندو زلف رسا جواب
صبح وصال دیکھنے دیتا نہیں مجھے — دے گا خدا کو دیو شب ہجر کیا جواب
سچ تو یہ ہے کریں گے نکیرین کیا سوال — مدت ہوئی زبان نے مجھ کو دیا جواب
اے بت خطا نہیں ہے تقاضائے نقد دل — دیتا ہے لال ہو کے جو درد حنا جواب
اقرار بوسۂ لب شیریں ہے گو مگو — اے بت چپک رہا ترے منہ میں نہیں کیا جواب
غصہ میں دانت پیسنے کو ہم ترس گئے — دندان شکن حضور نے ایسا دیا جواب
رنجی کیا ہے دل کو تو چاک جگر بھی ہو — دروازہ اور چاہئے دروازے کا جواب
جب دست بستہ پڑنے لگے سوز عشق میں — اس وقت بازوؤں نے ہمارے دیا جواب

تم تو مری زبان پکڑتے ہو بار بار | کس طرح دی سکوں میں کسی بات کا جواب

مدت ہوئی سوال لگا ہے نصیر کا
ملتا ہے دیکھئے درِ دولت سے کیا جواب

ردیف با فارسی

زمانہ بھر سے ہے گیسو ترا نرالا سانپ | کسے نصیب ہوا لنبی چوٹی والا سانپ

خیال زلف بنا فہم میں ترا لا سانپ | چھپا ہے بیس میں زنجیر کے یہ کالا سانپ

چھری حضور نے ماری رقیب موذی کو | عصائے حضرت موسیٰ سے مار ڈالا سانپ

شکستگی دل وحشی کی زہر قاتل ہے | بنا ہے آئینہ کا بال ہمکو کالا سانپ

تمہاری زلف سے ہمسر نہیں کوئی موذی | ہزار رنگ کا دنیا میں دیکھ ڈالا سانپ

ہماری آہ حسینوں کے بل مٹاتی ہے | پری کی زلف سے اُبھا ہی نہ نیولا سانپ

نمود زلف کی تشبیہ اپنے ہاتھوں سے | ہر آستین میں اہل وفا نے پالا سانپ

گری ہے کان کی بجلی ہزاروں کانوں پر | تمہارے گیسوؤں سے کس طرح ہو مالا سانپ

تمہاری چوٹی میں موباف جب سے دیکھا ہے | بدن میں کپکپی کو جانتا ہے جالا سانپ

کیا ہے زلف نے حلقہ تمہاری منہ کے گرد | یہ چاند وہ ہے کہ جس کا بنا ہے ہالا سانپ

ہر ایک بال مژہ تیر و کے سحر کیا | در یتیم کے سوراخ سے نکالا سانپ

خیال زلف ہے رونق سیاہ خانہ کی | اندھیرے گھر کے لئے بن گیا اجالا سانپ

تمہاری زلف کے پرتو سے وقت خونریزی | سر وہی اڑ در موسیٰ نبی کی مالا سانپ

بلا کے زہر کے شیشے ہیں کانوں کی سبزے | تمہاری زلفوں سے کیا خوب نکالا سانپ

جو زہر پیتے ہوئے عشق زلف کا دیکھے | عجب نہیں مرے زہرہ سے بدکے چھا سانپ

گرہ میں زلف کی ہے نقد دل ہزاروں کا | خزانہ پاکے ہوا ہے یہ کوڑیالا سانپ

ہو اے وحشت گیسو اگر اوسے چھو جائے
ہمارے پاوں کے کانٹے سے توڑ چھالا سانپ

ہزار توڑی مروڑے بدن کو کیا حاصل
نہ پائیگا کبھی زلفون کے بیچ کا لا سانپ

قلم اُٹھا کے بہگایا رقیب موذی کو
عصائے حضرت موسیٰ سے ہمنے ٹالا سانپ

سنیں حضور جو دیوانگانِ عشق کے غل
کریں جہان میں زنجیر بن کی نالا سانپ

ملو جو گیسوؤں سے روئے عطر عنبر کی
چھپالے جائے کف زہر منہ میں کالا سانپ

نچوڑ دیجیگے ہوے بال اُس کے آگے اگر
سحاب زلف سے مانگے ہمیشہ جالا سانپ

دلِ حزین جو مین دیدون خیال زلف سمیت
بہشت کا ابھی لکھدی مجھے قبالا سانپ

درخت صندل فردوس سے بھی ہو دل سرد
جو اوڑھے دیکھے تمہیں صندلی دوشالا سانپ

بتوں کی زلف کی سودی مین نالہ کش ہوکر
ہمیشہ سر پہ اُٹھاے پھرے شوالا سانپ

مرا ج عاشق گیسو جو آپ پوچھین گے
زبان حال سے دے گا مرا حوالا سانپ

جو نقشہ کھینچوں مین موتی پروے بالون کا
ابھی تو ہاتھ کا ہو کوڑیالا سانپ

نمک چھڑکنے کو مانگے جراحت دل پر
جو دیکھے آپ کے موباف کا سالا سانپ

دکھا کے زلف سیہ امتحان معجزہ لو
کہو کلیم سے ایسا کوی بنالا سانپ

حضور قامت جاناں نہ دیکھے اوسکی طرف
نہال نازکِ صندل کو سمجھے بھالا سانپ

جو اپنی زلف کی پرچھائین باغ مین ڈالو
مقام کے لئے سنبل سے اگلے تھالا سانپ

یقین اثر در موسے ہو صاف سطرون پر
جو دیکھے لے صفت زلف کا سالا سانپ

کیا ہے زلف کے بوسون کو زہر مار بہت
دہان شوق کو ہے ایک ہی نوالا سانپ

تمہاری زلف رقیبون کو تلخ کام کرے
پلاے موذیون کو زہر کا پیالا سانپ

جو زہر الفت گیسو کو سمجھے ہین افیون
دہنین کی داغون کو سمجھا ہوا لالا سانپ

خط حضور مین لہرا رہی زلف سیاہ
بنا ہے آب زمرد کی موج کا لا سانپ

ہوے ہین الفت گیسو مین خشک ہم وحشی
ہمارے سایہ کو سمجھا ہے مرگ چھالا سانپ

لپیٹو چوٹی اگر کیچلی کے لچکے میں
تو برق طور کو کوڑا لگائے کالا سانپ

فلک سفید ہو اخوف زلف سے اتنا
کہ جانتا ہے اوسے دودھ کا پیالا سانپ

کھلے ہیں بال پسینا ہے اُنکی گالوں پر
یہ اوس چاٹنے نکلا ہو آج کا لا سانپ

نکالے تیغ زبان مار پیچ کے جوہر
جو وصف زلف میں موج سخن ہو کالا سانپ

قلم سے ڈھلتے ہیں مضمون وصف زلف سیاہ
یہ غلغلہ ہے کہ سانچے میں کوئی ڈھالا سانپ

چراغ داغ دِوالی کی رات روشن ہیں
کسی کی زلف سیہ بنکے آئی کالا سانپ

تلاش زلف دل واعذار کو ہے عبث
چراغ لیکے کوئی ڈھونڈتا ہے کالا سانپ

جو اپنی زلف کے بوسے حضور اُسکو ندین
تو اپنے دانت کی کنگھی تراشے کالا سانپ

تمہاری زلف کی تصویر میں اگر کھینچوں
قلم کے کوچہ کو بانبی سمجھلے کالا سانپ

خیال زلف دل لخت لخت میں ہے مدام
برائے گنج شہیدان یہ بیٹھے پالا سانپ

خیال زلف دل واعذار میں ہے اسیر
پھنسا ہے مور کے پنجہ میں آج کالا سانپ

دل فسردہ میں ہے دود آہ کی کثرت
ہزار پیچ سے جاڑے میں نکلے پالا سانپ

جگر کے زخم سے یوں دود آہ پیدا ہے
کہ اپنے بل سے نکل آئے جیسے کالا سانپ

منیر اُلفت گیسو ہے جان کے ہمراہ
بندھا ہے رشتۂ عمر رواں سے کالا سانپ

ردیف ت

رونے پر ٹھہری ملاقات کی بات
آبرو رکھ گئی برسات کی بات

کیا کہوں پہلے ملاقات کی بات
رات کی رات گئی بات کی بات

کعبہ تک آپ کی شہرت پہونچی
بڑھ گئی قبلۂ حاجات کی بات

آؤ گوشہ میں کہیں وصل کی رات
لو اندھیرے میں سنو رات کی بات

ایک گالی میں لیا دل سیدا — فقرہ کا فقرہ ہے یہ بات کی بات
سحر وصل ہوی لال زباں — شمع کے ساتھ گئی رات کی بات
کلمہ پڑھواتی ہے طوطی سے بہی — اے شہ حسن کرامات کی بات
اب کہاں وصل کہاں زلف کے پیچ — کالے کوسوں گئی رات کی بات
پڑ گئی کعبۂ ابرو کی دھوم — واہ کیا قبلۂ حاجات کی بات
زلف کا ذکر کہی عارض کا — ہے دو رنگی مری دن رات کی بات
بول بالا ہو ترا اے شہ حسن — وحی ہو جائے کرامات کی بات
شہر وصاحب بری بیتی سن لو — اور رہ جاؤ ذرا بات کی بات
سایہ کے بہیس میں ہمراہ رہوں — کیا بتائی ہے مجھے گھات کی بات
درد ہے وصف لب شیریں کا — لب بلب رہتی ہے نزاکت کی بات
پیچ در پیچ ہے افسانۂ وصل — زلف سے بہی ہے بڑی بات کی بات
کبک و طوطی کو پہنسانے جاؤ — چال کی چال ہے یہ بات کی بات
اب تک احسان ہے ایک بوسہ کا — اوچہی ہے اس بت بد ذات کی بات
دانت پیسے دم تقریر وصال — میرے سے کاٹ گئی رات کی بات
ضعف سے طعن کی برداشت نہیں — نہیں اوٹھتی ہے کنایات کی بات
زاہدوں تک خبر مے پہنچی — بہکی ہے بزم خرابات کی بات
اہل تجنانہ کو ٹھہراتے ہیں — آپ کرتے ہیں سبکسات کی بات
زلف کے بال نہ بہیجے تم نے — ابھی ابھی رہی سوغات کی بات
اپنی مستی کی خبر لو صاحب — مجھ سے کیا پوچھتے ہو رات کی بات

گالی بوسہ کی بہی خست ہے میر
صدقہ کا ذکر نہ خیرات کی بات

صبح ہوتے ہی گئی ہائے ملاقات کی رات
عید کا دن مرے گھر آج رہا رات کی رات

پیار بھی بھر کے کریں آئی ملاقات کی رات
آج مہمان مرے گھر میں ہیں وہ رات کی رات

قتل کرنے کو رہیں گے وہ یہاں رات کی رات
بال کھولے ہوئے آئی ہو ملاقات کی رات

کھول کر بال لب بام وہ فرمانے ہیں
ہم پریزاد ہیں گیسو ہیں طلسمات کی رات

اے شہِ حسن رخ و زلف کی صورت ہے نئی
معجزہ کا ہے یہاں دن تو کرامات کی رات

بوسوں کی چوریوں کے واسطے گھر بھر پاندیگی
نظر آئے تو اندھیری کوئی برسات کی رات

پاس ہیں آپ جوانی کے مزے حاصل ہیں
مدتوں بعد پھر آئی ہے ملاقات کی رات

تیرے درویش کے آنسو ہیں سحاب رحمت
کملی بھیگی ہوئی بھیجا تی ہو برسات کی رات

زلفوں کی آڑ میں بوسوں کی لگائی ہے تاک
کس بڑے پیچ سے ہاتھ آئی ہے گھات کی رات

چاند سورج جو تری زلفوں میں الجھے دونوں
وصل کی رات نظر آئی طلسمات کی رات

بال بھیگے ہیں پسینے میں پڑی ہے افشاں
جگنو اوڑتے ہیں نظر آئی برسات کی رات

صبح پیری جو ہوئی دل میں رہی یاد شباب
کعبہ میں جا کے چھپی قبلۂ حاجات کی رات

ظلمت صبح نہ کاجل کی سیاہی اس میں
مجھے تعریف یہ کرتی ہے کہ کالی رات

زہر کہایا جو شب ہجر میں آب بقا
تیرگی مانگ کی لائی تھی ظلمات کی رات

کھینچنے کیجئے تصویر رخ و گیسو کی
تحفہ کا دن مجھے درکار ہے سوغات کی رات

ٹھنڈی آہیں ہی گئیں گیسوؤں والوں کے ساتھ
نہ وہ پروائی کے جھونکے نہ وہ برسات کی رات

طول میں قد سے زیادہ ہوئی اون کی چوٹی
بڑھ گئی روز قیامت سے کرامات کی رات

کھول کر سینہ اندھیری میں نجا ای خوش قد
نہ چرائے کہیں پرچھائیں ترنگات کی رات

وصل کی شب کی ہیں قابل روز فراق
قہر کا دن ہے مقدر میں عنایات کی رات

بال زلفوں کے بڑھا کر کوئی قصہ سنئے
بات کی بات بڑھے ای گل تر رات کی رات

وصل ہو آج تکرار سے باتیں ای دل
کل نکیرین سے ہر حرف و حکایات کی رات

سایۂ زلف ہو یا جلوۂ رُخ کچھ تو ملے
دن تصدق کا نکالو کوئی خیرات کی رات

زلفیں ڈوبیں جو عرق میں تو موسا کی گھٹا
بھیگتی رات میں کیا بڑھ کے ہے برسات کی رات

عمر رفتہ کا تاسف ہے شب و روز مجھے
کبھی افسوس کا دن ہے کبھی ہیہات کی رات

ایک ہفتہ ہی جوانی کا نہ جلوہ ٹھیرا
آکے دنیا میں شب قدر رہی رات کی رات

وہ ری ہوڈر کے اندھیرے میں لپٹ جاؤں منیر
ہائے ایسی کوئی آئی نہیں برسات کی رات

میرے رونے سے اگر ہوگئی پیدا برسات
چلو بھر پانی میں ڈوبے گی سراپا برسات

چہرہ پر کھلتی ہیں زلفیں سبب گریہ مدام
چاند بادل میں چھپا لیتی ہے مرا برسات

اے پری رو تجھے کس نے کبھی ساون گاتے
جھولتی ہے اسی اُمید میں کیا کیا برسات

مہندیاں ملتی ہیں اِس فصل میں کیا کیا گلرو
شفق روئے زمیں کرتی ہے پیدا برسات

زیور گوش ہے کس برق صفت کو مرغوب
کس کے کانوں کو لئے لائی جھمالا برسات

بھاری لوٹی کی جو دھن ہو تجھے اے برق جمال
گوکھرو روز بنا لائی دھنک کا برسات

پان مسی کسی محبوب کی یاد آتی ہیں
خون بادل سے گھٹا دیتی ہے اپنا برسات

چاندنی دھوبی ہے اے جان ترے کمرے کی
چادر ماہ کو کرتی ہے مصفا برسات

اوس یم حسن کو کوچہ میں پہنچنا معلوم
کیوں بڑھاتی ہے مرا جی میں نالا برسات

میرے رونے سے جو شرما کے گئی پہر نہ پہر
کالے پانی کو روان ہوگئی گویا برسات

رونے والے ترے کوچہ میں ہیں اے فلزم حسن
چھاونی چھائے گی شاید لب دریا برسات

تیرہ بختوں کو رولا کر وہ کہاں جائیں گے
یہ اندھیرا ہے یہ طوفان یہ دریا برسات

بہتے ہیں خون کے پرنالے مرے زخموں سے
آپ کی تن کی لہو چھا رہے گویا برسات

خاک رویوں میں ہوا چاند ترا مشعلچی
آب پاشوں میں ہے اے سرو تمنا برسات

دیکھ کر وادیٔ وحشت مجھے رونا آیا
نہ وہ پروائی کی جھونکی نہ وہ سبزا برسات

آبرو دیدۂ گریاں کی بدولت ہے میر
چاہتا ہے مری آنکھوں سے پسِ پیہا برسات

حسن مستش تبلاش دل شیدائی ہست — نعرہ ہا میزند این بادہ کہ مینائی ہست
باغ جنت بطوافِ دلِ ما مے آید — چشم بد دور بویرانۂ ما جائے ہست
بے دماغانہ چنین از سر خاکم مگذر — کہ ہنوزم بسر از زلف تو سودائی ہست
منت صبر گوارا نکند ہمت ما — مژدہ اے دل کہ غم حوصلہ فرمائی ہست
ظرف ارباب فنا را بحقارت منگر — ہر حباب لبِ جو منبع صد دریائی ہست
لالۂ جیب تو در باغ وطن گل نکند — زاہل بیچارہ گرت دامن صحرائی ہست
قطع کن سلسلہ سعی اگر بتوانی — تیشہ از ناخن خود گیر گرت پائی ہست
کہ کشتگان نگہت انجمنے ساختہ اند — چشم بکشا اگرت میل تماشائی ہست
وعدۂ حشر مکن پردہ ز رویت برگیر — ماندانیم کہ امروزے و فردائی ہست
خبرم نیست کجا محشر فتنہ برخاست — اینقدر ہست کہ در کوئے تو غوغائی ہست

خار وحشت چو کشد دامنم از شہر میر
ذرہ چشمک زند از دور کہ صحرائی ہست

ردیف ے

ہے بیخودوں سے اتنی رکھائی عبث عبث — اندھوں سے تمنی آنکہ چرائی عبث عبث
میرا دل شکستہ کمد رہے خوب ہے — ہے ٹوٹے آئینہ کی صفائی عبث عبث
آٹھوں پہر وہ رہتی ہیں آنکھوں کے سامنے — دیوار اٹھا رہی ہے جدائی عبث عبث
کیا فائدہ ہے نالہ گردوں خرام سے — ہم پھینکتے ہیں تیر ہوائے عبث عبث
مدت ہوئی کہ جان گئی جان جانکے ساتھ — اے موت میری پاس تو آئی عبث عبث
یہ جانتے نہیں ہیں ذرا بندہ پروری — ہے ان بتوں کو کبر خدائی عبث عبث

شیرین بیانیان نہ سنین آپ کی کبھی — کہیئے تو کیا بنے یہ مٹھائی عبث عبث
تقدیر کا لکھا نہ مٹا اے خدا کہین — کی تبکدونین ناصیہ سائی عبث عبث
وہ بھی اسی مین ہنستے ہین پردہ فضول ہے — دل مین شکایت اُنکی چھپائی عبث عبث
وحشت مین کیا ملا جو گئی دل کی آبرو — اِس شیشہ سے چھٹی یہ ترائی عبث عبث
دل بھی جو ٹوٹ جاے کوئی پوچھتا نہین — شیشہ نے گر کے دہوم مچائی عبث عبث
دیوانے جانتے ہین پتا کوے دوست کا — کرتے ہین خضر راہ نمائی عبث عبث
ہوتی نہین دعاے ملک بھی یہان قبول — دیتا ہون مین تبون کی دوہائی عبث عبث

فرصت نہین ہے کرتے ہو کیون فکر ای منیر
ہے بیدلی مین نغمہ سرائی عبث عبث

ردیف جیم

کیون ہاتھ زندگی سے نہ دھوے وہ لاعلاج — کرتے ہو جس مریض بلا کا قضا علاج
جز مرگ کچھ نہین مرض عشق کا علاج — بیمار پڑ کے بھی نہ مرین ہم تو کیا علاج
اے چارگر خدا کے لیے اپنی راہ لے — کچھ درد سر کو راس نہ آیا ترا علاج
عاشق ہوے تو زہر بھی ہمکو حلال ہے — پرہیز کیا کرین کہ مرض ہے یہ لاعلاج
درد و دوا طبیب و قضا گھٹ گئی تمام — ملکر سبھون نے خوب ہمارا کیا علاج
پتھر مریض عشق بتان کو ہو فائدہ — ہوتا ہے سنگ راہ برائے شفا علاج
بوسے نصیب ہون لب لعلین یار کے — یاقوتیون سے ہو نہین سکتا مرا علاج
کیا کہتے ہو کہ ہوش کی اپنے دوا کرو — بیہوش کو مفید نہین ہے دوا علاج
بیمار تھا بتان سہی قد کے عشق مین — کچھ وائین شاخین سرو کی چھا کیا علاج
تدبیر جب ہوی مرض عشق مین مضر — پرہیز زندگی سے کیا ہمنے لاعلاج
دیدیکے چینٹے خاک مین مجکو ملا دیا — اچھا مری کدورت دل کا کیا علاج

ابرو چڑہا کے کہتے ہین بیمار عشق سے
بالائی طاق آج سے ہے آپ کا علاج

بیمار عاشقی کو مضر مشش جہت مین ہے
تعویز نقش سیر تشفی دوا علاج

لقمہ زہر دیکے مجھے روز کو سیئے
بیمار کے لئے ہے مقدم دعا علاج

اِس شان اِس شکوہ نے بیتاب کر دیا
تم ایسے بنکے آئے کہ بگڑا مرا علاج

دیتے جواب صاف اگر حضرت مسیح
کرتا مریض عشق بتان کا خدا علاج

چھلے کے گل سے کیون نہو تسکین قلب کو
آخر کو داغ ہے ہر اک آزار کا علاج

بوسے نئی ادا ہی سے دو دو تو کر چکے
لازم تپ کہن کے لیے ہے نیا علاج

فقرے لیسے تم شراب پلاؤ تو چین ہو
دو پانی پڑہ کے مجکو یہی ہے مرا علاج

بیماریون سے چھٹ گئے آتے ہی قبر مین
اب کہل گیا کہ نقل مکان تہا بڑا علاج

کہلتی نہین کبھی بت پردہ نشین کی چاہ
تشخیص مین مرض جو نہ آئے تو کیا علاج

کس بات کی ہو نرگس جانان سے چشم داشت
بیمار کیا کرے کسی بیمار کا علاج

مردون کے ساتھ ہے مرض عشق کو قیام
کرتا نہین ہے کوئی تپ شیر کا علاج

اچھے نہو سکے جو ہم اے حضرت مسیح
انصاف سے بتائیے پھر آپ کا علاج

خاک شفا میسر کو کہلواؤ دوستو
ہے تو یہی ہے بس مرض جرم کا علاج

گنتی ہے پہلے داغون کی ہر وصل یار آج
کل کا قلق نہین کہ ہے روز شمار آج

مدت مین صاف ہو کے بغلگیر ہو گئے
دیکھا ہے ہم نے آئینہ بے غبار آج

آتی نہین ہے موت نچاتا ہے روز ہجر
سر پھوڑنے کو چاہیئے سنگ مزار آج

اے عندلیب حال اسیران غم نہ پوچھ
سو غم ہمارے واسطے کل تھے ہزار آج

کس کا ہے انتظار یہ تکتی ہے کس کی راہ
آتے ہین جان آنکھو نمین کیون بار بار آج

جب ہم بغل ہوا غم فردا تو دے گیا
کیئے ہے کس حساب مین روز شمار آج

سنتی ہین بلبلین دل نالان کے چہچہے
میرے گلے کے ہار ہوے گلعذار آج

یار سب ہے جستجو اسکی کس شہر کی
کیون خاک چھانتا ہے ہمارا غبار آج

لیکر بلائین اُس پہ سے خوبی کی مرگیا
دو ہاتہ ہین ہوا مین سمندر کے پار آج

ہے رنج و غم کے محکمہ عشق مین طلب
شاید مرا معاملہ ہے روبکار آج

ابتو خدا کیواسطے آجا کہڑے کہڑے
آنکہین نکالتا ہے ترا انتظار آج

لے آئے بوسے گیسوؤن کے بال بال کے
کس کس بلا کو ہمنے کیا زہر مار آج

جو ہونی ہو سو ہو ہمین کہو تا نہین
ایجان دل پر اپنے نہین اختیار آج

تری دو رنگیان ہین یہ اے چشم مست یار
بیہوش ہے کوئی تو کوئی ہوشیار آج

کاندہا دیا ہے یار نے تابوت غیر کو
آجائے موت اے مرے پروردگار آج

آتا ہے یار اور مین بیخود ہون ضعف سے
دے کوئی اپنے ہوش مجہے مستعار آج

ہر روز سامنا ہے نئے رنج کا مینر
کل سے سوا ہے تنگ دل بیقرار آج

ردیف حاے

بہار آئی ہوئی غوطہ زن گلاب مین روح
بنی ہے نکہت گل موسم شباب مین روح

کدہر گئے ہین کچہ اُنکا پتا نہین لگتا
بہٹک رہی ہے تن خانمان خراب مین روح

برنگ عاشق بیتاب پھرتے ہین ذرے
کسی حسین کی شاید ہے آفتاب مین روح

پس فنا بہی تعلق ہے مے پرستی سے
پری کی طرح رہی شیشہ شراب مین روح

چمک اٹہی ترے جلوہ سی چاندنی ایسی
دکہائی دینے لگی نور ماہتاب مین روح

پس فنا بہی ارادہ ہی ترے پردے کا
مقام کیون نہ کرے گوشہ نقاب مین روح

اجل کی آنکہ مین بہی کچہ نہین مری ہستی
مین آپ کیا ہون جو ٹہہرے کسی حساب مین روح

بیان کیا کرون اے ترک شوق پا بوسی
نگاہ بنکے گئی دیدہ رکاب مین روح

ترے قدم سے ہوا آب بحر آب حیات
دم مسیح بنی قالب حیات مین روح

یہ کیا ہوا کہ وہ آنکھون مین آگئی دلسی
اٹھا کے پردہ نکل آئی اضطراب مین روح

وہ بت تو کیا ہے کہ مین آپکو بھی بھول گیا
بدل گئی مری دنیا کے انقلاب مین روح

کبھی تو دیکھہ تماشائے بیخودی ایدل
طلسم غیب کی کرتی ہے سیر خواب مین روح

پس فنا بھی علاقہ ہے رطب و یابس سے
شراب مین ہو دم واپسین کباب مین روح

اثر ہے صحبت بنت العنب مین ایسا ہی
پری بنی حور ہے شیشہ شراب مین روح

نجف کی خاک ہو اے کردگار جسم منیر
رہے رکاب جناب ابوتراب مین روح

ردیف خاے

تری آنکھون سے نیند اے یار گستاخ
ہمارے طالع بیدار گستاخ

تری خدمت مین ہین اغیار گستاخ
اجل سے ہو دل بیمار گستاخ

ہنسی سے بے تکلف ہین مری زخم
ہوئی جب سے لب سوفار گستاخ

ترا خط لے رہا ہے منہ کے بوسے
ہے اس آئینہ سے زنگار گستاخ

تری تلوار اگر ہے تیز تو ہو
لہو میرا بھی ہے اے یار گستاخ

نہ پہونچا پاؤن تک اس حور وش کے
ہوا دست ادب سو بار گستاخ

سر مقتل پٹتی ہے کمر سے
غضب ہے آپ کی تلوار گستاخ

کبھی جب عاشقان قد جانان
ہوا طوبے سے خجل دار گستاخ

کیا ہر فتنہ محشر کو پامال
قیامت ہے تری رفتار گستاخ

دکھائین کیا وہ شان کبریائی
کہان تک ہو سپند بیدار گستاخ

سمجھکر منہ سے پردہ کو اٹھانا
نگاہ شوق ہے اے یار گستاخ

نجانا اے صبا کوئے پر اسکے
کہ ہین خار سر دیوار گستاخ

ادھر عاشق سے وہ دامن کشیدہ
ادھر ہر دست ادب ہر بار گستاخ

دماغ یار کو نالے سے نفرت
مری زنجیر کی جھنکار گستاخ

جو ہوتا پاکدامن اُن گلوں کا
نہوتی شبنم گلزار گستاخ

خیال یار کا تو کچھ ادب کر
نہو اے درد دل ہر بار گستاخ

پریزادوں کے سر پر کہیلتا ہے
ہوا ہے سایۂ دیوار گستاخ

تمہارے بدلے بول اُٹھتا ہے ہر دم
غضب ہے وصل کا انکار گستاخ

وہاں کیونکر رہے کوئی جہاں ہو
خموشی بدزبان گفتار گستاخ

میر اُس رشک یوسف کو جو دیکھا
ہوا سودا سر بازار گستاخ

ردیف دال

بہولے سے بھی جو ہجر میں آنکھوں تک آنیند
ایدل ہوائے جنبش مژگان اوڑائے نیند

جوش یم سرشک سے کب کا بہائے نیند
کشتی میں بیٹھکر مری آنکھوں میں آئی نیند

شرماتی ہے وصال کی شب میری آنکھ سے
اب بخت جاگتے ہیں بھلا کیونکر آئیند

وہ رشک ماہ ساتھ سلائے اگر مجھے
پھولی ہوئی نہ چشم فلک میں سمائی نیند

بیجا نہیں جو دیدۂ تر سے الگ رہے
آگر ہماری آنکھوں میں کیا غوطہ کھائی نیند

مانند موج تر تے پھریں خفتگان خاک
مجکو رولا کے خواب میں سوتے بہائی نیند

مردان پاک باز کو سونا حرام ہے
اے رشک مہر ساتھ تری کیونکر آئی نیند

شاید کہ خواب ہی میں وہ یوسف نظر پڑے
مردوں سے ایک دم کو کوئی مانگ لائے نیند

پھرے کھڑے ہوئے ہیں سپاہ فراق کے
کہیئے ہماری آنکھوں میں کسطرح آئی نیند

کب ہم شب فراق میں بھولے سے سوگئے
جھپکی نہیں ہے آنکھ جو آنکھوں میں کھائی نیند

دشمن ہوئے ہیں خواب کے یہ دیدہ ہای تر
آنکھوں میں بھی سونیکے لیے ساتھ لائی نیند

دیکھی مری تڑپ جو شب ہجر یار مین
مردونکو جا کے خواب عدم سے جگائی نیند

مژگان تر سے ہجر مین کیون ہو کنارہ کش
خنجر نہ مین جو آئے تو آرام پائے نیند

مشکل ہے اُسکے گھر کسی صورت پہونچ سکین
ہم خواب مین بھی جائین تو رستہ بھلائے نیند

اللہ رے ہجوم بلائے شب فراق
آئے جو میرے گھر مین تو رستہ نپائے نیند

بیخود تمہارے ڈر سے ہین راحت کے نام سے
ہم چونک اُٹھین جو خواب مین صورت دکھائی نیند

غفلت سے بھاگ منزل فانی مین عمر بھر
رستہ مین قبر ہے جو مسافر کو آئی نیند

کیونکر شب فراق مین صدمے اُٹھائین جان
اے کردگار موت ہی آئے کہ آئے نیند

دیو شب فراق کی صورت مہیب ہے
آئے یہان تو ڈر کے ابھی بھاگ جائے نیند

عاشق شب فراق مین دشمن ہین چین کے
آنکھون مین کیون ڈھیلی مارین اگر منہ دکھائی نیند

سونا ہمین پہاڑ ہوا ہجر یار مین
اصحاب کہف کی کوئی جا کر اڑائے نیند

چھائی ہے بیخودی نے مری گہر مین پانی
آئے یہان تو راہ وطن بھول جائی نیند

آئے نپائے خوابمین بھی کوئی غیر یار
دیوار میرے آنکھون کے آگے اُٹھائی نیند

غافل شب فراق مین کر دے رقیب کو
جب جانین ایسے فتنہ کو جا کر سُلائی نیند

نالے مرے سنین جو شب انتظار مین
خوابیدگان خاک کہین ہائے ہائی نیند

کوتاہ بخت کو نہین عشق مژہ مین چین
اقبال ہو بلند تو سولی پر آئی نیند

فضل خدا سے بخت اگر جاگین اے منیر
جاتے ہی کربلائے معلی مین آئی نیند

بعد توبہ ہم ہوائے دور مے از سر نرفت
از ندامت آب گشتیم لب باتر نشد

پارہ پارہ بہ بلے کو لذت ایذا نیافت
خشک بہ حلقے کہ تر از آب دم خنجر نشد

وسعت ہمت قبول خود فروشیہا نکرد
قطرہ ناچیز ما دریا شد و گوہر نشد

سوختن آسان و ہمچشمی بگردون جوش نبود
ذرہ خاکسترم اخگر شد و اختر نشد

۶ آبروے خویش دانی مال دنیا را دریغ ماہی بے آب ہم جویاے آبے رنشد
۷ گوشہ گیری آبروے فقر را برباد داد در صدف ہم قطرۂ ناچیز ما گوہر نشد
آخر ای شمشیر کین ہمچان بگذاشتی سبزۂ تیغت ز سر بگذشت و موی سر نشد
پستہ لعل شکر بارت دل تنگم نیافت قطرۂ من آشنائی چشمۂ کوثر نشد
نوک مژگان تو بگذشت از تن زارم ہمی این رگِ نازک حریف تیز رفتارم نشد
در دلِ قیصری بہار سرد من منزل نکرد پردہ دار آتش گل مشت خاکستر نشد
آسمان را بینم و در نشہ می جستم بخود کین خم بے می چرا گردون شد و ساغر نشد
اینقدر لطف خرامت در دل ما جا نکرد تا نمک پاش جراحت شورش محشر نشد
راست نامد خواب وصل و دستہا بریدہ شد جلوۂ حسن تو یوسف گشت و پیغمبر نشد
دست خالی از سپہر نبود شریک حال من آستین من نیام تیغ بے جوہر نشد

تشنہ لب جان دادم آخر بر لب دریا میسر
ساغر آبے نصیب من ز چشم تر نشد

کدامین فتنہ انگشتر برگ از بہاران زد کہ خون تو بہ جوش از سینۂ پرہیزگاران زد
علاج جوشش حسرت چو نیامد سود مندآخر گریبان خندہ ہا از چاک بر تدبیر یاران زد
رہ آہ و فغان گم کردہ بودم بعد مرگ آما غبارم دست خواہش در رکاب میسواران زد
بہ رنگ سنگ خونم راز بس گرانی بر دل مستان چو واعظ حرف توبہ در میان بادہ خواران زد
نمیدانم بگوش او چہ گفت آن ترک افسون گر کہ خنجر خویش را بر سینہ ہاے دلفگاران زد
کشودی بر رخ دود دل خوبان بر آوردی نقابت دامنی بر آتش گلگون عذاران زد
رہ استادگی طے مینماید با گرانباری بران رہ رو کہ دامن بر کمر چون کوہساران زد
سوے میخانہ ای ساقی چہ مینازی آید ہواے مے مگر آتش بجان با بروی یاران زد
چو راہ کوہ جاہا بستند بر سیل سبکسیر سر خود در بیابان ہمچو سیلاب بہاران زد

بمنعم سیلیے دست حوادث باد ارزانی
خوشا رندیکہ پشت پا بروے روزگاران زد

زخود رفتند چون دل دادگان طرز رفتارش
نگاہ گرم او برقے شد و بر ہوشیاران زد

شکست افتاد بر فوج تمنا با ہمہ کثرت
چہ سنگی بود کان بت بر دل امیدوار آمد

فگند از دوش خود بار گران سر زیرگی را
قدم ہر کس کہ اول در طریق خاکساران زد

بخود چون آمدم غرق عرق سر تا بپا گشتم
ہمانا کاروان ہوش را در راہ باران زد

گرفتار بلاے بیدماغ ارباب تنعم را
شب خون ہندوی زلفت مگر بر شہریاران زد

عنان بر تافتہ چون برق بگذشتند از خاکم
غبارم گرچہ سر بر سنگ راہ شہسواران زد

سر سودائے عالم برنمے تابد دماغ ما
فلک این سکہ را زین رہ بنام تاجداران زد

نمیدانم کہ می آید بگلگشت چمن کاشب
صبا در صحن گلشن خیمۂ ابر بہاران زد

غبار کس بشبوخی تا نخیزد بر سر راہش
فلک بر خاک رہ آب رخ صاحب عیاران زد

در یک زخم ہم نکشودہ شد در دل زنا کامی
کف خون گرچہ دستک بر در خنجر گذاران زد

نہ تنہا شد منیر خستہ جان صید نگاہ او
غزال چشم خون خوارش رہ معنی شکاران زد

بہ ہجر آئینہ ام دیوار و در واندودہ را ماند
شب مہتاب فرقت آب و گل آلودہ را ماند

ز سامان طرب بخشیدہ ام در یاد ابروئیش
ہلال عید قربان تیغ خون آلودہ را ماند

غبار مقتل اہل صفا زنگ دگر دارد
سواد شہر ما ابر شفق آلودہ را ماند

نباشد پاک از گرد کدورت دامن طبعش
خم تسلیم دشمن تیغ زنگ آلودہ را ماند

ہوائے دہر از ہم ریخت برگ و بار عشرت را
نہال این گلستان پیکر فرسودہ را ماند

بہر در بسکہ ریزد آبروے خویشتن سائل
بکف جام گدائے چشم شرم آلودہ را ماند

خیال و خواب گشت افسانۂ اسکندر و دارا
مپرس از حال دنیا بودہ اش تا بودہ را ماند

ہوائے بادہ کیفیت ندارد بے تو در گلشن
بروئی لالہ شبنم آب خون آلودہ را ماند

ندارد نامه من مطلبی غیر از ندامت ها
پر و بال کبوتر دست برهم سوده را ماند

تغافل پیشگیهایت مرا از خود ربود آخر
بدل هر داغ هجرت چشم خواب آلوده را ماند

گره بالای هم افتاده در سررشته کارم
دلم از تنگی خود عقده نکشوده را ماند

سراپا جوهر شرش را نقش پای رهروان سنجم
بچشم جاده تیغت ره پیموده را ماند

کمان و تیر در دست تو بر خود بال و از شادی
همانا غنچه پیکان دل آسوده را ماند

نظرستانه مے انغزد بفیض جلوه حسنش
عرق بر عارض صافش مے پالوده را ماند

ز بس تیر هوای میزند آه سحرگاهم
بچشم من غبار صبح خاک توده را ماند

منیر ما چسان در فارسی حرفے تواند زد
بهندی هم کلامش باده و بیهوده را ماند

بهوائے تو زدم چاک گریبانے چند
چشم بد دور ازین زخم نمایانے چند

دلربائی ز اشارات حسینان پیداست
طالب هدیه مورانند سلیمانے چند

مدد اے گریه که گرد آمده اند از هر سو
چشم بر دیده تر دوخته دامانے چند

بگهت عشق تو گل کرد ز خون جگرم
فاش شد پرده ام از زخم نمایانے چند

اے فلک عمر دگان را بکشا کش پیوند
تو چه میخواهی ازین بے سر و سامانے چند

بشهان سلطنت دهر زمین ارزانی
مشت خاک بکف بے سر و سامانے چند

بخیودی پیشه کن از مدرسه عقل برد
علم این مسئله بگذار بنادانی چند

سایه دامن عفو تو به محشر جویند
از در چاک کفن آمده عریانے چند

داغ غم در دل سودا زدگان گوشه نشین
سوخته گیر ز آتش ده ویرانے چند

دیده ام همسفر قافله نگهت گل
دامن جان بکمر بر زده عریانے چند

طلب وصل کن و گوش بر فردوس مخواه
دیده انگار تو این خواب پریشانے چند

جاے داد یم بدل عشق جهان آشوبے
هست در کشتی ما دعوت طوفانے چند

بخضر دولت اعجاز مسیحا چه دهی
باش ای عمر کسے در بر بیجانے چند

تیغ صد فتنهٔ خونریز کشیدند امروز
در کمین دل ما غمزه پنهانے چند

مرگ را هستی جاوید شمردند آخر
از جفاے تو بجان آمده بیجانے چند

یک جهان غصه و غم قسمت نیکان افتاد
رزق عالم شده تدریب و ندانے چند

دوش دیدیم درین کلبهٔ تاریک منیر
کوری چشم فلک اختر تابانے چند

اشکم مدام از مژهٔ تر فرو چکد
هر قطره زین سحاب چو گوهر فرو چکد

خوی غضب چو زان رخ انور فرو چکد
دل آب گشته از مژهٔ تر فرو چکد

هر گه عرق ز قامت دلبر فرو چکد
خون هزار فتنهٔ محشر فرو چکد

فصل بهار آمد و وقت ست آنکه از
شبنم ز گل چو باده ز ساغر فرو چکد

دود دلم بسوے فلک بر شده مباد
کاب سیه ز دیدهٔ اختر فرو چکد

خاک مرا ز بسکه غمش مید هر فشاند
نبود عجب که شیرهٔ جان گر فرو چکد

عمر ابد ز مرگ نخواهد شهید عشق
هر چند آب خضر ز خنجر فرو چکد

اے مرغ نامه بر حذر از چشم مست کن
کز وی مدام خون کبوتر فرو چکد

کسب صفا ز گوش تحمل کردست در نیست
کز پس لطافت آبے گوهر فرو چکد

سر بر کشیده سبزهٔ بیگانه ز ین چمن
آتش کجاست تا ز گل تر فرو چکد

گردون اگر شود ز هواے تو مستفید
شبها گلاب از گل اختر فرو چکد

ز آتش غمش دل غیر آب میشود
اشک کباب خام در آذر فرو چکد

ساقی گره ز طرهٔ عنبر فشان کشاد
ترسم که زهر مار بساغر فرو چکد

روح الامین چو پر ز تو اندر هواے تو
پرواز آب گشته ز شهپر فرو چکد

مژگانش از خلش برگ جان من کند
الماس ریزه از سر نشتر فرو چکد

با خاک کوے تو چو شود گرم اختلاط
صد رہ بہار خلد ز عنبر فرو چکد

خامش نگردد آتش داغ جنون من
گیرم کہ آب بحر ز نشتر فرو چکد

ارباب فقر ترک خشونت اگر کنند
روغن ز نان خشک بکف در فرو چکد

ننگم چنان بگیر کہ در روز باز پرس
خون دلم بدامن محشر فرو چکد

بر ہم زنے اگر مژۂ بہر قتل عام
جان جہان بہ جنبش نشتر فرو چکد

یک قطرہ خواہم از مے مینای عشق پاک
اما بشرط آنکہ چو کوثر فرو چکد

خون دولت گر از پی ہر مو چکد چہ خط
شرط است چکیدن آنکہ ز نشتر فرو چکد

صد رہ چکیدہ خون دل من مگر ز شوق
خواہم کہ از خدنگ تو دیگر فرو چکد

در فارسی چہ ہر زہ سرائی کنی منیر
کاین مے ز ساغر تو مکدر فرو چکد

۲ آنانکہ آبرو عوض رز فروختند
آیا چہ یافتند کہ گوہر فروختند

۳ اہل زمانہ را بمقدر فروختند
ما را بدست این دل مضطر فروختند

۳ ارباب درد در طلب گوہر شکست
مینا بسنگ و سنگ بہ ہنگر فروختند

۳ دادند آبروے مجازی بہ اہل جاہ
آئینہ را بدست سکندر فروختند

۴ حسن تو برد آب رخ شاہدان باغ
شبنم بدست مہر منور فروختند

۴ دادند سیر باغ بمرغان تیز پر
حسرت ببال طائر بے پر فروختند

۴ دشنام تلخ و بوسہ بیک نرخ یافتم
این زہر را بقیمت شکر فروختند

۴ خاکم کجا و صحبت داغ جنون کجا
این ذرہ را بہ نیر اکبر فروختند

۴ از ما گرفتہ جان بہانے صلا زدند
جنس اقل خریدہ بہ اکثر فروختند

۴ جنس فراغ برده سپردند نقد زیست
ما را بدست ماچہ گران تر فروختند

یوسف گجا و بندگی تاجران کجا
این قوم آفتاب بہ پشیز فروختند

چون زخم عشق حوصلهٔ دهر بر نیافت
چاک دلم بدامن محشر فرو ختند

غارتگران میکدهٔ رنگ و بوی عشق
جام شکسته را بگل تر فرو ختند

بیدار باد بخت شهیدان کز زیر تیغ
خواب اجل بدیدهٔ جوهر فرو ختند

بشکست توبهٔ محتسب از گریهٔ شبان
یک جرعه مے بقیمت کوثر فرو ختند

زلف سیه بقیمت مشک ختا فتاد
کوشش تبان هند بگوهر فرو ختند

یک جرعه هم زیادهٔ گردون نخورده کس
این شیشه را بپنبهٔ اختر فرو ختند

تاج شهی بفرق نهادند اے منیر
ما را بدست مالک قنبر فرو خته

چو نقشت بدلهاے عالم نشیند
اجل فارغ زیست بے غم نشیند

درش مرجع دین و دنیاست نادان
سلیمان خرامد اگر جم نشیند

دل عارف از رنگ کلفت برآید
چو در حلقهٔ زلف پرخم نشیند

فرودائے از عرش ایمان خالص
که نقشت بکرسی در هم نشیند

دلت محو دنیاست ازدین چه خواهی
گر ابلیس برخیزد آدم نشیند

اگر فتنهٔ حشر خیزد ز خاکم
چو آواز ارباب ماتم نشیند

نشستیم بر بوریائے قناعت
چو رندیکه بر مسند جم نشیند

بگلزار کوئے تو طوفان اشکم
چو باران باشد چو شبنم نشیند

بدل جائے شادی وصلت نماند
ز بس داغ هجر تو پیهم نشیند

اگر همنشینی دهد دست دل را
بیک جا چو بادام توام نشیند

گذر کن دمے بر مزار شهیدان
که خون ها ز جوش دمادم نشیند

خوش آنکس که از قید هستی گذشت
پس زانوے هر دو عالم نشیند

چو سوسن درین باغ یابد حریفے
اگر ده زبان دارد اکم نشیند

عجب از خط رخ که در بزم حسنش — موخر در آید مقدم نشیند
نشایند دل را بروز سیاهی — الهی شب غم بروزم نشیند
سزد عشق پاک تو در قلب عارف — مسیحا بآغوش مریم نشیند
نباشد اجل گر به تیغ تو همدم — الهی بخون دو عالم نشیند

الهی منیرت زهر سو پریده
بدرگاه فیض تو خرم نشیند

پاره دل عوض اشک برون می آید — گر پیام بر اثر بخت زبون می آید
میدهد هر نفسم بوی گل داغ جنون — این چه سریست که از پرده برون می آید
نشو و چشم سخنگو بلب او همه — کار اعجاز گی از سحر و فسون می آید
باهش تا آئینه از جلوه نشانت بدهد — هر چه هست از پس این آئینه برون می آید
عشق خون خوار بدنبال دل من افتاد — طرفه شیریست عقب صید زبون می آید
همره نجد گروقف غزالان گردید — چیست کز نشک ختن بوی چنون می آید
نگر این تیر ز دلهای حریفان بگذشت — نظرش سوی من آغشته بخون می آید
جلوه حسن ازل در خم می یافته ایم — یوسف گم شده از چاه برون می آید
خویش را در بر غیر تو نتواند دیدن — عکسش از آئینه محجوب برون می آید
طپش و ناله و آشفتگی و یاس منیر — کارها از دل بی صبر و سکون می آید

سبز از گز ریشد گلشن امید منیر
گر پیام بر اثر بخت زبون می آید

راه در بزم ادب صحبتگانم دادند — خرد پیرم بخت جوانم دادند
عوض فقر همه ملک جهانم دادند — ماهتابی بگرفتند کمانم دادند
منتر اوصل نمودند پس خواب عنا — دست و پا بسته ره دور نشانم دادند

نقد جان باز سپردند مرا روز خزا — آنچه از من بگرفتند همانم دادند
افسر فکر سرهای سبک متقرر زند — خلعت بندگی پر منعانم دادند
تا مرا آید خبر حسن تبان زین درها — دل صد چاک و دو چشم نگرانم دادند
بود وصل ابدی مژده شهادت ایدل — نیم جانم بربودند جهانم دادند
آفریدند سراپای تبان کز از سنگ — بعد ازان رخصت فریاد و فغانم دادند
بی نیازی عوض مال جهان بخشیدند — آنچه می خواستم آخر بازانم دادند
خوش تماشاست دلا چشم من و جلوه دوست — بکلیم آنچه ندادند چسانم دادند
اهل عبرت بسر خاک شهان آورند — گردی از قافله رفته نشانم دادند
عیش بختم همه در دست حریفان افتاد — بهره غم ز نصیب دگرانم دادند
چشم از عالم نظاره چو بستم آنگاه — مژده جلوه جانان بنهانم دادند
ناوک ناز چو پائی هدف میگردید — موشگافان ادا فهم نشانم دادند
پنبه در گوش جهانی بنهادند اول — پس کلید سخن خویش بزبانم دادند

تا بنالم همه بر بیکسی خویش منیر
دل و جانم بربودند زبانم دادند

پائی که بکویت گذرے داشته باشد — همنا دو صد سجده سری داشته باشد
آنکس نه بتیغ تو سری داشته باشد — البته از آهن جگرے داشته باشد
هر ناله که بر بام تبان بانگ کشاید — از عالم بالا خبرے داشته باشد
در کوچه گیسوے پریشان بنشیند — هر کس چو امن آشفته سری داشته باشد
جز جور و جفا نیست کنون حاصل الفت — زین پیش محبت اثرے داشته باشد
جانانه دے بخلیش غم نه پسندد — یارب رگ جان نیشترے داشته باشد
صد حلقه زنار رگ جان بخلیش باد — هر کس که بت موکمرے داشته باشد

در حلقهٔ رسوائی رندان نہ نشیند
ہر کس کہ تہ دامان تری داشتہ باشد

از نالہ من بر سر بامت چہ کشاید
ہر چند کمند اثرے داشتہ باشد

گر باد صبا راگذرے ہست بکویش
از گمشدگان ہم خبرے داشتہ باشد

تیر نگہ خویش بر آئینہ میفگن
شاید دل ما ہم جگرے داشتہ باشد

برہم نزند یک مژہ از صاعقہ طور
چشمے کہ برویت نظرے داشتہ باشد

بے چاک جگر پا نہ نہد جلوۂ محبوب
من ضامن ما غیکہ دری داشتہ باشد

بے خضر جنون راہ نیابد بتو سالک
از خود رود انکہ خبرے داشتہ باشد

اے کاش بروز سیہ ما بہ نشیند
ہر کس کہ بزلف تو سری داشتہ باشد

از موج نظر آب زند بر سر راہش
آئینہ اگر چشم تری داشتہ باشد

مرغوب بتانست بدل آبلۂ عشق
یارب صدف ما گہری داشتہ باشد

حاشا نبود آبروے شبنم بے مہر
تا چند کسے چشم تری داشتہ باشد

چون قطرۂ مے جلوہ کند در دل رندان
گر سنگ ملامت شرری داشتہ باشد

امنیست خدنگ نگہش ترک من امنیت
بسم اللہ اگر کس جگرے داشتہ باشد

بگذار بحال خودم اے مرگ دمی چند
شاید شب ہجران سحرے داشتہ باشد

برخیز منیر از سر سودائے تعلق
دیوانہ چرا در دسری داشتہ باشد

ردیف ذال

سر چڑھ رہے تیرے مدام ای ستم آرا تعویذ
خون عشاق سے لکھوا تو خدارا تعویذ

دیکھتی ہیں تمہیں پروانے نگاہ بد سے
شمع کے موم میں منڈھوا و خدارا تعویذ

علم تسخیر بھی تیرا ہمہ تن ہے مشتاق
دیدۂ نقش سے کرتا ہے نظارا تعویذ

ذبح کے وقت نظر کیوں نہ لگی غیر و نکی
کھل پڑا بازوئے قاتل سے قضارا تعویذ

کیا تعجب ہے وہ خوش چشم اسی صید کرے
خون سے اپنے جو لکھوائی چکارا تعویذ

لاکھ لکھواؤں مگر کچھ نہیں ہوتا حاصل
شرط تاثیر مگر آپ سے ہارا تعویذ

شیر مردوں کو مسخر تری چھپکی نے کیا
اے قمر برج اسد کا ہے ستارا تعویذ

ہر طرح ساتھ ہے آسیب فنا محشر تک
میری تربت کو ہو کس طرح گوارا تعویذ

اس نشانیکے لئے سیکڑوں ڈوری دائے
کس علاقہ سے ملے مجکو تمہارا تعویذ

ایک بت کی ہمین تسخیر ہے منظور نظر
ہو نہ سنگ حرم دفن ہمارا تعویذ

کبھی پیشانی انور سے نہین ہٹتا ہے
کیا ہے مہر خط تقدیر تمہارا تعویذ

ہر ادا آپ کی تسخیر جہان کرتی ہے
نقش جب حکم ہے اے جان نثارا تعویذ

طائر رنگ حنا اڑکے نہین جا سکتا
تیری مٹھی مین ہے کیا ای ستم آرا تعویذ

کھینچ لاتی ہے پریزادون کو تاثیر اسکی
نقش زر سے نہین بہتر کوئی پیارا تعویذ

ایک بلقیس شمیم سے ہی محبت دل کو
خون ہدہد سے لکھا جاے ہمارا تعویذ

نظر عالم بالا نہ کہین ہو جاے
اطلس چرخ مین سلواؤ خدارا تعویذ

ہر گھڑی نادعلی چاہیئے گردنمین منیر
حرز اوج ابدی ہے یہ ہمارا تعویذ

ردیف را مہملہ

گھونگھٹ مین بھی ہر شرم وحیا کی نقاب اور
در پردہ اُس پری کو ہے مجھسے حجاب اور

ترکیب عیش اور ہے غم کا حساب اور
موتی ہے اور قطرۂ اشک کباب اور

پیری مین آب و تاب جوانی فنا ہوئی
ڈوبا سحر کے وقت یہ تھا آفتاب اور

مجھسے جہان بھر کے گنہ ایخدا ہوے
ہو خاص میرے واسطے روز حساب اور

ہر شے مین تیرے نور کی تصویر کھچگئی
سادہ پڑا ہے ایک ورق آفتاب اور

تصویر بھیجکر مجھے کوٹھے سے خط لکھا
مصحف کے بعد اُتری فلک سے کتاب اور

ڈوبے ہوے ہین بحر تعین مین آشنا — دریا علاحدہ ہے نہ موج و حباب اور
چلو بھر آبرو کے لئے دے رہی ہین جان — اے ساقی کریم ذرا سی شراب اور
پھسلی کے بحر مین کوئی محبوب ہی سوار — اے چرخ برج حوت مین ہے آفتاب اور
دیکھا ہے خواب مین کوئی گیسو سے پر شکن — تا رنگاہ شوق مین ہے پیچ و تاب اور
کیا فائدہ ہے قلزم ہستی کی سیر سے — کیون مشق جنبش دم کی بڑہائی حباب اور
شمس و قمر کی کہنے لگی لوگ پہپتیان — اچھا نکلیے شام و سحر بے نقاب اور
سچ کہنا میرے کاسۂ سر کے سوا تمیز — کب آب تیغ مین نظر آیا حباب اور
خون جگر کے پینے سے یہ جی نہین ہوا — گلہاے داغ سے کوئی کھینچے گلاب اور
تیرے دہان تنگ کو نقش عدم کہا — اے جان غیب ہین کہ نہ سوجھا جواب اور
ہے ایک تو وہ زہرہ ثانی بہانہ جو — لائے ہین اگر وصل مین چنگ و رباب اور
ایک بوسہ پر حضور نے غصہ کیا تمام — پھر آئے گا کہان سے الٰہی عتاب اور
الزام دیتے ہو مرے مقسوم کو بدام — تقدیر کا خطا اور ہے خط کا جواب اور
مین آپ راہ عشق مین ہون خانمان بدوش — ٹھوکر رہا ہے یہ دل خانہ خراب اور
پردے تمام اٹھگئے باقی ہے اک حیا — اس سے زیادہ کوئی نہین ہے حجاب اور

اس سے ضیاے دیدۂ ایمان ہے اے منیر
سرمہ ہے اور خاک در نو تراب اور

باتون سے عیان بے نمکی ہوتی ہے ہر بار — کچھ رنگ کے پہیکے ہین ترے لعل شکر بار
کس درد سے ہم کہینچتے ہین آہ شرر بار — دل تھام کے وہ گھر سے نکل آئے ہین ہر بار
ہو نہون سی نہ کیونکر ہو ترے دانتون کی زینت — ہین شہد تسبیح گہر لعل شکر بار
فرمان ملا شہر خموشان کی سند کا — جاگیر عنایت ہوئی سمکو سر دربار
موجود ہے دل اسمین جو آتا ہی چلے آؤ — جو بے سر و سامان ہین وہ رکھتے نہین گیر بار

اُس حور کے کوچہ سے نہ کیون دوڑ چلین غیر — فردوس مین پا سکتے نہین اہل سقر بار
دریا مین دو کہاتے ہین اُسے سیر چراغان — رو سیمین جو ہم کھینچتے ہین آہ شرر بار
محفل مین مجھے بے سر و پا کہکے پکارا — کیا خوب خطاب آپنے بخشا سر دربار
قید در و دیوار اُٹھی کس کی بلا سے — دیوانے ہوئے بہاگ گئی چھوڑ کے گھر بار
دوہرے ہوے جاتے ہو اگر دیکھتے ہین ہم — ہوتا ہے نزاکت کے سبب تار نظر بار
دانتون کی تجلی سے طلسمات نظر آئین — عالم تری مسی کو کہے ابر گہر بار
دیوانے سر خاک ہین پریشان ہین ہوا پر — وہ حسن کی سرکار جنون کا ہے یہ دربار
کچھہ عشق کی روداد فقیرون سے نہ پوچھو — اس راہ مین مدت سے لٹا بیٹھے ہین گھر بار
کیون چھیڑتے ہو گھر تو نہ پھونکونگی کسی کا — مین آگ ہون بجلی ہے مری آہ شرر بار
ایجان تری گالون کی دیکھی جو نزاکت — دوش فلک پر کو ہون شمس و قمر بار
اپنون سے بھی جھک جاتی ہے انسان کی گردن — ہے خاطر اشجار پہ ایک ایک ثمر بار
کس روز اندھیرے مین وہ آجائینگے یارب — کب شمع دعا پائیگی تا بزم اثر بار
وحدت مین ہے کثرت تری کثرت مین ہے وحدت — دربار مین خلوت کبھی خلوت مین ہے دربار
آنسو مرے پچھہ جائین ذرا اے شہ خوبان — ہاتھہ آئے اگر دامن دولت سر دربار
آئی ہے ہوا پر دل بیتاب جلا کر — دیکھون کسے اب پھونکتی ہے آہ شرر بار
اک بال سے کسطرح اُٹھے بوجھ بلا کا — کیون گیسو مشکین نہو بالاے کمر بار
اللہ سے ڈرتے نہین سمجھے ہو تماشا — کیا باد ہوائی ہے مری آہ شرر بار
سوتے ہین سلاطین جہان خاک کے نیچے — مسند ہے نہ تکیہ نہ کچہری ہے نہ دربار
ایجان ابھی ملک سلیمان کو لٹا دین — دیوانے پریخانہ مین پا جائین اگر بار
کپڑے نئے پہنے ہین کوئی پھول نہ پڑ جاے — ہٹ جاؤ نکلتی ہے مری آہ شرر بار
خلوت مین ہوی بندگی غیر جو مقبول — ہم جھک کے سلام اُنکو کرینگے سر دربار

گو قطرۂ ناچیز ہین پر دل کے غنی ہین | تکلیف نہ کرنا ادہر اے ابر گہر بار

بے فائدہ تا چند میسر اشک فشانی
وقت ہست کہ از دیدۂ دل خون جگر بار

ناپین گے ذرا خون کی چادر سے جگر دار | یارب کسی جلاد کی تلوار ہو بردار
اب سینہ سے ہم کھینچتے ہین آہ اثر دار | دل ہاتھون سے پکڑے رہو مضبوط خبردار
کم زور کرین بال و پر لاف سے پرواز | بے پر کے اڑائے نہ کبھی طائر پر دار
دل تم سے ہے پیارا ہمین اس فہم کے قربان | پھر منہ سے نہ کہنا کبھی یہ بات خبردار
خادم ہین تری قرص مہ و پنجۂ خورشید | یہ شانہ کش زلف ہی وہ آئینہ بردار
بیچارہ نہین مملکت حسن مین کوئی | پریون کی طرح مور سلیمان بھی ہین ہر دار
دل لیکے مرا نشہ مین منظور ہے کشتی | شیشہ نہ گرے ہاتھ سے اے مست خبردار
کشتی تری اس بار گرانسی ہین سبکدوش | بے سر کے برابر نہین آرام سے سردار
جز ذبح ہوے سجدہ ہے مقبول انہین کا | پہوڑا کرین سر سنگ در یار سے سردار
کم ظرف کے تابع نہین ہوتے ہین دلاور | سردار رہا فسر تو سیا ہی ہو جگر دار
ثابت قدمی دیکھتی ہین مست محبت | اے نشۂ مے پاؤن نہ ڈگ جائے خبردار
مردان خدا کو ہے حرام انکی ملاقات | دولت کے سبب سونیکے بت بنگئے زردار
چینٹے مے کوثر کے بجے دیتے ہین واعظ | اے بیخبری ہوش مین آ تا نہ خبردار
دولت کی ہوا مین کوئی قائم نہین رہتا | ستون کیطرح جھومتے ہین نخل ثمردار
انسان کو رخصت جو ملی سیر جہان کی | دو دو ہوے ایک ایک کے ہمراہ خبردار
اس بت سے مجھے بحث ہے ایسے کہ کیلئے | دو عاریت ایکدم کیلئے نطق اثر دار
ہے کاوش بیجا بھی ہنر باغ جہان مین | جڑ کاٹتے ہین دوستون کی ابکے تبردار
تاثیر ہے گالی مین سدا اُن کی دعا سے | بے فائدہ ہے آب بقا زہر اثر دار

دیتا ہون ترے ہاتھ مین نقد دلِ پرخون — اے دزدِ حنا میری امانت سے خبردار
جب سے مجھے خوش آئی بہارِ چمنِ فقر — مثلِ پرِ قاقم نظر آنے لگی زردار
بے سر دیے زنہار قدم اسمین نہ رکھنا — یہ معرکۂ عشق ہے اے عقل خبردار
سب دوڑ اُٹھے زمزمہ کن فیکون پر — کتنی تری آواز ہے ایجاد اثر دار
جب وہ سج دھج کرتے ہین تو کہتی ہے نزاکت — غش خون کے دیکھے سے نہ آجاے خبردار
نادم نہین ہوتی تری تلوار کی کشتی — سر اپنے گریبان مین ڈالین جو ہوں سردار
منظور رولانا ہے تو آرام نہ فرماؤ — منہ دھوکے ذرا نیند سے ہوجاؤ خبردار
مرغوب جو تجھکو ہو تماشاے تحیر — تصویر مین نظر آئین تری آئینہ بردار
اُڑتے ہین پریزو دم رفتار فلک پر — انسان فرشتون کی طرح ہوگئے پردار
ہے اپنے عزیزون سے بھی کھٹکے مین تو نگہ — شاخین نگہ نخل مین ہین دست تبردار
پیغام چلے آتے ہین محبوب اجل کے — پھر ہم سے نہ کہنا نہ کیا پہلے خبردار
ہم سرو ہین آزاد ہین آسیب جہان سے — کھٹکا ہو مبارک تجھے اے نخل ثمردار
دیوانون کو بدنام بہت تو نے کیا ہے — اب آپ مین ہم آتے ہین اے ہوش خبردار
کرتی ہے نقاب رخ گلگون کی نیابت — کس مرتبہ اُس شوخ کی آواز ہے بردار
کس کی تہ ران ہے فرس نور تجلی — بجلی ہے جلو دار شفق غاشیہ بردار
لاتی ہے نصیبون سے تہ تیغ مجھے موت — اب لڑتی ہے قسمت مری اے ترک خبردار
کلمہ پڑھے ہے جانبازون کی ثابت قدمی کا — انگشت شہادت کو اُٹھاے رہو ہموار
اکسیر سے کبھی فائدہ ان رونون نہین ہے — ہوتی نہین کبھی خاک کی چٹکی بھی اثر دار

بگذر ز سر خاک منیر الم آگین
اے باد صبا دست ازین سوختہ بردار

رتبہ نہ ملا آئینہ داروں کے برابر — کس منہ سے بھلا جیئے یارون کے برابر

تالے نہین زیبا ہین مزارون کے برابر
چپ بیٹھیے سوتے ہوے یارونکی برابر

تہا ضعیف مین مشتاق حسینون کی جلو کا
دل دوڑ گیا شاہ سوارون کے برابر

جو دیکھیے تمہین ساتھہ ہی بنجاے نشانہ
جب جانین چلین تیر نظارونکی برابر

وحشت تری آنکھون کی ٹھہرنے نہین دیتی
ہم دوڑتے پھرتے ہین چکارون کی برابر

ان روزنون سے سیر طلسمات دکھاین
بیٹھو تو کبھی سینہ فگارون کے برابر

قالو مین سگ نفس کو لاتے ہین ہمارے
رستم نہین ان شیر شکارون کی برابر

کیا کیجیے خوش چشمون کی بھلو مین ہین دشمن
گرگ بغلی بھی ہین چکارون کے برابر

ایک چشم عنایت کی طمع لیگئی کوسون
دوڑے فقر اشاہ سوارون کے برابر

بحرین غم و رنج سے نکلا نہین جاتا
پھر جاتے ہین آ آکے کنارون کے برابر

ہر جنبش ابرو مین ہوے سیکڑون زخمی
تلوارین چلین تیرے اشارون کے برابر

گھبرا نہ اڑا دل زخمی کو دیکھا کر
ہے ایک تڑپ لاکھہ ترارون کے برابر

پرنور ترے سازہین اے طفل مغنے
کیا عقد ثریا ہو ستارون کے برابر

بلبل کو عطا کیجیے گل کہانے کو چلا
یہ ایک نشانی ہے ہزارون کے برابر

چمکاتی ہے زیور کو ترے حسن کی گرمی
یا قوت کے ریزے ہین شرارون کی برابر

ہلکے غم گیسو مین ہوے قید گران بھی
زنجیرین ہوئین پھولون کے ہارون کے برابر

جانبازون کے ہمراہ ہین اطفال سرشک آہ
بوندے نظر آتے ہین کراروں کے برابر

قبرون کے گرہون سے نہین لازم ہے کنالا
رستا ہے عدم کا انہین غارون کے برابر

تصویرین حسینون کی ہین سینہ مین ہمارے
ہین داغ جگر لالہ عذارون کے برابر

ہین ایک طرف ایکطرف لشکر وحشت
میدان مین تنہا ہون ہزارون کے برابر

ہین موتیون کے ہار تری چھاتیون کے پاس
بیلین نئی پھیلین ہین انارون کے برابر

ہم خاکنشین اور پریزاد ہوا پر
کیا زور چلے شاہ سوارون کے برابر

جاتے ہین سوے ملک عدم ڈیکین عاشقو ۔۔۔ ہین حامل تابوت کہارون کے برابر
دریائے غم و بحر مصیبت وہ بلا ہین ۔۔۔ ڈوبے ہین جہازان مین کنارونکے برابر
غفلت کے سبب مردہ صد سالہ ہین روحین ۔۔۔ یہ قالب خاکی ہین مزارون کے برابر
تا چند رہین منتظر اے ماہ جبین ہم ۔۔۔ گنتی مین ہوے چاند ستارون کے برابر
پلکون کی محبت مین جو سچا ہو کوئی در ۔۔۔ رکھدے یونہین دل لاکھہ کٹارونکی برابر

ہے سبط نبی سے یہ منیر اپنی تمنا
محشور ہون مین تعزیہ دارون کے برابر

راستا بھلاتے ہین لوگ رہنما ہوکر ۔۔۔ کشتیان ڈبوتے ہین یار ناخدا ہوکر
سب سے مل چکے پہلے صاحب حیا ہوکر ۔۔۔ کس جگہ چھپوگے اب عالم آشنا ہوکر
تنکے بیچ مین کوئی دانا آنہین سکتا ۔۔۔ دانت پیستے ہین بت سنگ آسیا ہوکر
مٹی کے کھلونون پر یہ عتاب کیا معنی ۔۔۔ سامنا بتون کا کیون کرتے ہو خدا ہوکر
جادۂ مجازی گو راہ تہی حقیقی سے ۔۔۔ یار کی خبر پائی ہمنے مبتدا ہوکر
ملکے آپ نے مارا عاشقان کامل کو ۔۔۔ اہل دل سے یاری کی درد لادوا ہوکر
آنکھین مجھسے لڑتی تہین غیر سے بھی کی چشمک ۔۔۔ تیر آپ کا پہونچا کس طرف خطا ہوکر
نیند نے مٹا ڈالا اور تو سنگار انکا ۔۔۔ سرمہ آنکھہ مین بٹھرا خوب خوشنما ہوکر
ابر دے گلشن ہی ساتھ نکلی اُس گلکے ۔۔۔ رنگ چہرہ گل سے اُڑ چلا ہما ہوکر
شہپر سبک روحی جب سے ہاتھ آئی ہین ۔۔۔ عرش پر پہونچتی ہین بیکون کی دعا ہوکر
صاف طینتی کی گرد مین عناصر اربع ۔۔۔ آئینہ کو گھیرے ہے خوب چوکھٹا ہوکر
کیا شراب پلوا کر کوئی کہوئے شرم سکی ۔۔۔ نشہ جسکی آنکھون مین گہرکرے حیا ہوکر
تجربہ ہوا حاصل مشق خاکساری سے ۔۔۔ چال دیکھ لی سبکی چشم نقش پا ہوکر
ابر دے دہوئے ہاتھ گوشۂ قناعت مین ۔۔۔ سوکھے گہاٹ ہم اُترے موج بوریا ہوکر

۲ سبحہ کف زاہد یا سبوئے میخانہ — آدمی سے کیا ہونگے دیکھئے فنا ہوکر

۴ حسن صاف جانان کو اہل دل سے پردہ ہے — سب سے منہ چھپاتا ہے آئینہ صفا ہوکر

دیکھکر مفر اپنا بھاگتے ہین یہ ساتھی بھی — رہتی ہے دماغون مین گل سے بو جدا ہوکر

۴ شرک سے کنارہ کر آشنائی وحدت ہو — ایک سے مل اے نادان لاکھہ سے جدا ہوکر

ہم لطیف طبعون سے بل کی لیجئے گا کیا — بارہا اڑایا ہے آپ کو ہوا ہوکر

روز ہجر مین مجکو دونون چھوڑ جاتے ہین — روٹھہ کر تب کافر دم مرا خفا ہوکر

۴ نقش روے زیبا کا ہے کچھا ہوا دلپر — اجنبی نہ بنجاؤ صورت آشنا ہوکر

۴۴ زلفونکی محبت مین جعلسازیان بھولے — پھنسگئے بلا مین ہم آپ بد بلا ہوکر

۴ بیخودی کی کیفیت فہم مین نہین آتی — راز دل رہا پنہان خواب گونگے کا ہوکر

۴۴ لطف آدمیت کا خاک مین ملا آخر — کیا ہوئی مری حالت ہاے کیا سے کیا ہوکر

۴ چشم اہل بینش مین قدر خاکساری ہو — اصفہان مین شہرہ پاؤن طوطیا ہوکر

۴ کیا ستم ہے منہ دہوکر تمنے چھوڑدین زلفین — زنگیون کے ہاتھہ آیا آئینہ صفا ہوکر

۳ حسن معنوی پاکر بھاگتے ہو کیون ہم سے — خاکساروں کے دلمین رہیو کیمیا ہوکر

۴ محکمہ مین آجاؤ داد دو غریبون کی — بیٹھہ جاؤ کرسی پر نقش مدعا ہوکر

۴ نکہت گل مقصد ایک دن نہین ملتی — آہ خاک اڑاتی ہے ہر طرف ہوا ہوکر

۴ ابر جو ہر خنجر گہر گیا جولے دلبر — مردنی زمانہ پر چھاگئی گھٹا ہوکر

پہینکی تہی کمند اُنکے بام عرش رفعت تک — صاف اُلٹی پھر آئی آہ نارسا ہوکر

جلوہ دیکھنے والے ہر طرف ہزارون ہین — منہ کدہر کو پھیرینگے ایک سے خفا ہوکر

۴ کہو لو یا شہ والا اب منیر کا عقدہ
دیر کرتے ہو مولا کیون گرہ کشا ہوکر

۴ خلیل کعبہ فکر رسا جناب دبیر — کلیم طور فصاحت ضیا جناب دبیر

جہان معنی و سرمایہ بخش دانش و علم — مربی ورع و اتقا جناب دبیر
فضیلت عرش مضامین عالی و نادر — علو سدرہ فکر رسا جناب دبیر
شباب علم و بدیع و بیان و معنی و نظم — مسیح ہر سخن جانفزا جناب دبیر
شہ سریر فصاحت مہ سپہر کمال — عروج طالع طبع رسا جناب دبیر
فرزدق و متنبی و غیل و حسان — پکارتے ہین کہ ہین مقتدا جناب دبیر
زبان فارسی و اردو و بلاغت مین — برنگ موجہ آب بقا جناب دبیر
کمال مرثیہ مین فخر سابق و لاحق — بہار جنت بزم عزا جناب دبیر
بیاض نقش قدم شرح سلم منیر — کتاب واقعہ کربلا جناب دبیر
حدیث و فقہ و تفاسیر کے بھی دریا سے — نکالتے ہین دُر بے بہا جناب دبیر
ہر ایک مرثیہ عرش الکمال مضمون سے — سخنوری مین ہین معجز نما جناب دبیر
گل حدیث مناقب کے روضۂ کافی — پناہ کشتی بحر البکا جناب دبیر
محیط ہمت و دریا گہ ایثار — سفینہ یم خلق و عطا جناب دبیر
رہین ضمانت آل رسول مین شاداں — خدا کے فضل سے سرتا بپا جناب دبیر
جہاز پر یہ کہا مین نے بہر رہ آورد — کرین قبول اسے ایخدا جناب دبیر

منیر بلبل انصاف کا ترانہ یہ ہے
کہ ہین گل چمن اصطفا جناب دبیر

ردیف زا معجمہ

ہڈیان کانپے جو چاقو ہو ترا اے یار تیز — زخم کھانے پر ہین دندان طمع ہر بار تیز
کشتگان جوش جوانی مین ہزارونکے گلے — بارہ پر آکر ہوئی شمشیر حسن یار تیز
موذیان دہر بھی مداح اُس موذی کی ہین — وصف گیسوے سیہ مین ہے زبان تیز
زاہدان خشک سمجھین بانکپن کی قدر کیا — کند ذہنون پر ہوئی ناحق تری تلوار تیز

شہر مین ممکن نہین ہے اپنی وحشت کا علاج
نشتر مژگان قاتل سے ہی نوک خار تیز

کاٹتی ہین بلبلین نالون سے اپنی زندگی
فصل گل مین کیون نہو مقراض ہر منقار تیز

بولنے دیتے نہین لکنت سے انسانون کو ہم
کاٹ دو باتین فرشتونکی جو ہو گفتار تیز

رفتہ رفتہ فتنۂ محشر سے آگے بڑھ گئے
ہوگئی اٹھکھیلیون مین آپ کی رفتار تیز

بڑھتی ہے جلوہ سے وحشت کی خلش اے ہوس
گو کہر دہے تیری ٹوپی مین برنگ خار تیز

قیمت یوسف سے بیعانہ ہی ہر بت کا سوا
حسن کا ہے نرخ ان روزون سر بازار تیز

۴ دل کے ٹکڑے عشق ابر دمین نبی ہین بیچے
شیشۂ صد پاش کی کرچین ہین انکو خوار تیز

۸ وقت تزئین خون ہوگا عاشقان چشم کا
ہوگی سنگ سرمہ پر تیغ نگاہ یار تیز

۴ خط نکلنے کی ادا پر سیکڑون بسمل ہوے
زنگ لگتی ہی ہوئی شمشیر حسن یار تیز

خشک کرلون دامن تر آفتاب بادہ سے
دھوپ پڑتی ہے میان خانہ خمار تیز

۴ وصل کی شب مرغ جانکا خون ہوتا ہے ام
ہورہے ہین اذنون مرغ سحر کے خار تیز

برق رخشندہ سے کیا نسبت ہی مورلنگ کو
کبک کی رفتار ہے سست آپکی رفتار تیز

دیکھتا ہے جو تمہین پھر اسکو ہوش آتا نہین
بادہ کہنہ سے بھی ہے شربت دیدار تیز

مانگتا ہے خیر اپنی مشت پر کی یہ ضعیف
ہے ہوائے فصل گل اے بلبل گلزار تیز

دانت کھٹے کر دیے نعاے دنیا نے مرے
ہوگیا سرکہ سے مجکو شربت دینار تیز

اس چھلاوے کو کہان پاے رگ ضعف
سست ہے اپنی طبیعت وہ بت عیار تیز

بانکپن کی مشق ہے فولاد قلبون پر مدام
چھریون پر گرتی ہین چھریان اذنون خنجر خوار تیز

۴ تیغ بازیکا تمہاری دمبدم بڑھتا ہی شور
زخمون کے کہانیمین ہوتا ہے نمک ہر بار تیز

۴ پانی اسکا آب شمشیر اجل سے کم نہین
ہے دم خنجر سے دریاے الم کی دھار تیز

وصف قصر صاف سے نکری ہوئی میری زبان
اے پریرو رکھتی ہے چونا تری دیوار تیز

موتیون کے ہار سے جل جلکے کہتے ہین حسین
صورت تیز آب ہی آب در شہوار تیز

خوب بعد ذبح پختہ ہوگیا سودائے خام | ہے تری تلوار کی آنچ اے بت خونخوار تیز

معرکہ مین دل نے ثابت کردیا عشق ای منیر
سب سے نکلا اس کچہری مین مرا مختار تیز

چینی کی کھنک کہتی ہے اُس حور کی آواز | گویا ہے شکست دل غفور کی آواز
تا عرش رسا ہے دل رنجور کی آواز | کیا دون کی لیتی ہے تری نور کی آواز
راتونکو بھی گانا نہین چھپتا نہین چھپتا | مشعل لیے ہو ساتھ ترے نور کی آواز
زلفون مین پھنسا کر تو سنا کیجئے نالا | پاس آتی ہے راتون کو بہت دور کی آواز
ہے فتنۂ محشر سے سوا ناچ تمہارا | اس شور مین ہمنے نہ سنی صور کی آواز
گاتا ہے وہ محبوب کہین دہوم کہین ہے | فردوس مین ہے گونجتی اُس حور کی آواز
اے بت ترے کوچہ مین ہو کسکو غم فردا | ہے غلغلۂ حشر یہان دور کی آواز
کیا نالہ کرین بار مصیبت مین دبے ہین | محنت سے تھکی ماندی ہے مزدور کی آواز
مردان رہ عشق کے نالے سے ڈر اے بت | ہے تیر نشانہ کے لئے سور کی آواز
اللہ ری حیا گائے ہی تو ساز بجا کر | بے پردہ نہ نکلے بت مستور کی آواز
وہ بت سخن حق جو سنے کان لگا کر | ہر سول سے آنے لگی منصور کی آواز
نالے نے کبھی دلمین ترے راہ نپائی | اُلٹی پھری دیوانۂ مہجور کی آواز
اللہ تو سنتا ہے جو اے بت نہ سنے تو | ہے عرش سے اونچی ترے رنجور کی آواز
سو پردونمین چھپ چھپکے وہ گایا کرے لیکن | کھلجائیگی اکدن بت مستور کی آواز
اک بات مین دب جاتے ہین آفاق کے شور | بھاری ہے بہت اُس بت مغرور کی آواز
ایسا بھی گلا صاف کسی کا نہین دیکھا | آآ کے پھسل جاتی ہے اُس حور کی آواز
پچھتائے ہین میرے دل بیمار کو لیکر | سونے نہین دیتی اُنہین رنجور کی آواز
نالان ہے کوئی عاشق بیچارہ عدم مین | سنئے تو سہی آتی ہے کچھ دور کی آواز

قتلگہ کے عوض شور انا الحق ہے سراسر — شیشہ کے گلی پڑ گئے منصور کی آواز
ہین صور سرافیل سے سرکش مرے نالے — دبتی ہے کہین معرکہ مین صور کی آواز
کسوقت قدم رنجہ کیا خانہ دل مین — پہلو سے مرے آتی ہے اُس حور کی آواز
ملجاتی ہے ایسی کہ جدا ہو نہین سکتی — ارگن کی صدا اُس بت مغرور کی آواز
ہر راگنی کی صاف نظر آتی ہے صورت — آئینہ شفاف ہے اُس حور کی آواز
زلفین جو اُلجھتی ہین تو گایا نہین جاتا — بیٹھی ہے اندھیرے مین ترے نور کی آواز
دُہرکا ہے کہ دل لیکے دُکھایا نہ و میرا — آتی ہے کہین سے کسی رنجور کی آواز
گاتے ہین کہین کانمین آجاتی ہو میرے — بہکی ہوی ہے اُس بت مخمور کی آواز

ہمراہ میر آل پیمبر کے ہو محشور
جسوقت سُنی زیر زمین صور کی آواز

ردیف سین مہملہ

سبزہ ہے اسطرح رخ دلبر کے آس پاس — جیسے کرن ہو مہر منور کے آس پاس
پریان نہین شراب کے ساغر کے آس پاس — حورین کھڑی ہین چشمہ کوثر کے آس پاس
ہین خار خار غم دل مضطر کے آس پاس — جنگلا لگا ہے جھاڑ ترے گھر کے آس پاس
ہین جمع لخت دل مژہ تر کے آس پاس — سرخاب اُڑ رہے ہین سمندر کے آس پاس
خار مژہ نہ پاؤنمین چبھ جاے دیکھنا — آنکھین بچھی ہوئی ہین تری گھر کے آس پاس
آنکی نگاہ ہے دل وحشی کے ساتھ ساتھ — شہباز اُڑ رہا ہے کبوتر کے آس پاس
ہے منہ کے گرد کانون کے زیور کی روشنی — بجلی چمکتی ہے مہ انور کے آس پاس
گیسو کے بال ہلتے ہین چشم سیہ کے گرد — لہرا رہے ہین سانپ فسونگر کے آس پاس
آنے نہ پاے نیند شب ہجر مین قریب — شیشہ بچھے فقیر کے بستر کے آس پاس
پیر فلک کو شاہ سواری دکھائیے — کاوے لگائیے اسی چکر کے آس پاس

مشتاقون کے حضور کرو درفشانیان
زیبا ہین ہنس دانہ گوہر کے آس پاس

بیدست و پا بھی گرم نگاہ ہے ای صنم
دل دوڑتا ہے آج ترے گھر کے آس پاس

دے کر گدا کو کرتے ہین شکر خدا کریم
سجدہ ہمین ہے شیشے جھکتی ہین ساغر کے آس پاس

مرکز یہی ہے دائرہ چرخ کے لئے
پھرتا ہے آسمان ترے گھر کے آس پاس

دوران سر مین بھی ہے شہادت کی آرزو
سر پھر رہا ہے آپ کے خنجر کے آس پاس

دونون جہان ہین دل وحشی کے گرد پیش
دل میرے آس پاس مین دلبر کے آس پاس

دم لے کہین تو ایک گھڑی ایدل حزین
پلکون کے ارد گرد کہ خنجر کے آس پاس

خالی نہین ہین ہاتھ کہ زنجیر در ہلائین
دل پکڑے پھر رہے ہین ترے گھر کے آس پاس

کوثر سے اپنے پاون مین ہو رکھون ای منیر
پھرتا ہے مجکو قبر پیمبر کے آس پاس

ردیف ثمین مجمہ

دل پر نگیون ہو قدرت پروردگار نقش
ایک ایک نقش مین نظر آئے ہزار نقش

جمتا نہین میان خزان و بہار نقش
دنیا کے رنگ سی مین ہرون ابکی بار نقش

شوق فنا مین کہینچین جو ہم واغدار نقش
ہر خانہ مین جلاے چراغ مزار نقش

آسیب عقل کہوتے ہین داغ شراب سے
خون پری سے لکھتے ہین ہم بار بار نقش

زیر زمین تو چین ہو نالون کے ہاتھ سے
سرمہ سے کہینچا سر لوح مزار نقش

عکس حضور آئینہ سے چہین لیجئے
منظور ہے جلائے دریا کے پار نقش

کس کس نے باغ دہر مین سکہ بٹہا دیا
ابکی نظر پڑے زر گل مین ہزار نقش

کیا فائدہ جو غیر کے صدقے مین سیر کی
جام جہان نما ہے نلون ستعار نقش

پردے مین بھی وہ آنکھین لڑاتی نہین کبھی
لکھون ہرن کے پوست پر اے کردگار نقش

اے گل عجب نہین تری تسخیر کے لئے
ماتھے پر اپنے گود ہے عروس بہار نقش

۴ دولت کے داغ سے نہ ملیگی کبھی نجات — سکہ سے چھوٹتا نہین اے تاجدار نقش
بوسون کی مہر کا نہ مٹے گا کبھی نشان — کیونکر عقیق لب سے چھٹے اے نگار نقش
۴ اُسکے قریب بیٹھکے اُٹھتا نہین کوئی — کیا بوریے کے پاس ہے تاثیردار نقش
۴ دندان صاف پر نہ جمے گی کبھی نگاہ — ہوگا نہ کندہ موتیون پھلواری نگار نقش
طاؤس و کبک ہوگئے وارفتۂ خرام — لکھے تمہارے پاؤن نے جب کے ہزار نقش
۴ تسخیر دم کے ساتھ ہی اے آتشین خو — دوزخ مین بھی جلائینگے امیدوار نقش
زلفون مین آپ طائر دل اڑکے پھنسگئے — پھیلا کے جال تونے کئے آشکار نقش
۴ کیا نکلے مال دست بخیل لیم سے — سکہ ہوا میان کف زر شما ر نقش
۵ تیرے نشان مہر کو دلمین نہان کرون — اِس موم مین لپیٹ لون اے گلعذار نقش
تاثیر ہو عمل مین تو بندہ ہو معتقد — آنکھین دکھا رہی ہین عبث بار بار نقش
۴ عالم ہے چار خانہ کی پوشاک پر نثار — تسخیر کے لکھے ہوے ہین چار چار نقش
کھیلون جو نرد عشق ائیہ حریف سے — ہر نقش سے عیان ہون دوشش کے ہزار نقش
۴ وہ بت کسیطرح نہ دبا ہم سے ایخدا — پتھر کے نیچے لکھ کے دبائے ہزار نقش

بارہ امامون کی مجھے الفت ہے ای منیر
دلپر مرے ہے دوستی ہشت و چار نقش

ردیف صاد مہملہ

کیا کر رہا ہے وجد مین دیوانہ آج رقص — اکثر بگولے کرتے ہین مستانہ آج رقص
آتے ہی تیرے ہوگئے بسمل بتان چین — کرنے لگا تمام صنم خانہ آج رقص
گلگشت کس نے نشہ مین کی اے نسیم صبح — طاؤس باغ کرتے ہین مستانہ آج رقص
۴ شمعون کی روشنی مین نہ ناچو پری رخو — دیکھو اڑا نہ لے کوئی پروانہ آج رقص
کس ناتوان کو نشہ مین برباد کر چلے — تنکے ہوا مین کرتے ہین مستانہ آج رقص

غیرون کو تم جو باغمین ٹھہراتے وقت سیر
کرتا ہوا مین سبزہ بیگانہ آج رقص

آنے سے کس کے وجد ہے ہر اہل طرف کو
کرتا ہے بزم عیش مین پیمانہ آج رقص

کیون وجد مین نہ سب کو جلایا ہوای کریم
کرتی ہے برق جلوہ جانانہ آج رقص

تا شام بسملون کو تڑپنا ضرور ہے
دیکھی گی اُنکی ہمت مردانہ آج رقص

دریا مین وہ صنم جو نہاتا دم سحر
کرتے حباب صورت دیوانہ آج رقص

کیا قدر زہرہ پائی ہے ہمزاد یار نے
کرنے لگا ہے سایۂ جانانہ آج رقص

بے لطف طرح ہے تو مکدر مشاعرہ
اِس باغ مین ہے سبزۂ بیگانہ آج رقص

اب دوسری طرح مین کہون اس زمین کو
کرتا ہے خود بخود دل دیوانہ آج رقص

سیکھا ہے کس سے وہ بت نازک مزاج رقص
ٹھکرا رہا ہے شیشۂ خاطر کو آج رقص

رکھتا ہے شور حشر سے کیا امتزاج رقص
کل کی جو پوچھئے تو بتاتا ہے آج رقص

سر عاشقون کے آپ جو ٹھہرائین تاج مین
سلطان عشق کے لئے بنجائے تاج رقص

تسکین اُسکے ناچ سے کیونکر ہو ایخدا
دل ٹھہرے کچھ تو کہوے مرا اختلاج رقص

شکر خدا ادا ہو بھلا کس زبان سے
ٹھہرا کے پوچھتا ہے ہمارا مزاج رقص

سنتے ہین پیشوا زدہ بہنین گے صندلی
اب درد سر کیوا سطی ہوگا علاج رقص

نقد حواس ناچ ترا چھینیے لگا
لیتا ہے سبکے کشور دل سے خراج رقص

دولت بغیر ناچ ہوا آپ کا حرام
رکھتا ہے مال وزر کی مگر احتیاج رقص

پامال آپ کرتے جو کشت امید کو
بسمل کیطرح کہیت مین کرتا اناج رقص

ہے رنج دوستونکو تری ناچ سے گریز
دھڑکا ہے کہو مت کہین غم کا رواج رقص

ٹھکراؤ لاکھ درد سر اپنا بنجائے گا
کہوتا ہے کیون مرا مرض لاعلاج رقص

پوچھی ہے کس نے قیمت دل بزم عیش مین
بازار کا جو بھاؤ بتاتا ہے آج رقص

دلمین ہمارے دور مے سرخ کا ہی دہیان | شیشہ مین اپنے لال پری کا ہی آج رقص

ہمکو پسند اپنی ہی صحبت ہوای منیر
دربار مین حضور کے کل ہو کہ آج رقص

ردیف ضاد معجمہ

رکھتا ہے عیش کب دل ناشاد سے غرض | مہمان کو ہے خانہ آباد سے غرض
آباد گھر کو نالہ و فریاد سے غرض | جب تو بغل مین ہو تو تری یاد سے غرض
آنکھون کی مدح نامۂ اعمال مین رہے | فرد حساب کو ہے اسے صاد سے غرض
دل جان بلب ہی یار چھری پھیرتا نہیں | صید زبون کی اٹکی ہے صیاد سے غرض
تم ہو کہ مہر و ماہ ہون گل ہو کہ حور ہو | رکھتا ہے عشق حسن خداداد سے غرض
دنیا لگی ہے بندۂ دولت کی گھات مین | اسباب قید کو نہین آزاد سے غرض
آنکھین جو ہون تو فرق کرے خوب و زشت مین | اندھے کو کیا ہے حسن پریزاد سے غرض
دنیا کی التجا سگ دنیا کو چاہیے | درویش کو ہے رزق خداداد سے غرض
سر پھوڑنے سے بھی نہوی نرم سنگدل | پتھر نہ نکلی تیشۂ فرہاد سے غرض
تلوار کہا ہی جائینگے ایک روز ناتوان | ان مورچون کی نکلے گی فولاد سے غرض
خواہان عیش ہے تو نہ دنیا سے کام رکھ | راحت طلب کو اس ستم آباد سے غرض
جلتا ہے شمع سان تو عیب ہے یہ ہاے وای | ایدل زبان بریدہ کو فریاد سے غرض
احسان کیون اٹھائے شمشیر یار کا | پھرتے ہین سر بکف ہمین جلاد سے غرض
سایہ کی بھی امید نہ رکھ راہ شوق مین | یکتای فن عشق کو ہمزاد سے غرض
دنیا ہوا و ریاس ہوای میرے کردگار | واقف نہو سکے دل ناشاد سے غرض
چھوڑے جو روح جسم کو ہو جاے وصل یار | ٹوٹے طلسم نکلے پریزاد سے غرض
چشم سیاہ یار نے سرمہ کھلا دیا | اس جان بلب کو خاک کو ہو فریاد سے غرض

غالب نہ روح پر ہو مرا نفس اے خدا
اس بو کی نہ نکلے پریزاد سے غرض

مقتول تیغ ناز کی دنیا ہے ملتجی
اکسیر کی ہے کشتۂ فولاد سے غرض

بندہ نہین غلام جو جھک کر کرے سلام
معقول بندگی کی ہے آزاد سے غرض

دیتا ہے مفت جان کوئی پوچھتا نہیں
اے بے نصیب خدمت جلاد سے غرض

بے رہنما کی راہ نہین ہو جھتی مگر
نادان ہے جو کہے نہین اُستاد سے غرض

ردیف طا مہملہ

کرتا ہے کون زلف معنبر سے اختلاط
ہر آدمی کو زہر ہے اژدر سے اختلاط

کرتی ہے روح ترک ستمگر سے اختلاط
گردن کو اب حلال ہے خنجر سے اختلاط

باتین ہوا سے کرتے ہین مرغان بوستان
کرتی ہے یاس طائر بے پر سے اختلاط

اُس بحر حسن سے دل سوزان کو ربط ہے
کرتا ہے ایک شرارہ سمندر سے اختلاط

رندون کو زاہدون سے الٰہی بچائیو
کرنے لگا نمک مے احمر سے اختلاط

ہمت بڑی ہے قطرۂ ناچیز ہین تو کیا
شبنم کرے گی مہر منور سے اختلاط

باغ جہان مین ہے شجر بے ثمر ذلیل
کرتا ہے کون مردم بے زر سے اختلاط

ممکن نہین ہمیشہ وفا خو بتان مین
خوشبو کو ایک شب ہی گل تر سے اختلاط

نوک مژہ بھی شوق سے چھیڑے خدا کرے
کرتی ہے شہ رگ آپ کی نشتر سے اختلاط

مرتے ہین ہاتوان لب شیریں کے بوسہ پر
ان چیونٹیون کو زہر ہے شکر سے اختلاط

پیاسے مرے لہو کی رہی چشم مست یار
جب تک نہ چھوٹے بادۂ ساغر سے اختلاط

مہندی تمہاری اور مرا خون مل گیا
ہاتھ آ گیا یہ رنگ مقدر سے اختلاط

دلمین بلا جو آئے تو آنے دو ڈر نہین
سیلاب کو نصیب ہوا گھر سے اختلاط

کرتے ہین مقصدون سے سلوک اہل مقدرت
قدرت خدا کی خیر کو ہے شر سے اختلاط

یارب بتون کے عشق سے توبہ ہزار بار
کافر ہو جو کرے کسی پتھر سے اختلاط

ہم کون ہین جو منع کرین کار نیک سے
سر کو مبارک آپکی ٹھوکر سے اختلاط

دلپر نگاہ آپ کی پڑتی ہے بار بار
شہباز کر رہا ہے کبوتر سے اختلاط

دیوانہ ہے کرے جو بت سنگدل سے ربط
ہے ہے خدا نخواستہ پتھر سے اختلاط

خاک نجف مین ملنے کے لائق نہین میر
حاصل ہو خاک روضۂ قنبر سے اختلاط

ردیف نظار معجمہ

مانع ز سرکشی ست بہ بزم بتان لحاظ
چون کاہ دارد م تہ کوہ گران لحاظ

باشد کہ بے حجاب برویش نگہ کنم
دیوار لؤ اگر نکشد درمیان لحاظ

جائیکہ بستہ اندرہ بادہ سر دہم
گستاخ وار میرسد آنجا چسان لحاظ

خون دلم اگر بخورد عشق نوش جان
از میزبان نمی کند این میہمان لحاظ

دزدیدہ دیدن رخش آنجا نمی توان
جائیکہ شرم شحنہ بود باسبان لحاظ

در بزم غیر بادہ کشی مے کند کسے
شرم منست غرق عرق خون فشان لحاظ

چشم سیاہ مست کنون رہ نمیدہد
گو باش مثل طائر بے آشیان لحاظ

نبود چنین ز خاک نشینان کنارہ کش
آموزدار ز گردرہت آسمان لحاظ

در خلوتم خموشی و شوخی در انجمن
بیباکی اینچنین سر وت آنچنان لحاظ

حالی شود چگونہ بران شوخ حال دل
بیدست و پاست بیدہن بزدان لحاظ

دست طلب بگردن قاتل کن اے میر
جہد ترا مباد دہ رائگان لحاظ

ناوار کیا کرین کسی زردار کا لحاظ
ان فاقہ مستون کو نہین میخوار کا لحاظ

کرتا ہے کون درہم و دینار کا لحاظ
عشق شرع مین حلال ہے مردار کا لحاظ

دل توڑکر مرا نہوے آپ منفعل
اللہ آپ ہے شیشہ کی جنکار کا لحاظ

کعبہ بنائین کعبۂ دل کو شکست دین
کافر ہو جو کرے کسی دیندار کا لحاظ

اڑتی نہ دیکھی خاک کسی سیرگاہ مین
آندہی کو بھی ہے گرد رہ یار کا لحاظ

ایجان اہل درد کی خاطر ضرور ہے
عیسیٰ سے بڑھ کے چاہیے بیمار کا لحاظ

اس عہد مین رعایت ہمسایہ حنا کو
درد جگر کو کب ہے دل زار کا لحاظ

آنسو نہ نکلے دل نے جو کھولا نشان آہ
اس فوج کو نہین ہے علمدار کا لحاظ

اچھی ہو چال یا ہو بری کچھ خبر نہین
پاپوش انکی کرتی ہے رفتار کا لحاظ

مرغ قفس کے واسطے ہے سو طرح قید
بے خانمان کو کیا در و دیوار کا لحاظ

تیرے غضب کے سامنے یکسان ہین تر
کرتی نہین ہے آگ گل و خار کا لحاظ

ہم مست ہین تو ہین تمہین کیا کام زاہدو
توبہ کرو یہی ہے گنہگار کا لحاظ

آنکھون مین جان آگئی کیونکر نہ رو کہ نم
لے ڈوبے گا مجھے تری دیوار کا لحاظ

دیوانون سے نہ کیجیے تمنائے بندگی
بے ہوش کیا کرے کسی ہشیار کا لحاظ

توحید ہے تو فرق تعین نہ چاہیے
اس رشتہ سے ضرور ہے زنار کا لحاظ

ہم بیخودون کو خاطر اہل دول نہین
سوتے کو کب ہے طالع بیدار کا لحاظ

ڈرتے نہین کہلائے ہین ہم کو کباب دل
کرتا ہے کون اپنے کمخوار کا لحاظ

لیتے ہو روز پنجۂ مژگان سے کیون سلام
کانٹون مین کھینچتا ہے یہ ہر بار کا لحاظ

قصہ ہوا جو حد سے سوا بات بڑھ گئی
پاس ادب سے دور ہے ہر بار کا لحاظ

وہ ذبح کر چکے تو تڑپنا حلال ہے
بے سر کو کیا ضرور ہے سردار کا لحاظ

تکلیف فکر شعر دہی کو نہ اے مہیر
بھر خدا کرے دل بیمار کا لحاظ

ردیف عین مہملہ

غزل

بلبل کو عشق گل نہین اے گلعذار منع — کب مانتا ہے کیجیے دل کو ہزار منع
صحرا کی سیر آبلہ پاؤن کو ہے درست — کرتی ہے کیون اشارے سے انگشت خار منع
ہر بندۂ جنون ہے خداوندای تبو — دیوانون کو ہے طاعت پروردگار منع
دل مین ہمارے خون تمنا نہ کیجیے — حق نے کیا ہے حد حرم مین شکار منع
دل صاف کہہ کہ جلوۂ جانان کرے مدام — دربار بادشہ مین ہے گرد و غبار منع
پوجون تجھے مرقع دنیا مین کس جگہ — تصویرون کی طرف ہی نمازای نگار منع
فرہاد ہین غیران سے بچا آب تیغ تیز — مستسقیون کو پانی ہے ای شہسوار منع
نرگس کہائے آنکھین کہ زنبق چرائے رنگ — ہمکو نہین ہے وصل عروس بہار منع
بیمارون سے نہ سکین گی نیرہ بازیان — اُن آنکھون کو ہے سرمۂ دنبالہ دار منع
چین جبین سے تو نہین ڈرتے نظارہ باز — تلوارین کھینچکر کرین ابروے یار منع
جاری ہے حکم آہ دل واعذارمین — ہے اس چمن مین آمد باد بہار منع
افراط جوش اشک مین بچ دود آہ سے — دریا مین تیرنے کو کریگا بخار منع
باز آشقا دلون سے کہ سر پہ کھڑی ہے موت — توبہ دم اخیر ہے اے نابکار منع
بیٹھے ہین رند کوچۂ جانان مین چین سے — فردوس مین ہے طاعت پروردگار منع
آرام بہر حسن تڑپنا برائے عشق — سونا ہمین حرام تمہین انتظار منع
جوہر کہلین جو عشق مجازی کو واعظو — جائز ہزار بار رہو اور ایک بار منع
منسوخ حکم حسن سے ہے امر ہین مین — شرع بتان مین جبر درست اختیار منع
بہتر بناوسے ہے کہین حسن کم سنی — جائز ہے سادگی تجھے ای گل نگار منع
ہے جام مے علاج مریضان رنج کا — اچھی دوا سے کرتے ہین پرہیزگار منع
آتا جو فاتحہ کو وہ گل ساتھ غیر کے — کرتی زبان شعلہ سے شمع مزار منع

آنکھین دکھائینگے جو نکیرین اے منیر
کر دینگے اک نظر مین شہ ذوالفقار منع

ردیف عین معجمہ

کیا ہو خزان مین خاطر تر مردہ داغ باغ
بلبل دہی پھول حزین بد دماغ باغ

کرتا ہے کیون حدیقۂ رخ سے دماغ باغ
تحصیل بوستان سے تو پای فراغ باغ

بلبل کو فصل گل کی خزان مین نہین خبر
طاؤس کے پرون سے لگائے سراغ باغ

تیرے قدم کے فیض سے پای شگفتگی
اے گل کلی کلی نظر آتی ہے باغ باغ

ہر ایک گل کی بو ہین ملجاے بلبلو
پاے دماغ یار سے اپنا سراغ باغ

فصل بہار جاتی ہے اندھیر ہو گیا
مفلس کے گھر کیطرح ہوا بیچراغ باغ

ہر گل بتا رہا ہے گذرگاہ کا پتا
دیتا ہے نقش پاے بتان کا سراغ باغ

شاکی ہے کس کے ظلم سے فصل بہار مین
نکلا ہے دن کو لالہ کے لیکر چراغ باغ

معدوم ہون جو پھول ترے رخ کے سامنے
خوشبوے عطر سی بہی نپای سراغ باغ

لالہ کے پھول نذر دے تم رات کو جو آؤ
دروازے سے نکل کے دکھاے چراغ باغ

خواہش ہواے کوچۂ جانان کی پھر کری
پھیلے لگائے نکہت گل کا سراغ باغ

دیکھی جو رات کو قد رانداز یان تری
بندوق شاخ گل سے اڑاے چراغ باغ

ہر نیک و بد نہال ہے فیض عمیم سے
کانٹے ہرے بھرے گل و فصل باغ باغ

سنبل کے پاس لالہ و گل بے سبب نہین
کچھ ڈہونڈہتا ہے رانکو پیش چراغ باغ

سنسنے مین دیکھلی دہن تنگ اگر ترا
ہر غنچہ پھول پھول کے ہو جای باغ باغ

کیا لکھنو سے آئی ہے ابکی برس بہار
ہے موتی جھیل نہر چمن عیش باغ باغ

اندھیر ہے خزان مین کہان جاے عندلیب
کہدو کہ رکھدے راہ عدم مین چراغ باغ

تمنے دل رقیب جلایا تو کیا کیا
ایک پہلجہری کو چھوڑ کے پھر تی ہو باغ باغ

چھلا اگر نصیب ہو اُس گل کے ہاتھ کا
گل کہانیسے پیئے کسیدن فراغ باغ

بے نور تیرے حسن سے ہو نرگس چمن
آنکھون مین پانی اُترے جو ہو تر دماغ باغ

کیونکر خوشی منائے عروس بہار کی
بلبل کے پھولونسے نہین پاتا فراغ باغ

بے مغز ہے خزان مین ہر اک شمیم گل
رکھتا ہے عطر بھر نیکو خالی دماغ باغ

خودگم ہے اسقدر کسی گلرو کی ہجر مین
اپنا ہی آپ پا نہین سکتا سراغ باغ

عالم بسا ہے نکہت گلہای داغ سے
کیا ناک لیکے ہم سے کریگا دماغ باغ

جاؤ جو شب کو سیر گل و لالہ کے لئے
دستی دکھائے شاخ گل تر چراغ باغ

کیا دور ہے کہ خندۂ گل سے ہو در دسر
پیدا کرے جو عشق مین ضعف دماغ باغ

عشاق داغدار کی گلگشت کرتے ہین
پھرتے ہین پھول والون کی میلی مین باغ باغ

لازم نہین ہے نعرۂ مستانہ بلبلو
شیشہ سے بھی زیادہ ہے نازک دماغ باغ

بلبل کیطرح صحبت گل سے نہ جی بھرے
ہو باغ باغ تو بھی کہے جای باغ باغ

پھر کلمہ گو بنے مرے رشک مسیح کا
پہلے گل فرنگ سے اصطباغ باغ

اُس بت کے پھول پنجے کی خواہش اگر سنے
گلہای ترکے سانچے مین ڈھالی ایاغ باغ

اُس ماہ کو جو لالہ و نرگس پسند آئین
سمجھے ہر ایک پھول کو چشم و چراغ باغ

آنکھین چُرائے دیدۂ میگون کو سامنے
ہر پھول کی بغل مین چھپالے ایاغ باغ

ابتک ازل سے فرق گل و خار ہی سو ہے
کب کہو سکا دورنگی طوطی و زاغ باغ

کیا بزم میکشان مین چمن کو نظر لگے
گل شیشہ شکستہ ہین خالی ایاغ باغ

اک گل سے ترک خندۂ بیجا نہو سکا
کہتا ہے ما علینا الا البلاغ باغ

پائے جو ظرف کیف شراب بہار سے
ہر پھول کی کٹوری کو سمجھے ایاغ باغ

بہتر مریض چشم کو ہے آخر الدوا
لالے کے بدلے دی گل نرگس کو داغ باغ

میخانہ بہار ہے برہم ترے بغیر
بے مے ایاغ گل ہے مے بے ایاغ باغ

گلچین فیض روضۂ مولا ہے اے منیر
سیر جنان سے غنچۂ خاطر ہو باغ باغ

ردیف فای معجمہ

کہکشان طول مین ہے ای گل عنا موباف
شملہ مہر سے پُر زر ہے سنہرا موباف

بادشاہونکے لئے چاہئے زرین مندیل
کھولدے جعد مسلسل سے زریکا موباف

قاضیٔ چرخ نے پایا یہ عمامہ کیونکر
کوٹھے پر بھول کے چھوڑ آئے ہو تم کیا موباف

اسکی خوشبو سے مریضونکو شفا ہوتی ہے
تیری چوٹی مین ہے دستار مسیحا موباف

چوٹی لپٹی ہے تری کینچلی کے لچکے مین
سانپ کیواسطے بجلی ہے سراپا موباف

تیری چوٹی کو بناتا ہے چھڑی پھولونکی
چاہتا ہے کبھی کلیان کبھی چنپا موباف

شرم سے تارون بھری رات چھپی جاتی ہے
کس پریرد کی ہے چوٹی مین بنت کا موباف

گانٹھ لی مین تری چوٹی نے بلا مین لاکھون
میری نظر و نمین ہے جعد شب یلدا موباف

جعد سنبل ہے تری موسم گل مین چوٹی
عشق پیچان کی ہے بیل اے گل رعنا موباف

کوئی آئیگی شہنشاہ ختن پر آفت
جھاڑ و تار یسے زیادہ ہے رو پہلا موباف

شفق صبح کی اطلس بھی نہ لینا اے مہر
نہین رکتا ہے بتانے کی تمنا موباف

آفتاب رخ پر نور کسی سمت رہے
سایہ کیطرح ترے پیچھے ہے کالا موباف

نافۂ مشک ہو ہر ایک صدف سے پیدا
آپ دہلوائین جو اپنا لب دریا موباف

مثل خورشید ضیا بار ہے سر کا تعویذ
ہے کمند فلک مہر زری کا موباف

اسکے صدقہ سے ہو مشاطہ کو لطف معراج
اے پری عرش کی زنجیر ہے گویا موباف

چوٹی گندھوا کے بھی افسردگی خاطر ہے
تو سن ناز کو کرتا نہین کوڑا موباف

کہنچکے کندھتی انھین اُس حور جنا نکی چوٹی
مشکین کستا ہے پریزادونکی گویا موباف

حد سے بڑھکر بھی مناسب نہین اونچی چوٹی
سر چڑھے گا تری اے سرو تمنا موباف

اِسکی سرخی نے بہار اور دکھائی ایماد — ہنگیا ہے شفق شام تمنا مو باف
کفِ افسوس ہی ملتے ہے ہم دیوانے — خوب دل کھول کے اُس چوٹی سے لپٹا مو باف

کشش باطن آشفتہ دکھائے جو مسیح — مو کشان لائے تجھے اے گلِ رعنا مو باف

ردیف قاف معجمہ

ہے داغ دل کو زلف پریشان سے اتفاق — اِس چاند کو ہے شام غریبان سے اتفاق
جب ناک بھون چڑھائے تو کیا لطف اختلاط — بوسے کو چاہیے لب و دندان سے اتفاق
مصروف خوش لباسیون مین ہے حضور — ہم بھی کرینگے دست و گریبان سے اتفاق
اک رات سے زیادہ نہوگا کبھی سیاہ — سرمہ کرے تو نرگس فتان سے اتفاق
تا حشر انکے ربط مین ممکن نہین خلل — ہے بیکسی کو گور غریبان سے اتفاق
سچ ہے کہ جنس چاہتی ہے اپنی جنس کو — کالی بلا کو ہے شب ہجران سے اتفاق
رنگ ثبات کا جو ہوا گلرخون کو شوق — مہندی کرے گی خون شہیدان سے اتفاق
ملتا نہین ہے ایک پری کا غبار راہ — آنکھین کرینگی کحل سلیمان سے اتفاق
بخت سیہ کے ہاتھ سے پیتے ہین خون دل — ہے اِس شفق کو شام غریبان سے اتفاق
دل کو عبث ہے نالۂ آتش فشان سے ربط — قمری کو کب ہے سرو چراغان سے اتفاق
کسطرح دل سے اُنس ہے رفتار یار کو — کب ہے ہوا کو شمع شبستان سے اتفاق
رکھتی ہے پردہ وحشیون کا خاک راہ یار — ہے رخت گرد کو تن عریان سے اتفاق
چھوٹے جو عشق دل کو تو گھیرے بلائے حرص — آسیب کو ہے قالب بیجان سے اتفاق
دو دو نمین کنگھیون کے جگر چاک ہوگئے — راس آئے کسکو زلف پریشان سے اتفاق
لو ذات کیطرح انہین کیونکر نہ کہائے — رکھتی ہین گالیان لب جانان سے اتفاق
دشمن عبث ہین قطرۂ ناچیز کے حضور — شبنم کو بھی ہے مہر درخشان سے اتفاق

اقبال ہو بلند تو دل پہونچے اُنکو پاس — ہر داغ کو نہین مہ تابان سے اتفاق
اکبار مفلسون کو نہ ملجاے گنج زر — چیونٹی کو زہر ہے شکرستان سے اتفاق
جلنے سے ربط رکھتے ہین کاہیدگان عشق — خاشاک کو ہے آتش سوزان سے اتفاق
بوسون کی آرزو مین تاسف مدام ہے — مدت ہوئی کہ ہے لب و دندان سے اتفاق
نامرد بھاگ جاتے ہین رنج قلیل سے — ہے درد سر کو شیرنیستان سے اتفاق
زلفین وہ دیکھنے نہین دیتے تو غم نہین — آنکھین کرینگی خواب پریشان سے اتفاق

اب چلکے دیکھئے نجف اشرف اے منیر
واجب ہے خدمت شہ مردان سے اتفاق

ردیف کاف مہملہ

یکتاے عصر و عالم فاضل جناب رشک — علامہ و محقق کامل جناب رشک
اُستاد شاعران جہان سید جلیل — محتاط و عابد و متوکل جناب رشک
آئینۂ محاسن دینی و دنیوی — مجموعۂ تمام فضائل جناب رشک
سرگروہ اماجد و عبّاد روزگار — سرخیل اصفیاء افاضل جناب رشک
اُردو و لغات قاعدۂ فن شاعری — طے کر چکے تمام منازل جناب رشک
سب مین مجلدات ضخیمہ تمام کین — تصنیف کی جو ہو گئی مائل جناب رشک
دیوان تینون مصحف اعجاز نظم ہین — رو کر چکے ہین جادوے بابل جناب رشک
کی کربلا مین ہند سے ہجرت جو آپ نے — جاگیر خلد کر چکے حاصل جناب رشک
سوے بہشت حضرت ناسخ روان ہوے — جب ہو چکے افادہ کے قابل جناب رشک
ناسخ تھے آفتاب سپہر کمال کے — برج علوم کے مہ کامل جناب رشک
تصحیح مین ہین رشک گروہ معاصرین — تحقیق مین ہین فخر اماثل جناب رشک
شاگرد ہین امن ہین اُستاد بنیظیر — حل کر گئے ہین عقدۂ مشکل جناب رشک

کیونکر نہ میری قدر زیادہ ہو اے منیر
سمجھا گئے تمام مسائل جناب شک

تقریریں مختلف ہیں مگر بولتا ہے ایک
باجے ہزاروں بجتے ہیں لیکن صدا ہے ایک

بے مثل ہے تجلی نور محمدی
روشن ہے شمع انجمن ماسوا ہے ایک

دنیا کے دام کید سے چھٹنا محال ہے
الجھائے سب کو رکھتی ہے یہ بیسوا ہے ایک

کثرت گواہ وحدت پروردگار ہے
اعداد بھی پکار رہے ہیں خدا ہے ایک

اول بھی اپنی خاک ہے آخر بھی خاک ہے
جو ابتدا ہے ایک وہی انتہا ہے ایک

شمع و چراغ آئینہ و برق و مہر و ماہ
جلوے ہیں لاکھ رنگ کی جلوہ نما ہے ایک

سنبل ہے کیا بلا جو کرے اس سے ہمسری
لاکھوں ہیں پیچ کر نہیں زلف دوتا ہے ایک

تم حکم دو تو شرک سے وحدت ہو آشکار
بت بھی زبان حال سے کہدیں خدا ہے ایک

بیماریاں ہیں اور طبیب عشق اور ہے
عیسا سے پوچھ لو مرض لادوا ہے ایک

دل سے ہو ماسوا میں صدائے اذان بلند
لاکھوں میں ہم پکار رہے ہیں خدا ہے ایک

سب کے لئے ہو نزع کی تلخی کم و زیاد
دنیا میں سیکڑوں ہیں بایں مزا ہے ایک

وحدت سے ہو مراد وجود و شہود میں
توحید کے مباحثہ سے مدعا ہے ایک

کوئی غریب کا نہیں اللہ کے سوا
ناآشنا ہزاروں ہیں پر آشنا ہے ایک

تیرا وصال چاہتے ہیں شیخ و برہمن
ایجاں مدعی ہیں بہت مدعا ہے ایک

نالاں ہیں غیر آہ ہے میرے گلے میں بند
سب ساز بولتے ہیں نے بے صدا ہے ایک

اڑتی ہے خاک قیس کے پیچھے ہماری خاک
روز ازل سے دشت جنوں کی ہوا ہے ایک

قبروں کی راہ جاتے ہیں دار فنا میں لوگ
دروازے سیکڑوں ہیں مگر آسرا ہے ایک

کس پر کرم کرے تری تلوار دیکھیے
سایہ کی آرزو میں ہیں لاکھوں ہما ہے ایک

اللہ رے مصور قدرت کی صنعتیں
تصویر آب و آتش و خاک و ہوا ہے ایک

اکسیر ہو کہ خاک ہو مٹی کے مول ہے — مرنے کے بعد رتبہ شاہ و گدا ہر ایک
دیوِ شبِ فراق سے اللہ ہی بچائے — آسیب کیا بلا ہین یہ کالی بلا ہر ایک
نیرنگ عدل کہیے قاتل کے عہد مین — سرخی خون ناحق در رنگ حنا ہے ایک
جسم تبان مین ٹھیک ہے پیراہن جمال — لاکھون پہننے والے ہین یار قبا ایک
ممکن نہین مقام گذرگاہ دہر مین — رخصت ہوا ہے ایک گرا باندھتا ایک

انصاف سے میر ذرا دلمین غور کر
سب ہین بھلے زمانہ مین تو ہی برا ہے

سخت جانیکی مصیبت سہی موت آنے تک — زندہ در گور رہے خاک مین ملجانے تک
کنگھی چوٹی سے بلا آئی ہماری سر پر — سیکڑون پیچ پڑے زلف کے سلجھانے تک
سر کے بل آتے ہین اس راہ کے آنے والے — نقش پا ایک نہین کعبہ سے بتخانے تک
چھوڑ کر جائے تو میرا ابھی مردہ دیکھے — جان ٹھہری ہوئی ہے تیرے ٹھہر جانے تک
جا بجا لشکر وحشت کے کھڑے ہین پہرے — عقل و ہوش آنہین سکتی ترے دیوانے تک
ابھی جوبن نہین دیکھا کسی عاشق تن نے — روشنی شمع کی پہونچی نہین پروانے تک
دست و پا ہو گئے بیکار تو کیا ڈھر کا ہے — دل مرا دوڑ رہا ہے ترے کاشانے تک
اسے پری ہے جو یہی دست درازی ہے — نوبت آجائیگی انگیا کے مسک جانے تک
سلسلہ جوش جنون کا ہے اسی سے برپا — بیڑیان توڑینگے ہم زلف کے بل کھانے تک
آپ ہی یار گلا کاٹ کے رہ جائینگے — نوبت آنیکی نہین آپ کے فرمانے تک
بے اجل کرتے ہین بیجان یہ بتان ظالم — ہم نہین بچنے کے اے موت ترے آنے تک
بے حجابی مین نہ انگیا نہ دوپٹہ ہوگا — سارے پردہ ہین فقط آپکے شرمانے تک
بے کلیجی نہین آفاق مین ایسا کوئی — دل رہا سینہ سپر زخم جگر کھانے تک
زندگی تک ہے فقط حسن جوانیکی بہار — رنگ بو ساتھ ہے پھر پھول کے مرجھانے تک

آپ کو دور زمانے سے یہاں تک کھینچا — ایک پری اُڑ کے نہ پونچی تری دیوار تلک
اِس تکلم کی بدولت ہے تجاہل کا لطف — نا سمجھ بنگئے ہین آپ کے سمجھانے تک
ناگوار آنکو نہ تھی وصل کی ہاتھا پائی — نہ پھٹا دل نہی انگیا کے سکجانے تک
اب تو روٹھے ہوے جاتے ہو مگر یاد رہے — خواب ہو جائینگے ہم تمکو خیال آنے تک

رحم اُس مست کی اوقات پر آتا ہے منیر
پاس ہو کر جو پہونچا نہو میخانے تک

ردیف کاف فارسی

کیونکر شکار حسن نہ کھیلین یہانکے لوگ — پریون کو پھانس لیتے ہین ہندوستانکے لوگ
گنج لحد مین سوے نیکے مشتاق کیون نہون — جاگے ہین ساری رات کی بزم جہانکے لوگ
شرع وفا مین سجدۂ شکرانہ ہے یہی — پتھر سے سر پٹکتے ہین شہر بتان کے لوگ
آپس مین ایک دوسرے سے آشنا نہین — زیر زمین بھرے ہین الٰہی کہان کے لوگ
زنار سی ہے کم رگ جان جسکے سامنے — بندے ہوے ہین اُس بت نامہربان کے لوگ
تا چند جائین سوے عدم ساکنان دہر — یارب کبھی یہان بھی تو آئین اُن کے لوگ
جا کر تری گلی سے پھریگی جو سیل اشک — پوجین گے پاؤن قاصد آب روان کے لوگ
نان جوین کو ترک نکرے مذاق زہد — دیتے ہین لقمہ لذت کام و زبان کے لوگ
باغ جہان سے جاتے نہین جانب بہشت — ناحق طمانچہ کھاتے ہین باد خزان کے لوگ
مٹی کے پتلون کو نہین زیبا تلاش جاہ — طالب عبث ہین دہر مین نام و نشان کے لوگ
میراث دودمان جنون ہے برہنگی — باہر ہین اپنے جامہ سے اس خاندان کے لوگ
پھر شوق آب تیغ مین بیتاب ہین شہید — مرتے ہین شہر زندگی جاودان کے لوگ

اپنی خبر لے اورون سے کیا کام اے منیر
کس کا زمانہ کونسی بستی کہان کے لوگ

ردیف لام مہملہ

جامع اضداد ٹہرا عشق مین اے یار دل
تم ہو دل فولاد دل دیوانہ دل شیدا دل

منہ چھپائے زیست سے کاش اے بت خونخوار دل
مانگے تیغ ناز سے اک زخم دامنداردل

اسقدر مشتاق سونے کا شب ہجر ہمیں ہے
خواب مرگ آئے تو سمجھے دولت بیدار دل

جب وہان زخم سے ملنے کو آتی ہی ہنسی
سنگ غم سے کہینچتا ہی سامنے دیوار دل

حسن سے کیون بڑہگیا رتبہ مین عشق کے
تیری آنکہونسی زیادہ ہوگیا بیمار دل

پہوٹ آپس مین پڑی ہی خوب فیض عشق سے
جان سی بیزار رہین ہون مجھسے ہی بیزار دل

قبر کے پہلو مین بھی اُسکا سمانا ہی محال
بل بے مرینگی خوشی کیا ہوگیا طیار دل

جان دی سر پہوڑکر سنگ ملامت کیلئے
شیشہ مے کی جو اے واعظ سنے جھنکار دل

زخم کے منہ کو زبان اپنی جو دے پیکان تیر
دست بوسے کیلئے مانگے لب سوفار دل

قبرون سے اپنے دفینون کو نکال اے شور حشر
قہرمان عشق کا ہے مخزن اسرار دل

۲ کیا الہ آباد کے احباب یاد آئے منیر
کیون ہوا بیتاب بسمل کی طرح اکبار دل

رہے اوردن سے گنجفہ کا کہیل
جان پر کہیلتا ہے اپنا کہیل

تیری گردش سے کون بچتا ہے
اے فلک ہے یہ چرخ پوچا کہیل

ہیچ ہے عشق لیلی و شیرین
ایسی گڑیان ہین لڑکپنو کا کہیل

بچے ہین مہد عشق بازی مین
ہمکو رونا ہنسی تڑپنا کہیل

کہیلتی ہین ہماری سرپریان
کیا طلسمات ہے جنون کا کہیل

آنکہون کو قتل عالم ہے
شعبدہ دل لگی تماشا کہیل

یاد ہمکو انہین فراموشی
بس یہی آ جنگ نہ بہولا کہیل

رنج و غم ہمکو شغل تنہائی
چہیڑ انکو فساد فتنہ کہیل

روزِ بے پر کی اُڑتی ہوا یہ جہان — تیری تکل بنی ہے طرفہ کھیل
گولیان کھیلتا ہے یارون سے — خوب سیکھا ترا پینچہ کھیل
نقش کن کھینچکر مٹائے کون — زیب دیتا ہے تجکو تیرا کھیل
طفلِ نادان نے پردہ کھولدیا — عشق سمجھی تھی کیا زلیخا کھیل
چھینٹے دیتے ہین آپ پر یونکر — نہین کھیلے یہ شاہ دریا کھیل
ابتک اک پاؤن سے کھڑے ہین ہم — کھیل آئے چمن مین تم کیا کھیلا
بند کرتے ہین آنکھین طفلِ سرشک — منہ دکھانا نہین تمہارا کھیل
کسطرح کھیلتی ہے سر پر موت — سیکھین تیشہ سے کوہکن کا کھیل
صورتِ آسمان چکر کھاؤ — بالے پن مین نہ کھیلیو بوڑھا کھیل
کھیلے چھلا چھپول اُن سے کون — نہ کھلائے کہین انگوٹھا کھیل
پائیان لائین حورین طوبی کی — کھیل دیکھے وہ سروِ زیبا کھیل
چاندنی مین تری کنڈی کو — دور کرآئے سب مین اجلا کھیل

فکرِ دنیا ہے دوستون کو منیر
دل لگی کیمیا ہے عنقا کھیل

ردیف میم

کبھی باہر نہوئے ایک قبا سے ہم تم — مل کے باہم رہے تا تیر دوا سے ہم تم
عقل پہر مانگتے درگاہ خدا سے ہم تم — ہوش کی پہلے دوا کرتے دعا سے ہم تم
میل اب چاہتے ہین بادِ صبا سے ہم تم — وہ بھی کیا دن تھے کہ لڑتے تھے ہوا سے ہم تم
مل نہین سکتی یہان شرم و حیا سے ہم تم — مانگ لین کوئی جہان اور خدا سے ہم تم
دیکھ لین انجمنِ نکہتِ گل کا عالم — باغ مین پہلے چلین بادِ صبا سے ہم تم
نذر مانی ہے جو ملجائینگے نوچندی مین — پھر نہ منہ پھیرین گے درگاہ خدا سے ہم تم

وارث عشق ہین ہم حسن کے وارث تم ہو
خون فرہاد کا بدلا لین قضا سے ہم تم

ماسوا ہین نہ کسی پر خبر وصل کھلی
پردے منگوائین گے درگاہ خدا سے ہم تم

دل تمہین کعبۂ ابرو ہو مبارک ہمکو
کس لیے بحث کرین قبلہ نما سے ہم تم

مدۃ العمر ملے رہتے ہین کیونکر دو دل
آؤ دریافت کرین اہل وفا سے ہم تم

بیخودی سے کوئی بہتر نہین خلوت خانہ
چل بسین اسمین الگ خلق خدا سے ہم تم

دیکھہ لیگا جو کوئی جامہ سے باہر ہوتے
منہ چھپانیکے بھلا کسکی قبا سے ہم تم

نقد دل نقد صفا دونو بچالین ساتھی
باندھکر ہاتھہ ملین زود حیا سے ہم تم

گرمیان دیکھہ کے شبنم کی گلونسی سرعام
پانی پانی ہوے جاتے ہین حیا سے ہم تم

عالم دلمین نہین ہے گذر پست و بلند
بچ کے بہا گین نظر ارض و سما سے ہم تم

ہاتھہ آئی ہی نہ تھی منزل وصل ابدی
سیدھے آپہونچے یہان راہ وفا سے ہم تم

خاک پر بیٹھے ہوے دیکھتے ہین عرش کی سیر
قرض لین ہمت عالی فقرا سے ہم تم

حرم و دیر سے کیا طالب وحدت کو غرض
کس دوراہے مین گئے راہ خدا سے ہم تم

بھولکر بھی جو اٹھاوینگے حجاب آپس کے
ڈھکے منہ روئینگے پھر کس کی قبا سے ہم تم

کہین شیشہ کی پریکو یہ چھپا آئے ہین
اندنون خون بط مے کے ہین پیاسے ہم تم

چھوڑکر قالب خاکی جو نہین روح لطیف
پھر نہون دست بغل کہنہ قبا سے ہم تم

نقل شیرینی تقریر کہان ملتی ہین
لین تبرک یہی درگاہ خدا سے ہم تم

لوٹ لائی ہے عروسان چمن کا جوبن
چین لین نکہت گل باد صبا سے ہم تم

پردہ عاشق و معشوق رہے حشر کیدن
مانگین خلعت یہی دربار خدا سے ہم تم

آبرو کھوکے گوارا ہے کسی ہستی ہو گی
ہاتھہ دہو بیٹھین کہین آب بقا سے ہم تم

بانٹ دین میکدہ مین نقد حیات جاوید
چھین لین عمر ابد آب بقا سے ہم تم

سلطنت چھوڑ اٹھے نشہ مے کی خاطر
دہوپ مین بھاگ گئے ظل ہما سے ہم تم

ساتھ ہی ہوگئی جو بات نکالی منہ سے — کبھی پیچھے نہ ہے تیر دعا سے ہم تم
یہ وہ حربہ ہے سپر جسکی نہین دنیا مین — دم چراتے ہین عبث تیغ قضا سے ہم تم
نام روشن ہو شبستان جہانمین تا حشر — شمع منگوائین مزار شہدا سے ہم تم
دم مین جا پہونچین اگر منزل مقصود ہو دور — سیکڑون تیز روی تیغ قضا سے ہم تم
ہمہ تن وصل کے دن رنگ بدل جائیگا — عید کو ہونگے بغلگیر قبا سے ہم تم
دل وحشی کے بکھیڑے سے جو ابکی چھوٹے — پھر نہ الجھینگے کسی بے سر و پا سے ہم تم
کہتی ہے روح طبیعت سے بدنمین گھٹکر — کیا شکنجے مین ہین تنگی قبا سے ہم تم
حشر تک فرق نہو عالم یکرنگی مین — عہد نامہ لکھین خون شہدا سے ہم تم
اور دن سے مانگ کے دیتا ہے زمانہ کیا کیا — نعمتین پاتے ہین کشکول گدا سے ہم تم
کس کے قابو مین بھلا دیکھین یہ شے آتی ہے — شرط بد بد کے کرین ربط و وفا سے ہم تم
دو قدم چلکے رہ شوق مین بس اڑ نکلے — منزلون آگے ہین نقش کف پا سے ہم تم
دل و جان بنکے رہے جامۂ تن کے اندر — کبھی باہر نہوئے ایک قبا سے ہم تم
چمن دہر مین اک وضع سے جی گھبرایا — مانگ لین رنگ تلون امرا سے ہم تم
آبرو پاگئے لیکن نہ دیا نفس کو نی — پانی پی پی کے رہے خون کے پیاسے ہم تم
اور تدبیر نہین نقش کشی کی کوئی — تیغ کین مانگ لین جلاد قضا سے ہم تم
بار احسان سے تن پر جائین کہان کی دولت — ہڈیان اپنی بچاتے ہین ہما سے ہم تم
چمن وصل رہی باد خزان سے محفوظ — پھول چن لائین مزار شہدا سے ہم تم
شہر الفت مین نہین عالی و سافل کا فرق — کیا غرض ہے جو وہین ارض و سما سے ہم تم
گریۂ و آہ سے بیزار نہون وصل کی شب — جیمین ہے میل کرین آب و ہوا سے ہم تم
کس جگہ نقد دل و دین یہ چرا رکھتا ہے — آؤ تحقیق کرین زود خفا سے ہم تم
دیکھ لینگے جو ہوا عمر ابد پر قابو — زندگی ہے تو سمجھ لینگے قضا سے ہم تم

منفرت کی تمہین ضد ہمکو گنہگاری کی
باز آئینگے نہین عفو و خطا سے ہم تم

صاف ہو کر رہے محفوظ نگاہ بد سے
نظر آتے نہین اغراض صفا سے ہم تم

سر توحید کہلے فرق تعین نہ رہے
آؤ دل کھول کے ملجائین خدا سی ہم تم

کشش شوق کو کیون جمع کیا باطن مین
اڑ گئے ہوتے اس آندہی مین بلا سے ہم تم

فائدہ کیا جو دبستان کدورت مین رہین
سبق صلح پڑہین اہل صفا سے ہم تم

چھوڑ کر جامۂ تن پائی کفن کی پوشاک
بند ہے گٹھ مین نکلتی ہی قبا سی ہم تم

دیکھین اب کون کرے دعوی عالی ظرفی
توڑ آئے ہے گلرنگ کے کاسی ہم تم

جسطرح ہو سکی تحصیل سعادت کرلین
کھول لین خط اثر بال ہما سے ہم تم

کہتے ہین نزع مین ہمکلمہ سے نہ نکلے کلمہ
ابکی بولین جو کسی اہل ریا سے ہم تم

کیا شب وصل کے جاگے ہوے تھے نام خدا
حشر کو بھی نہ اٹھے خواب فنا سے ہم تم

ہوگی دونونکو کسی اور ہی قاتل کی تلاش
نہ سنین قتل کی لذت شہدا سی ہم تم

بے نیازی بھی کسیکو نہ تھا آئی ہے
ہین خدائی کے طلبگار خدا سے ہم تم

جو تمہین ڈہونڈہنے جاتا ہے ہمین پاتا ہے
ہوگئی اور ہی کچھ مشق وفا سے ہم تم

خضر توفیق جو پہونچائے وہان مثل مسیح
پھر نہ آئینگے کبھی کرب و بلا سے ہم تم

آشفتہ دل سے زلف ہو زلف دوتا سی ہم
آسیب سے زیادہ بلا ہے بلا سے ہم

دل کو غبار یار سے دل سے ہمین غبار
رو پوش آئینہ سے صفا ہے صفا سی ہم

دیکھوگے تم کبھی تو محبت کی آنکھ سے
امیدوار تم سے وفا ہے وفا سی ہم

زندہ رہے فراق مین کسطرح منہ دکھائین
شرمندہ تیرے منہ سے حیا ہے حیا سی ہم

تجھسے ہو نام ہستی موہوم کا نشان
زندہ تیری بقا سے فنا ہے فنا سی ہم

بیگانہ وصل اس سے ہی ہم وصل سے الگ
نا آشنا اثر سے دوا ہے دوا سے ہم

ملتے ہین اُس سے ہم جو کوئی یار سے ملے
اُس بت سے ہمکنار قبا ہے قبا سے ہم

راہِ وفا مین ہین تن و جان سے بڑھے ہوئے
مٹی سے آگے آگے ہوا ہے ہوا سے ہم

دونون مین کون کر سکے اپنی برابری
دل سے شکستہ زلف ہے زلف رسا سے ہم

یارون مین کھل کے اپنی تمنا ہوی خفیف ۴
آمین سے ذلیل دعا ہے دعا سے ہم

جو اُس سے فیض پائے اُسی سے ہین مستفیض
خوشبو چمن سے باد صبا ہے صبا سے ہم

تقصیر ہم سے ہوگئی درگاہ عفو تک
محفوظ مغفرت سے خطا ہے خطا سے ہم

شرماتے ہین ہوا اس سے یہ ہم سے کشیدہ ہے
پردہ سے تنگ اُنکی قبا ہے قبا سے ہم

زندان سے چھٹکے آئے ہین کس کو عزیز ہون ۴
ہر شے سے ناپسند قضا ہے قضا سے ہم

تقدیر اُس سے مانگ کے دیتی ہے خلق کو
منعم سے مستفیض گدا ہے گدا سے ہم

دیوار قصر یار کے ممنون کیون نہون
سایے سے فیضیاب ہما ہے ہما سے ہم

رتبہ نہ پوچھو بادۂ خم غدیر کا
خوشنودی میکشون سے خدا ہے خدا سے ہم

جب سے ترا محیط کرم آشنا ہوا
بیگانہ معصیت سے سزا ہے سزا سے ہم

مرقد سے سالکان محبت کو کیا غرض ۴
اس راستہ سے دور سرا ہے سرا سے ہم

غصے کے ساتھ غم ہے تو ہم غم کو کھا ہین
مخلوط زہر سے یہ غذا ہے غذا سے ہم

ناراض ہو زمانہ تو پروا نہین منیر ۴ ۴ ۲
راضی بلا کشون سے خدا ہے خدا سے ہم

ردیف نون مع

بال سلجھانے کے بہانہ سے قدم لیتے ہین ۴
[illegible] ہونے کے بہانہ سے قدم لیتے ہین

خواب مین آنکی اُس بت سے قسم لیتے ہین ۴
[illegible] بگڑی ہوئی بنجائے تو ہم لیتے ہین

ٹھوکرین کھانیکو جھک جھک کے قدم لیتے ہین ۴
[illegible] سر مول ترے سر کی قسم لیتے ہین

پیر ٹھہرتے نہین جو راہ عدم لیتے ہین ۴
جانیوالے کہین اس راہ مین دم لیتے ہین

اُن سے اقرارِ شبِ وصل کے ہم لیتے ہین
ہندوؤن سے حلف سے چوٹی کی قسم لیتے ہین

آپ کیون قتلۂ محشر سے قسم لیتے ہین
وہ قدم آپ کے لیتا ہے کہ ہم لیتے ہین

کب ترے ہجر مین آرام سے دم لیتے ہین
سانس لیتے ہین تو دل تھام کے ہم لیتے ہین

سخت ہین دامنِ سایل نہین بہتا کوئی
جھولیان بھر کے ثوابِ اہلِ کرم لیتے ہین

رتبۂ عشق کوئی حسن کے دل سے پوچھے
پاؤن ہم پوجتے ہین آپ قدم لیتے ہین

ہمکو منظور ہے وصفِ لبِ دندان لکھنا
قطعی یاقوت کی ہیرے کی قلم لیتے ہین

قبر مین سونے دے اے شورِ قیامت ہمکو
ایک مدت کے تھکے ماندے ہین دم لیتے ہین

کون سوتا ہے یہان نیند کسے آتی ہے
خواب مین دیکھنے کی کیون وہ قسم لیتے ہین

مہندی ملکے وہ چلتے ہین کچھ اس رنگ کی جان
جتنے خونخوار ہین جھک جھک کے قدم لیتے ہین

چین لیتے ہین رقیبون سے تصور اُن کا
چوری کا مال یونہین سخت مین ہم لیتے ہین

کس مسیحا سے تمنائے ہم آغوشی ہے
کروٹین قبر مین کیون اہلِ عدم لیتے ہین

کہین تقصیر کسی سے ہو سزا مین پاؤن
کوئی اقرار کرے مجھسے قسم لیتے ہین

آنکھون پر رکھتے ہین اتری ہوی مہندی عاشق
جو ترے پاؤن پڑے اُسکے قدم لیتے ہین

ایک بوسہ وہ اگر دیتے ہین سر کے بدلے
لاکھون مین کہدین کہ ہم لیتے ہین ہم لیتے ہین

فاقہ مستی مین تعلل نہین جاتی اپنی
قرض ملجائے تو پیمانۂ جم لیتے ہین

شادیِ وصل مناسب نہین ماتم خانہ مین
عرش ملجائے کرایہ کو تو ہم لیتے ہین

حسن کی آڑ طلب کرتے ہین یوانہ حسن
سایۂ بال پری آڈ مین دم لیتے ہین

اے خدا یاد کیا ملک عدم مین کس نے
ہچکیان نزع مین کس واسطے ہم لیتے ہین

پختگی وصل کے وعدے کی بھلا کیونکر ہو
منہ کی کہتے ہین اگر سر کی قسم لیتے ہین

مرتے دم بہر خدا اک کو پکارین کیسے
آپ کا نام اسی منہ سے تو ہم لیتے ہین

نقد یکے عبث ہم نے جنون مول لیا
یہ وہ سودا ہے اِسے مفت بھی کم لیتے ہین

۱ قتل کرکے مری تو قبر پر آتی ہین حضور — خون ناحق کے زمانہ سے قسم لیتے ہین
۲ سینہ پر صبر کی سل رکھکے دباتی ہین اسے — آج بدلا دل بیتاب سے ہم لیتے ہین
۳ خواب غفلت مین بھی ہم ہاتھ لگانے نہ دیں گے — غل مچاتی ہین چھری ہم جو قدم لیتے ہین
۴ کس نے تیرا شجر عشق لگایا دل مین — سانس اکھڑی ہوی کس واسطے ہم لیتے ہین
۵ وہم ہے جنس بلا کوئی نہین لیتا ہی — دل سے آواز یہ آتی ہے کہ ہم لیتے ہین
۶ سالک منزل مقصود ہین رکنا کیسا — پاؤن اٹھ جاتے ہین رستے مین جو دم لیتے ہین
۷ سسکیان بھرتے ہین گھبرا کے اچھل پڑتے ہین — کوئی چٹکی جو کبھی ران مین ہم لیتے ہین
۸ ٹھیس سے شیشہ بریزنہ چھلکے کیونکر — دل و کہسار کی قسم لیتے ہین
۹ داغ دل درد جگر کاہش جان رنج فراق — جو ملے آپ کی سرکار سے ہم لیتے ہین
۱۰ ڈھونڈتے پھرتے ہین سرمایہ صبر و آرام — خانہ دل کی تلاشی یہ صنم لیتے ہین

۱۱ دیکھنے ہین شاہ ولایت کی سواری جو منیر
ابھی ہم قنبر و دلدل کے قدم لیتے ہین

۱۲ چھپکے اس بت کی چاہ کرتے ہین — دل مین چوری سے راہ کرتے ہین
۱۳ نزع مین واہ واہ کرتے ہین — کیون مسافر سے راہ کرتے ہین
۱۴ ہمکو عادت ہوئی تغافل کی — اس طرف کیون نگاہ کرتے ہین
۱۵ کیا کہون حال روسیاہی کا — توبہ توبہ گناہ کرتے ہین
۱۶ زندہ در گور کرتے ہین یہ بت — خاک پتھر سیاہ کرتے ہین
۱۷ چاندنی مین جلاؤ یون ہمکو — خاطر لے رشک ماہ کرتے ہین
۱۸ دیدہ و دل پھنساتے ہین مجھکو — دشمنی غیر خواہ کرتے ہین
۱۹ کالے تیرون کی پڑتی ہے بوچھار — سرمہ دیکر نگاہ کرتے ہین
۲۰ دیدہ و دل کی کچھ نہین سنتے — فیصلہ بے گواہ کرتے ہین

تیر مارین کسیکو کہانے کوئی
جھکی بہکی نگاہ کرتے ہین

زندہ در گور ہین تری خاطر
مردون کو ہم گواہ کرتے ہین

کہ رہے ہو پڑو جہنم مین
کچھہ تمہارا گناہ کرتے ہین

طالع زشت کا ہو منہ کالا
یہ مجھے روسیاہ کرتے ہین

پیچھے جاتے ہین دیکھنے کے لیے
آنکھین ہم فرش راہ کرتے ہین

جان دینے سے کب پھرے عاشق
برطرف کیون سپاہ کرتے ہین

اِس طرف دیکھکر ذرا کہیئے
آپ کس سے نباہ کرتے ہین

مر کے بھی ہے فقیرون کی صحبت
تکیہ کو خواب گاہ کرتے ہین

کہدیا تم سے دل لگی کیسی
لو سنبھل جاؤ آہ کرتے ہین

مالک اپنا علی بہادر ہے
شکر فضل الٰہ کرتے ہین

سب سے بیہودہ گو ہمین ہین منیر
لوگ کیون واہ واہ کرتے ہین

دونون عالم کی سیر کرتے ہین
دم مین جیتے ہین دم مین مرتے ہین

پھر وہ مہندی سے ہاتھ بھر لیں
پھر سر دست خون کرتے ہین

سب سے باتین چھپکے کرتے ہین
نور کا بادلا کترتے ہین

کیون اُترتا ہے ہر گھڑی پہونچا
کسکے دل پر وہ ہاتھ دھرتے ہین

لاکھہ دھمکائین کھینچکر تلوار
مرنے والے کسی سے ڈرتے ہین

آپ زندہ سمجھتے ہین کس کو
جان دیتے ہین ہم تو مرتے ہین

دل و جان آنکھون پر تصدق ہین
صدقے بیمارون پر اُترتے ہین

موت کا انتظار کون کرے
دیکھہ لو ہم بن آئے مرتے ہین

تارے گن گن کے کاٹون آخر شب
موتیون سے وہ مانگ بھرتے ہین

جمع کرتے ہین کس کے ہوش و حواس
بال بکھرے ہوے سنورتے ہین

صاف ہوتا ہے آنچ سے سونا
نشہ مین اور بھی نکھرتے ہین

بیڑیان توڑتے ہین دیوانے
بال گوندھے ہوے بکھرتے ہین

تیرے دریاے حسن سے ایجان
دو حباب آج کل اُبھرتے ہین

کیا مذی تھی زبان بوسے کی
آپ کس منہ سے اب مکرتے ہین

رنگ کیونکر جمے شہیدون کا
سنتے ہین وہ لہو سے ڈرتے ہین

شوق زیور مین کیا سنے میری
بالیان پہنے کان بھرتے ہین

عشق پاتا ہے حسن کا رتبہ
زرد ہو ہو کے ہم نکھرتے ہین

زندگی ہے تو ہم دکھا دینگے
اس طرح مرنیوالے مرتے ہین

بے دہن ہو کے اسقدر دعوے
آپ کس منہ سے بات کرتے ہین

موت کا روز سامنا ہے منیر
ایسے جینے پر آپ مرتے ہین

عدم کو بھیجین مجھے سبکو پائیمال کرین
کسیکو راہ بتائین کسی سے چال کرین

بلا سے ہم ہوے بیجان وہ کیون ملال کرین
ہمین کو روئین جو اپنا تباہ حال کرین

پری جو شیشہ مین اُترے تو کیا ملال کرین
بغل مین تم ہو تو کس بات کا خیال کرین

ہمارے خون سے خنجر اگر نہ لال کرین
ہمین کو گور مین گاڑین ہمین حلال کرین

کسی درخت کے سایہ مین بال سجھائین
مری بلا سے جسے چاہین وہ نہال کرین

ہمارے واسطے وہ بنگئے ہین چوپٹر باز
ہمین سے رنگ اُڑائین ہمین سے چال کرین

اگرچہ ہین مندی تو خون دل دیدون
حضور کس کے رو رو کے آنکھین لال کرین

بغیر آئے کہے جان دین یہ کیا معنے
قضا کو منہ نہ دکھائین جو انتقال کرین

یہی ہے خیر کہ تر چھی نظر سے غافل ہین
چہری جو پائین تو ہمکو ابھی حلال کرین

کریم بھی ہے غنی بھی ہے ایکذات اُسکی
سبھی فقیر ہین کس سے یہان سوال کرین

وہ کون کون ہین جو جان دینے آئے ہین
حضور دل مین ذرا سوچین ذرا خیال کرین

چلن بتون کے عجب طرح کا نکالا ہے
کسی سے چال کرین مجکو پایمال کرین

دکھائین آپ جو عالم فریب حسن اپنا
خدا ہی جانے کہ کیا کیا سب احتمال کرین

خفا ہون جو کوئی آپ کو کہے یوسف
حضور خواب مین یکبین ادہر خیال کرین

نجا ئینگے ترے دوازے سے نجا ئینگے
فقیر اور کسی کے کہین سوال کرین

تمہارے کوچہ مین یکبین بہار کی آمد
نئی بہشت مین نوروز ابکی سال کرین

خدا کیواسطے انصاف کس سے چاہونین
قصور غیر سے ہو مجھسے کیون ملال کرین

عیان ہے جنبش ابرو سے ذبح کی نیت
پڑہی پھری اسے کیسے دیکھئے حلال کرین

یہ جانتے ہین وہی ایک دینے والا ہی
خدا سے پائین کسی سے اگر سوال کرین

نوین برس ہی مین جوبن نکال لین پورا
جو ماہ چاردہ سے بیس ہون کمال کرین

نہین پسند انہین گردن سے سر جدا کرنا
حرام موت مرون کیون جو وہ حلال کرین

بھرے ہین میرے سراپا مین خار غم لاکھون
ابھی تو جھک کے قدم لون جو پایمال کرین

تمہارے ہاتھون کی مٹی نہو نصیب مین
اگر غبار کدورت سے کچھ ملال کرین

عبث عبث ہوے موقوف عاشق آگھونگے
برائے نام تو بیمارون کو بحال کرین

نگاہ لطف ہے درکار اگر نہین تو نہین
حضور خوش ہین ہم سے اگر ملال کرین

لگاؤ عاشقون کو جتنے تیر بہتر ہے
کئی ہزار زبانون سے عرض حال کرین

ہوا کے گھوڑے پر آئے ہین کیا کہو کوئی
سواری آپ جو روکین تو عرض حال کرین

نظر پڑی شب وصل مین چاندنی تا صبح
جو چاندرات کو غرہ نہین کمال کرین

جو درد سر کی خبر سنکے وہ چلے آئین
ہزارون شکر کے سجدے شب وصال کرین

غلام سر جو تصدق کرین تعجب کیا
حضور ذبح کرین تو بڑا کمال کرین

نجانیو کہ اثر جذب مین نہین باقی | وہین کہو چلے آو جہان خیال کرین

اگر زمانہ ہمین اے منیر فرصت دے
تو نظم ہم بھی غزل کوئی حسب حال کرین

نام کو سب ہین مگر صاحب نشان کوئی نہین | اس جگہ تقدیر لائی ہے جہان کوئی نہین
خوابمین لپٹا ہی کس سے جان جان کوئی نہین | دیکھہ آنکھین کھول کر ایدل یہان کوئی نہین
قصد جانبازی جو کرتا ہو نہین انکے ساتھ | ہنس کے کہتے ہین یہان خواہان جان کوئی نہین
سچ تو ہے وہ جلوہ گر ہو کس کے دلمین اے فلک | واقعی اس چاند کے قابل کتان کوئی نہین
ہم جہین فرقت مین اے زاہد خدا کا نام لے | جان کسکی ہے اگر وہ جان جان کوئی نہین
جسکے دلمین دیکھئے حرص و ہوا کا ہے ہجوم | غیر سے خالی مکان اے جانجان کوئی نہین
گالیان تا چند بس بس کہ اٹھینگے ہم بھی کچھ | چپ پے ہو للہ ایسا بے زبان کوئی نہین
گور تک جانیکو کب ہی راہبر کی احتیاج | اے جرس خاموش ہو رہ کاروان کوئی نہین
وہی جو کبھی مین اذان جاکر تو یون آئی صدا | کسلئے فریاد کرتا ہے یہان کوئی نہین
آنکھ ہاتھون جلد اپنا فیصلہ ہو جائیگا | اب سوا تیغ اجل کے درمیان کوئی نہین
قصرے کرتے ہین یہ بت بوسہ نہ دینے کیلئے | کہنے کی باتین ہین ایمن بیدہان کوئی نہین
خالی آنچل ہر دوپٹے کی نظر آتی ہین کیون | اندنون تیری گرہ مین نقد جان کوئی نہین
پردیسیے اب تو نکل آو خدا کے واسطے | آپ سی باہر ہوا مین بھی یہان کوئی نہین
گالیان بوسہ تو کیا حسرت ہی آدہی بانکو | غیر ہی سب کچھہ ہین کیا یہ نیم جان کوئی نہین
دل لگی کی راہ سے جو چاہین فر مائین حضور | دوست بندیکا نصیب دشمنان کوئی نہین
شہر خاموشانمین نو وارد کی مٹی ہی خراب | بات کرنیکو بھی پیش میہمان کوئی نہین
کہڑکیان بھی بند کین میرے جلانیکے لئے | منہ دکہانیکی جگہ ایجان جان کوئی نہین
بیخودون کے سامنے لازم نہین اتنا حجاب | بے تکلف کیون نہین ہوتے یہان کوئی نہین

جسکو دیکھو جانتا ہے آپکو بالائے عرش
تخلیہ ہے اور زیر آسمان کوئی نہیں

چشم باطن سے تو دیکھو کرم ہر بازار حسن
غافلو یوسف سے خالی کاروان کوئی نہیں

چاہ ان یوسف جمالوں کی ہیں معلوم ہے
جسمیں ہم ڈوبے نہوں ایسا کنواں کوئی نہیں

بارہا رہ گئے تھک کر ہزاروں شہسوار
ہمعنان تو سن عمر رواں کوئی نہیں

زندگی بیماری ہوئی ایسی کہ سب کر دیا
دیکھو اے موت ایسا ناتواں کوئی نہیں

کس کے گھر مہمان ہوں دنیا میں آکر اے منیر
سب مسافر ہیں یہاں صاحبمکاں کوئی نہیں

لائے ہے داغ ای باد صبا ملتا نہیں
باغ عالم میں دل بلبل ہمارا ملتا نہیں

آئینہ میں عکس کا بھی اب پتا ملتا نہیں
آشنا ایسا کہ صورت آشنا ملتا نہیں

ہر کسی سے ہر کہیں ہمکو پتا ملتا نہیں
سارے عالم میں وہ عالم آشنا ملتا نہیں

موت ہمکو بیخودی میں ڈھونڈھتا پھرتا تھا کل
ایسے ہم کھوئے گئے جسکا پتا ملتا نہیں

آئینہ کو اوس پری کا عکس اور کر لیگیا
جب سے وہ دلمیں رہا دل کا پتا ملتا نہیں

میرے منہ سے سنکر ذکر وصل ہیں خفا ہوتے
اگئی منہ میں زبان اب بھی مرا ملتا نہیں

ہجر جانا میں ہے ناممکن علاج درد سر
کس کا کیجیے کہ یہی صندل کا پتا ملتا نہیں

بعد میرے میت کے کیجے جو خواہش دل کی
آگ اندر کو اب جو کھاتا نہیں پانی پیتا

جان جب تک ہے تن میں ہجر کے کسے صدمے
ہوتے کل کو پیالے سنکھیا کا پیا ملتا نہیں

اے فلک یاران رفتہ ڈھونڈھتا پھرتا ہوں
جاتے ہیں جا کہیں لیکن نقش پا ملتا نہیں

کر دیا پرتو اوس رخسار کی خورشید نے
آئینہ میں میری صورت کا پتا ملتا نہیں

[illegible]
رہ گیا کوئی مجھ سے ہوا ملتا نہیں

[illegible]
[illegible]

عشق سا [illegible] ہوگا نہیں مشوق اگر
[illegible]

خط پیشانی پر کے مضمون اسمین شاید نظم ہین
بیت ابروئے بتانکا مدعا ملتا نہین

۳ تاج مین تو نے چرایا اسقدر اپنا بدن
غیر آدم سونے کا پتلا تر ملتا نہین

۴ انتہا دیکھی شب طولانئے فرقت کی بھی
دوسرا زلف معنبر کا سرا ملتا نہین

۵ یار نازک ہین ہون لاغر وصل کیونکر ہو سکے
وہ کمر ملتی نہین میسر آکلا ملتا نہین

۶ کاسۂ دل گم ہوا کیونکر پیئین یارب شراب
آج روزی کا ہمارے ٹھیکرا ملتا نہین

۷ ڈھونڈھتے پھرتے ہین سب اوسکو ادھر اور کیدھر نہین
چاند نی نکلی ہے پر وہ مہ لقا ملتا نہین

۸ خشک دعوت کی تو کیا چاٹ بھی ہو سکتی ہی ہو
روکھی پیکی مہربانی مین مزا ملتا نہین

۹ سائلونکو جام جم دیتے ہے جو عالی دماغ شہ
اونکو اب بھر گدائی ٹھیکرا ملتا نہین

۱۰ رات کو غیرون کو بوسے صبحدم میرے لئے
مجکو اس باسی مٹھائی مین مزا ملتا نہین

آنکھین سی دیتے ہین اپنے گھر مین بلوا کر حضو
دل تو ملتا ہے مگر بہید آپ کا ملتا نہین

کس طرح اشعار مین باندھون مضامین خاق
ضد کے مارے قافیے سے قافیہ ملتا نہین

دل جو پہلو مین نہین تو فرماتے ہین وہ
منہ تو دیکھو اپنے گھر مین آئینہ ملتا نہین

کنگھی کی محتاج زلفین میرے سر کے ہی ہوئین
کیا دل صد چاک کیلئے دوسرا ملتا نہین

بچھنے مین چھاتیان چھونے سے کیا حال ہوا
سچ یہ ہے کچے پہلوان مین کچھ فرا ملتا نہین

۱۳ کر رہے ہین سلطنت اپنی سیہ روزی مین ہم
بوالہوس کو سایۂ بال ہما ملتا نہین

۱۴ کیا ہوا نو دولتونکو ہے فروغ ظاہری
شعلون سے ڈھونڈھتے ہین فروغ ملتا نہین

لکھنؤ مین بیچین خط کیونکر صبا کو لے مصحفی
مدتون سے قاصد باد صبا ملتا نہین

۱ کب ہمارے ابر اشک سے جنگل ہرے نہین
پھر ہی ہون کی کان کے پتے ہرے نہین

۲ دل کیسونکو دیکھ کے آہین بھرے نہین
کیا غم ہے جان جائے بلا سے ڈرے نہین

۱۵ پختہ مزار ہے کے وہ مجھسے ڈرے نہین
انگیا کی پان زرد ہین اتو ہرے نہین

ہو کر سبک زمانہ مین معتبر کبھی نہین
سر پر مکان لے گئے ہین مقبری نہین

وہ نزع مین بھی دیکھ کے ہمکو ڈری نہین
کہتے ہین کیا غضب ہے ابتک مرے نہین

جام و سبو شراب ہی اکثر چھلک پڑے
کیا چیز ہین یہ دل کہ ابھی تک بھرے نہین

مردار جانکر نہین کرتے ہین حلال
اب بھی کہے رقیب ہم اوپر مرے نہین

گلہائے داغ دلمین فقیرونکو دیتے ہو
بچکول اپنے مالیون کی لو کرے نہین

احسان کیون اوٹھائین جناب مسیح کا
جینے کے واسطے تو ہم اوپر مرے نہین

اللہ رے شریک ہین بندیکے خون مین
کس کس کے دامن اپنی بھی مین بھرے نہین

اعجاز حسن کا ہے نہ کیون جان دی کوئی
ایسا مسیح ہو تو زمانہ مرے نہین

کنگھی کے دانت منہ سے نکل آئے بارہا
ہم تیرہ بخت زلف سیہ سے ڈرے نہین

کچھ خیر ہے یہ ضبط نہو کا کسطرح
دل ٹوٹ جائے آنکھ مین آنسو بھرے نہین

روتے ہین نالہ کرتے ہین مسکن کی یاد مین
ذکر وطن ہے دیس کے یہ داد رے نہین

نشہ مین اوسکو چھیڑتے ہو کوئی پر اوسے
پیر مغان و پیر فلک سنورے نہین

بچپن کی شوخیون نے بہادر بنا دیا
ہندی سمجھ کے میرے لہو سے ڈری نہین

پونچین خدا تک اہل زر و مال کسطرح
کہولی نہ کیون ہو راہ کہ ساتھی کری نہین

کیا خاکسار خاک سے ہونگے قدر مند
انکو صفِ نعال سمجھیے پرے نہین

حال گذشتہ خوب بتاتے ہین برہمن
تقویم کہنہ سمجھو انہین پر ترے نہین

غم تھا مرے کی چیز سو ہم لوگ پی چکے
کیا کہائے وہ جنین کے جو پر مرے نہین

جوش جنون ہمیشہ ہے دلہا ی چاک مین
شیرو نسے خالی ایک گھڑی بیخری نہین

کیون سیری ہڈیان تمر کیلون کو ہون حرام
مردار ہین وہی کہ جو تجھ پر مرے نہین

پردو نسے چشم حور و پری کی نفیس ہین
ایجان مین سکھ کہ تری چادرے نہین

اللہ وہ سمینٹین قیامت کے بورئے
جو حصیر فقر و فنا پر مرے نہین

مٹی ہے اپنی مردہ دلونکو خاک گور — کیا چیز ہین یہ جسم اگر مقبرے نہین
فقرے سے جان لیتے کو فرماتے ہین مجھے — مرنے کو روز کہتے ہو اتنک مرے نہین
تم گاتے ہو تو بیچ مین کیون بولتے ہین غیر — باتین کچھ اونکی ٹھہریونکے انترے نہین
کہتے ہین سن کے میری لحد دیکھ کے صدائے آہ — ہم جانتے ہین آپ ابھی تک مرے نہین
شکستہ حالے رندان ہی دیدنی — یہ جام جم ہین میکدی کے سہیکری نہین
نالی نہین ہے کوئی ہمارا کہ جس سے لے — پہلے ہی تیرے شیفتہ ہین مسری نہین
یہ کیا ہمارے ہین سنبل باغ بہشت کے — اے بت ہماری دہونیونکی ٹہیکری نہین
غم ہو کہ کامیابی ہمون کہلاتا ہے ہمین — کس منہ سے ہم کہین کہ ترے واسطے نہین
بوسہ جو مانگتا ہون تو انکار کیون کرین — نظر و نیاز لوگ بہانے ہی ہین ری نہین
سر پھوڑتا ہون جب سے ولی سنتے ہین — مجھپر خدا کسیواسطے کوئی مری نہین
دور فلک مین ہے پہ محبت بہ خوبرو — یہ نیلی کاہ مہر کیا کوچرے نہین
کہتا ہے میرے منہ کی صلہ کہانیان — خواب و خیال جو ہون یہ ماجرے نہین
گذرے بلند و پست سے بس دنکی عمر مین — سچ منزلی نہین ہین یہان بچدری نہین
ہر دل مین رہتے ہین مگر آتے ہین نظر — ہر جائے آپ کیون ہین اگر بیگہری نہین
درویش ہر کجا کہ شب آمد سرائے اوست — زلفون کی بالون کو کہین بستر ے نہین
دیر و حرم مین ہو کہ کسی دل مین جلوہ کر — گہر کیون نہین ہے تاتے اگر بیگہری نہین
ابتر ہین دلجلون کی صفین تنگ فتنہ سی — سطر خط شکست سمجھیے پرے نہین
قصر بلند یار سے مستی ٹپکتی ہے — قلقل شراب کی ہین کنکرے نہین
دیتے ہین قاصدونکو ٹکا سا جواب صاف — کوڑی وہ دین فقیر کو ایسے کرے نہین
لکڑی کیطرح خشک ہی رستم بھی خوف سے — اے بت تری پہکیت کے پتری نہین
اے ترک آب تیغ کی کائی لگی ہے یہ — ہو مہہ زخم میرے بدن کی ترے نہین

پہچانے کون نبض دلِ بیقرار کی
سینہ پر رکھے ہاتھ ہوں نبضِ دہر میں

چوری کی ہے یہ بات کہیں غیر سن نہ لیں
لے لے کی سسکیاں نہ کہو ہائے ری نہیں

مدت ہوئی کہ بے سر و پا ہیں تری فقیر
سنکیے اگر نصیب ہوئے بستر سے نہیں

نقادوں کی حضور عبث پڑتی ہو صفیر
مضمون کچھ تمہاری غزل میں کہری نہیں

دم دیدۂ تم تو جانتے ہو پر ہم میں دم کہاں
عیسے بھی بن کی آؤ تو دم بھر میں ہم کہاں

کہا کہا کے ٹھوکریں تمہیں سر پر چڑھا لیا
پہونچا ہے ہاتھوں ہاتھ تمہارا قدم کہاں

اے جان تیرے کوچے میں پہنچا خیال ہے
گردش کہاں نصیب کی طوفِ حرم کہاں

اوس بت کی بات میں ہے عنانِ سمندِ عمر
ہمکو خبر نہیں ہے کہ جاتے ہیں ہم کہاں

کہلتا نہیں ہے حالِ وجود و عدم ہمیں
آئے کہاں سے دیکھیے جاتے ہیں ہم کہاں

کس روز اوسنے وعدہ وصلت وفا کیا
کیا ہو گئے وہ قول الٰہی قسم کہاں

شبنم کی ہے نمود فقط قبل آفتاب
ہم ہوں تو تم کہاں ہو جو تم ہو تو ہم کہاں

کچھ شیخ برہمن سے علاقہ نہیں ہمیں
عاشق کہاں کشاکش دیر و حرم کہاں

ہر روز تیرے ہجر میں مرکر جیا کروں
اسدرجہ مجھمیں جان کہاں دم میں دم کہاں

صرف غلط کھیطرح مٹایا نہیں ہمیں
کامل ہوئی حضور کی مشق ستم کہاں

انکھوں کی راہ خانۂ دل میں گذر کیا
حیران ہوں حضور کے آئے قدم کہاں

تو قیس اگر وفا کی نہیں کیا ہوئی جفا
ابر کرم نہیں ہے تو برق ستم کہاں

خط آپ کا ہے خوب زمرد کی قطعہ سے
اہل قلم نے دیکھی ہے ایسی رقم کہاں

پھرتے ہیں خاک اوڑاتے ہوئی دربدر مدام
تاثیر تیری اوڑ گئی اے چشم نم کہاں

سجدے کے بدلے ہمکو لگاتے ہو ٹھوکریں
نیچی کرو نگاہ کہاں سر قدم کہاں

کیا قدر جانے زہر محبت کی بوالہوس
اسکے خیالِ خام میں آتا ہے سم کہاں

ہے تو کہان ہے اور نہین ہے تو کیون نہین
کس شہر مین وجود کرے ہے عدم کہان

ایسے مین راہ دیکھتے ہین جلد آئیے
جب آنکھ بند ہو گئی تو کہان آپ ہم کہان

اے موت ایکدم کے لئے اور رحم کر
شداد پھر کہان ورے باغ ارم کہان

ثابت نہین ہے کاسۂ سر بھی مرا نہین
اے آسمان جام تو باقی ہے جم کہان

پھر ٹھوکرین لگاؤ ذرا بھک کے دیکھ لو
یارون کے سر کہان ہین تمہارے قدم کہان

کشتون کے کھیت کو نہین دیکھا ابھی تلک
اے ابر آج تو نے کیا ہے کرم کہان

خورشید کو وجود سے ذرون نہین جدا
انصاف تو کرو وجہ نہین تم تو ہو کہان

اوصاف خط سبز کے لکھے ہین سب نے طول
قلمین تمہاری پائین گے اہل قلم کہان

سر پھوڑنے کے واسطے پھرتی ہے تلاش
ہوگا نصیب سجدۂ پائے صنم کہان

دل مین خوشی کیواسطے دیتا ہے کیون جگہ
اپنا مکان چھوڑ کے جاتا ہے غم کہان

جز نقد جان یہان نہین کچھ مایۂ بضاعت
عاشق کے پاس کثرت دام و درم کہان

اہل وفا مین کس کو نشان آپ کا ملا
اس فوج مین کسی نے اوٹھایا علم کہان

یاران کہنہ چھٹ گئے تیرے ملاپ سے
تو آگیا بغل مین تو رنج و الم کہان

کہاتے ہین دھوپ حشر مین شاہان روزگار
وہ چتر زر کدھر ہین وہ جاہ و حشم کہان

ہر لحظہ اعتدال پر اپنا مزاج ہے
دیوانے ہین ہمین خبر بیش و کم کہان

باتین ابھی لپیٹ کی وہ جانتے نہین
سیدھی ہے وضع گیسو و تین پیچ و خم کہان

مین مر گیا تو کہتے ہین دم دیگیا مجھے
انصاف آپ کیجئے مردہ مین دم کہان

واجب ہے ممکنات کو خاموشی اے مشیر
پایا کسی نے راز حدوث و قدم کہان

جگر کو اے گل تر داغدار کرتے ہین
ہزار آنکھون سے ہم انتظار کرتے ہین

وہ قتل کرتے ہین ہم جی نثار کرتے ہین
غضب ہے جان کے دشمن کو پیار کرتے ہین

مدام قبضہ مین اونکے شہری انگیا ہے
ہمیشہ سونے کی چڑیا شکار کرتے ہین

بتون کے عشق سے واعظ کسے ڈراتا ہے
خدا کے سامنے کہدین کہ پیار کرتی ہین

شب وصال مین بیجا نہین ترشروئی
چڑہانی شہ غفلت اوتار کرتے ہین

اجل کے بھیس مین شاید یہان وہ آئینگے
تمام عمر سے ہم انتظار کرتے ہین

کسی سے آنکھ ملاتے نہین ہین مست الست
غرور رحمت پروردگار کرتے ہین

خزان ہین تو بہ مے لالہ گون سے اجتناب ہے
ابھی تو خاطر فصل بہار کرتے ہین

جو حساب ہی رحمت تو بیشمار گناہ
حساب کس لئے روز شمار کرتے ہین

کمال کیا ہے اگر جان ناتوان دیدے
عبث حضور تجھے شرمسار کرتے ہین

غبار اس لئے رکھتی ہین دلمین بعد فنا
ہماری خاک کو درپردہ پیار کرتے ہین

پرائی چیز پر اتنا گھمنڈ ہے ہم کو
غرور زندگی مستعار کرتے ہین

وہ ہمکنار ہے جس کی تلاش رہتی ہے
بغل مین یار ہے ہم انتظار کرتے ہین

عدم مین آئے ہین دنیا سی ہم کرکے رب
کرم قدر غریب الدیار کرتے ہین

منیر فضل الٰہی سے ہم تصور مین ثمر
طرافہ برشہ دوانفطار کرتے ہین

بلا تیری زلفون کے کالے ہوئے ہین
یہ وہ سانپ چوٹی کے پالے ہوئے ہین

جدائی کے صدمون کے ٹالے ہوئے ہین
چلے جاؤ ہم دل سنبھالے ہوئے ہین

زمانے کی فکرون نے کھایا ہے ہمکو
ہزارون کے منہ کے نوالے ہوئے ہین

بہت آج شہر کرک سے نزدیک پایا
گلے مین مرے ہات ڈالے ہوئے ہین

چمکتے ہین رہ رہ کے اعضا تمہارے
تجلی کے سانچے مین ڈالے ہوئے ہین

گزند اپنے ہاتھون سے پہونچا ہے ہمکو
یہ سانپ آستینون کے پالے ہوئے ہین

خدا کے لئے دم تو لینے دو مجھکو
ابھی عرش سے پار نالے ہوئے ہین

ترے دل سے اور ترے ہمکنا نہیں ہے — زمانے سے باہر نکالے ہوئے ہیں
نہیں نام کو ان میں بے رحمی مروت — یہ گلرو مرے دیکھے بھالے ہوئے ہیں
کسی نے تو پردے سے جھانکا ہے انکو — کئی دن سے آنکھیں نکالے ہوئے ہیں
ڈراتے ہو تم تو کہ مژگان سے کسکو — یہ بچے مرے دیکھے بھالے ہوئے ہیں
نہیں اعتبار ایک دم زندگی کا — ازل سے قضا کے حوالے ہوئے ہیں
نکل عابثین کے بل جو قبا میں آئے — بہت آپ جوبن نکالے ہوئے ہیں
کیا کعبہ دل میں گہرا ن بتوں نے — یہ کافر ہی اللہ والے ہوئے ہیں
ہزاروں کو تہہ سرفروشی کے دھوکے — تصدق فدا ہونیوالے ہوئے ہیں
ہم اونکو کریں سجدہ قدرت خدا کی — بہت ایسے بت دیکھے بھالے ہوئے ہیں
بغل نکیہ اونکے ڈراتے ہیں مجکو — یہ دو گرگ یوسف کے پالے ہوئے ہیں
مے ناب پیکر بھی کورے بچین کے — طلب کیوں نہ ہو تی پیالے ہوئے ہیں
کبھی کا ہے کو دل لیا تھا کسی نے — زمانے سے آپی نرالے ہوئے ہیں
بناوٹ سے روئی ہیں غیرونکی آنکھیں — صفا آبچہرے پہ چھالے ہوئے ہیں
ذرا منہ تو دھو آئیے آپ پہلے — ترے آبرو پہ یہ دھبے ہوئے ہیں
کہاں تیرہیں جالی کے پردے سے بلکیں — ذرہ پوش چاند نکالے ہوئے ہیں
ذرا تا توانون کے دیکھو لفافے — لباس اونکی کمزوری کے ہوئے ہیں
چمن میں خزان نے نئے گل کھلائے — ہزارونکو جینے کے لالے ہوئے ہیں
نہ چٹکیاں دل میں دیکھو نہ چھیڑو — کئی دن سے ہم نم آلے ہوئے ہیں
خبر لینے اونکی بلا بھی نہ آئی — نصیبوں [illegible]
نہ لپٹو رقیبوں سے نشہ میں دیکھو — بہت آپکو ہم سنبھالے ہوئے ہیں
لگاتا ہے منہ بعد غیرون کے مجکو — تو بوسے جھوٹے نوالے ہوئے ہیں

مئے ناب کا رنگ لائے ہین جاڑے
گلابی تمہارے دو شالے ہوئے ہین

دکھانے کو دست تاسف نہ ملئے
انہین ہاتھونسے دلمین چھالے ہوئے ہین

بس اب غیر کے ہاتھ سے ہاتھ کھینچو
بڑی دیر سے دل سنبھالے ہوئے ہین

بڑے بول کا ہضم کرنا ہے مشکل
پہاڑا اپنے منہ کے نوالے ہوئے ہین

عطا اوسکی ہے ایک پر یہ مقدر
یہان داغ باغون مین لالے ہوئے ہین

عبث دون کی ہمسے لیتا ہے گردون
کسی چاند کے ہم بھی ہالے ہوئے ہین

جنون مین بدن کاٹے کھاتے ہین اپنا
ہمین اپنے منہ کے نوالے ہوئے ہین

فلک پر حسینون کی جاتی ہین تانین
خوش آوازون کے بول بالے ہوئے ہین

ہم آواز ہین عیش و غم دونون لیکن
ترانے یہ ٹھہرے وہ نالے ہوئے ہین

ذرا آئینہ مین تو منہ دیکھہ رکھیو
بڑے آپ دل لینے والے ہوئے ہین

میر اب رہ حق مین لغزش نہ ہوگی
ید اللہ مجکو سنبھالے ہوئے ہین

سب رتری ملوا جو چلجائے تو جانین
تقدیر زمانے کی بدل جائے تو جانین

پلکون کی محبت کا خلل جائے تو جانین
یہ پھانس کلیجے سے نکل جائے تو جانین

آنکھون کی محبت نہین پیغام اجل ہے
بیمار ترا اب کی سنبھل جائے تو جانین

پھیلا رہے ہین اہل ہوس دام محبت
قینچی سی زبان آپ کی چل جائے تو جانین

پہنچ جائے اگر کوئی گرے بام فلک سے
گر کر تری آنکھونسی سنبھل جائے تو جانین

ہر چند کہ آوارہ بہت ہے دل وحشی
باہر ترے کوچہ سے نکل جائے تو جانین

وہ زلف ہو کیون کر دل پر داغ کے بس مین
اس سانپ کو طاؤس نگل جائے تو جانین

ہمنے کبھی جوبن کو اوبھرتے نہین دیکھا
بیساختہ آنکیا جو نکل جائے تو جانین

کیا تاب ہے سن لے کوئی فریاد ہماری
نالہ ترے کوچہ سے نکلجائے تو جانین

مانا کہ یہان ایک عجب آئین ہے لیکن
یہ دو پہر آفت کی ہی ڈھل جائے تو جانین

دل ایسے نشانیکو جو چھوڑے تو غضب ہے
تو دیسے ترا تیر نکل جائے تو جانین

زلفون کی محبت ہی وہی بعد فنا بھی
رسی تو جلی آگ مین بل جائے تو جانین

مدت ہوئی کاشانۂ دل مین ہی ترا دھیان
اس گھر سے یہ مہمان نکل جائے تو جانین

اے صبح شب ہجر ابھی شام ہے کوسون
بہلانے سے دل آج بہل جائے تو جانین

آہون سے دل یار پسیجے تو مزا ہے
ایسا کوئی پتھر جو پگھل جائے تو جانین

ہے شہر آفاق بہت جرأت رستم
کو چھین ترے پہلے پہل جائے تو جانین

اے آتش مے یون تو ترے ہم نہین قائل
رنگ گل رخسار ادبل جائے تو جانین

اے شاہ سواران جہان پیک اجل سے
آگے فرس عمر نکل جائے تو جانین

تو منتظر دنیا کو سمجھہ مزرع عقبے
برباد اگر تخم امل جائے تو جانین

دیو شب فرقت سے ہوا ضعف مقابل
یہ کوہ گران کاہ سے ٹل جائے تو جانین

یون دیدہ میگون کو نہین ماننے کی مست
پیمانہ سے آنکھہ ادن کی بدل جائے تو جانین

دعوت کی بہانے سے تو کل لای تہی انکو
ایدل تری دال آج ہی گل جائے تو جانین

سو بار بلائے شب فرقت سے بچے ہین
انکی اگر آئی ہوئی ٹل جائے تو جانین

قائل نہین ہم لاکھہ ہون گال آپکی چکنے
اپنی نگہہ پاک پہسل جائے تو جانین

رہتا ہے وہان دور حیات ابدی کا
کوچہ مین ترے پیک اجل جائے تو جانین

دل کے تو خریدار نظر آتے ہین لاکھون
چٹکی سے کلیجا کوئی مل جائے تو جانین

پیمانہ دل لیکے یہان آئے تو زاہد
میخانہ سے کورا جو نکل جائے تو جانین

آئے دو منیر آئے اگر فصل بہاری
ہان نخل تمنا کبھی پھل جائے تو جانین

گر لب بوسۂ لب کہا کے فدا ہوتے ہین
حق نعمت سے نمکخوار ادا ہوتے ہین

سادگی مین بھی پریزاد بلا ہوتے ہین
بت ترشنے نہین پاتے کہ خدا ہوتے ہین

کمسنی مین بھی پہنساتی ہین تونکی زلفین
بال بڑھنے نہین پاتے کہ بلا ہوتے ہین

حسب حالے نہ نوشتہ شدہ ایامے چند
واہ واہ ایسے ہی ارباب وفا ہوتے ہین

دلکو برباد عبث کرتے ہین ہم دیوانے
یہی کعبہ ہے کہ بت جسمین خدا ہوتے ہین

بوسہ کے ذکر پر اور ہی ہوے تیور اونکے
اب کوئی دم مین بگڑتے ہین خفا ہوتے ہین

اختلاط اور وفا نے دیکھا نہین جاتا ہردم
یہی گرمی ہے تو جان باز ہوا ہوتے ہین

دور رہکے کیجے بڑھا لیتے ہین اپنی توقیر
ہمسے اوڑا وڑکے پیزار دہما ہوتے ہین

راہ حق سے نہین ارباب ہوس کو مطلب
کہین مرغان ہوا قبلہ نما ہوتے ہین

آبرو کھوکے چھڑاتے ہین جو اپنی دیہے
دہوے دیانے وہی ارباب صفا ہوتی ہین

حشر برپا کرین ناولون سے تو کچہ بات نہین
جانہنے والے مرجان بلا ہوتے ہین

ایکدن بھی نہ مرے دست طلب تک پہونچے
نام کو گیسوے شبرنگ سا ہوتے ہین

داغ دل کو جو سمجھتی ہے حقیر اے بلبل
گل تر ڈال کے ٹوٹے ہوے کیا ہوتی ہین

بندگی کعبہ و بتخانہ کو کرتے ہین سلام
ایسے بھی بندہ درگاہ خدا ہوتی ہین

کہین خالی نہ سمجھنا فقرا کے خرقے
انہین کے بھیس مین مردان خدا ہوتی ہین

بلیہی کونسے دل مین وہ کرین گے جلوہ
ادہر آئینہ ادہر گال صفا ہوتے ہین

شمع بنتے ہین کبھی آپ کہین شمس و قمر
ابتدا ایجاد نئے نام خدا ہوتے ہین

ہاتہ دوڑانے مین ایسا بید طولے ہی ہین
عرش پر ہون تو وہین دست دعا ہوتی ہین

کوئی کیا جانے یہ اولی ہی شرارت اونکی
دل جلانیکے لئے مہر و لقا ہوتے ہین

سو جہان ایسے اگر خوان کرم پر بیٹھین
کہین خالی طبق ارض و سما ہوتے ہین

یہ خبر مرگ مفاجات سے کہدے کوئی
ہمسے بچر گئی وہ ہمسے جدا ہوتے ہین

کس لئے کرتے ہین برباد جلا کر یارب
آگ ہوتے ہین پر و نہ ہوا ہوتے ہین

مشق حیرت سے بنے ہمہ تن آئینہ — کہئے ایسے بھی کہیں بے سر و پا ہوتے ہیں
ہر طرف سے چلی آتی ہے اونہیں کی آواز — سب کے پردے میں وہی نغمہ سرا ہوتے ہیں
پھوٹتے پھرتے ہیں غیر اپنے پھپھولے دل کے — مفت بدنام ترے آبلہ پا ہوتے ہیں
تیغ ابرو سے ابھی ذبح کریں بسم اللہ — یہ بھی کچھ بات ہے جس پر وہ خفا ہوتے ہیں
ہمہ تن گوش ہیں اور دو کی لئے اے بلبل — میری قسمت سے یہ گل ناشنوا ہوتے ہیں
کعبہ و دیر کو برباد حسینوں نے کیا — بت ہی ہوتے ہیں یہ کافر نہ خدا ہوتے ہیں
درد دل کیا نہ گیا حوصلہ جنوں تک اپنے — کس مرض کی یہ پرزا دوا ہوتے ہیں
ہے اب اک جور وہی حیلہ فردا باقی — پیشگی وعدے رقیبوں سے وفا ہوتے ہیں

کیوں نہ قربان جناب شہ مردان ہو منیر
وقت مشکل میں یہی عقدہ کشا ہوتے ہیں

خیال قد میں رو کر تیری ہستی کیا سمجھتی ہیں — تجھے اے صبح محشر ہم کف دریا سمجھتے ہیں
ٹہرتے ہو تو شمع طور سر تا پا سمجھتے ہیں — رواں ہوتے ہیں جاری نور کا دریا سمجھتے ہیں
تلذذ دوستان یا بندۂ دنیا سمجھتے ہیں — نصیب دشمنان نادان مجھ کو کیا سمجھتے ہیں
کلیجے میں کھٹکتا ہے مسالا پر زر انگیا کا — جسے تم گوکھرو کہتے ہو ہم کانٹا سمجھتے ہیں
ہماری دل کی دشمن ہے نگاہ مست ایساتی — چھری کے نیچے ہر دم گردن مینا سمجھتے ہیں
ہمارے خون دل کے ہوتی قشقہ لال صندل کا — بتوں کی ماتھے بدنامی کا ہم ٹیکا سمجھتے ہیں
چلی آتی ہے آواز طلب شہر خموشاں سے — وہاں گور کو بھی اہل دل گویا سمجھتے ہیں
نظر آتی ہے کچھ بھی بانکپن کی نوک جس کلمیں — جگر میں چبھنے کے لائق وہی کانٹا سمجھتے ہیں
چڑھا ہے جب سے اوسپر واعظ دیوار جنت پر — سر منبر کو ہم سرمایہ سودا سمجھتے ہیں
تلمع دل میں ہے پیہم کیا رعب ہوسندنشینی کا — تجھے ہم شیر قالی اے سگ دنیا سمجھتے ہیں
شروع قید ہی میں دل ہوا معدوم نظر تیسی — قفس کے قاف کو ہم مسکن عنقا سمجھتے ہیں

شبِ فرقت کو ہمسر جانتے ہین بکھری باتونسے
تمہارے سامنے اوسکو بناہا جوڑا سمجھتے ہین

تنِ لاغر نے زردی رنگ کی کیا خوب موزونی
جو اس سونیکو تولی ہم اوسے کانٹا سمجھتے ہین

وہ سالک کیا جو کوہ غم کو اپنا سدرہ جانے
کسی سے جو نہین رکتا اوسی دریا سمجھتے ہین

نہ پونچھو میکشون سے مرتبہ خشت خم مے کا
فلاطونکی سر پر مغز کا ماتہا سمجھتے ہین

بہت سمجھا کے سر کہایا ہی آنے دی قضا عنکو
تجہی سے پہلے ہم ای خواہش دنیا سمجھتے ہین

جو منعم عقل سے خالی ہو تو محتاج دانش ہی
سر بے مغز کو ہم بہیک کا تونبا سمجھتے ہین

سنا کرتے ہین ہمسے گریہ یاران رفتہ کی
مزار و ہمین جو سوتی ہین انہین دریا سمجھتے ہین

تمہارے جوڑی نے تعویذ پیر کا چپایا ہے
اسے زنگی کی مٹی مین ید بیضا سمجھتے ہین

نہایت کرمسے ہوتے ہین ہماری ناتوانی پر
تن لاغر کو شاید نیم کا تنکا سمجھتے ہین

مصیبت جتنی گذری ہو ہی ہم پر کی آتی ہی
گذشتہ دنکو بہی ہم داخل فردا سمجھتے ہین

بہار آئی ہی فصل گل ہین اسباب اسیری پر
ہم اپنی پیڑلونکو سنبل سودا سمجھتے ہین

نہین بہولا سماتا اوس گل خندانکو نہلاکر
ترے ہنسنے کو ہم خوبی لب دریا سمجھتے ہین

ابہی موجود ہوتا ہون کبہی معدوم ہوتا ہون
وہ ہی بنتا ہون مین بہی وہ مجہ جیسا سمجھتے ہین

رہ حق دور و دراز ہی مجہین ہون ضعف سے ناتواں
ہم اوسکو سات منزل ای دل دانا سمجھتے ہین

تمنی ہے دل بیدار کو فقر بے نوا ہین ہم
حقیقت مین تجہی محتاج ای دنیا سمجھتے ہین

کرین کیونکر فضائے یار عمر مستعار ایدل
پرائی چیز کا دے ڈالنا بیجا سمجھتے ہین

سوا مکین کے یہان پر ترس کوئی نہین کہاتا
شریک اپنا تجہی کو اے غم عقبا سمجھتے ہین

نکاتا ہون جو اپنا ماتہ اوسکی روی روشن کو
چراغ آفتاب حشر مین نکا سمجھتے ہین

ہمین بے پردہ ہون اغیار کا پردہ اگر کہولین
پرائی عیب پوشی کو لباس فاخر سمجھتے ہین

مین ارزان بکتا ہون اے منیر اوسپر نہین لیتے
مجہے چوری کا مال ارباب دنیا کیا سمجھتے ہین

عشق ناحق ہے بتونکی سروپا سے ہمکو
کچھ یہ کافر نہ ملائین گے خدا سے ہمکو

ٹھوکرین کہاتے ہین جس جسکی قدم لیتے ہین
سچ ہے لینا نہین کچھ اپنی وفا سے ہمکو

عین حج مین بھی رہین یاد بھوین اُس بتکی
دو کمانون کی جدائی ہے خدا سے ہمکو

اہل عالم سے ہین محجوب تری چاہت مین
عرق آتا ہے زمانہ کی ہوا سے ہمکو

مہندی کیونکر سطے خون دل عاشق مانگا
سرخرو تمنے کیا اہل وفا سے ہمکو

اپنے جینے سے خفا ہین چمن عالم مین
گل تو کیا چیز ہے لڑنا ہی ہوا سے ہمکو

الفت زلف مسلسل سے رہائی ملجائے
کاش پیٹے کوئی آسیب بلا سے ہمکو

کانپتے ہین نگہ قہر و غضب سے ایسجان
تپ لرز آتی ہے گرمی کی ہوا سے ہمکو

بت محجوب نے در پردہ ہمین مارا ہے
غسل دینا عرق شرم و حیا سے ہمکو

ایکدن آپ سے درخواست وفا کی کرتے
ملتی فرصت جو ذرا شکر خدا سے ہمکو

جسم خاکی سے کبھی روح ملوث نہوئی
آج تک مس نہین اس کہنہ قبا سے ہمکو

مرگ عاشق سے نہ آگاہ ہو وہ رشک مسیح
چینے رہنے نہ کہین دست قضا سے ہمکو

خاکسارین ہین آثار طمع سے محفوظ
پردہ خاک بچاتا ہے ہوا سے ہمکو

غیر و نسے دیکھتے ہین گنجفہ بازی اونکی
کھیلنا ہے ابھی کچھ روز دن قضا سے ہمکو

غیر نہلائین او نہین شرم سے ہم ڈوب مرین
چلو بھر پانی ہے در کار حیا سے ہمکو

آبرو کا بھی کرین سوگ اوٹھاکر احسان
ملگیا رخت سیہ ظل ہما سے ہمکو

قصد وحشت مین جو لی اور بڑہا جوش جنون
ملگیا در خدا داد دوا سے ہمکو

چشم دیدار طلب منتظر فرصت ہے
ایکدن آنکھ چرانی ہے حیا سے ہمکو

نہ کرو ذکر علاج مرض الفت کا
تپ چڑہی آتی ہے کچھ نام دوا سے ہمکو

قیس و فرہاد تو کیا عشق کی لاکھون ہین دوب
واسطہ چاہیے ہر ایک قبا سے ہمکو

دل کے ٹکڑے کیے ظاہر مین تو ضبط کرکر
بو سے خون آنے لگی عطر حنا سے ہمکو

اپنے عاشق سے جو یکرنگ رہے تو ایجان
کوئی باہر نہ گنے تیری قبا سے ہمکو

رخ انور سے ترے صبح بنارس پائی
لگکئی شام اودھ زلف رسا سے ہمکو

آپ حور و نسے بدلتے ہین دوشالا اپنا
زندگی اپنی بدلنی ہے قضا سے ہمکو

کوئی تقصیر بھی کرلین تو بنے بات انکی
بے سبب وہ نظر آتے ہین خفا سے ہمکو

در مخلوق پر اے حرص نہ لیجا للہ تو
منہ چھپانا نہ پڑے دست دعا سے ہمکو

خوب تر دامنون کا آپ نے پردہ رکھا
خلعت عفو ملا مشق خطا سے ہمکو

کعبۂ دل مین ملاقات سے کیون ڈرتی ہے
کوئی پردہ نہین ایجان خدا سے ہمکو

گنجفہ کھیلنے مین سرخ کی پتی نہ چھپاؤ
چور لینا ہے ابھی رنگ حنا سے ہمکو

مدد اے خضر پیخودی دل مدد ے
فکر انجام ڈراتی ہے خدا سے ہمکو

فقر مین غیر سے سائل ہون اگر تیری سوا
خشک روٹی نہ ملے دست گدا سے ہمکو

ہے نصیب انجمن وصل عروج و ساحل
زیست کا لطف ملا فضل خدا سے ہمکو

بخت پاک مین بلوائین اسی سال منیر
یہ تمنا ہے شہ عقدہ کشا سے ہمکو

سر سرو صف مسی مین یہ غزل ہو کہ نہو
نیلگون اے گل تر بحر رمل ہو کہ نہو

دل ہون کا مرے کعبے کو محل ہو کہ نہو
دیکھیے اس نئی دنیا مین عمل ہو کہ نہو

نہ سہی گیسوؤن کا عشق تو سودا ہی سہی
سلسلہ کچھ تو رہے طول امل ہو کہ نہو

تیرے کوچہ مین پڑی روتی ہے شیرین یہ جوئے
باغ جنت مین رواں نہر عسل ہو کہ نہو

بت خورشید لقا کو ہے مرا دوسرا پاس
دو پہر کا کہو عالم مین عمل ہو کہ نہو

ڈر نہین لشکر وحشت نے جو گھیرا ہے
ہم جگہ دل مین تجھے دینگے محل ہو کہ نہو

ہم جنین یا نہ جنین اونکی بلا رحم کرے
خوبصورت تو ہوے حسن عمل ہو کہ نہو

سخت جانی کی ندامت سے موئے خالی ہین
جان جائے کہ رہے اسمین اجل ہو کہ نہو

تو ہی حاکم ہے مرا مانے نہ مانے کوئی
مین دو تہائی تری دیتا ہون عمل ہو کہ نہو

گالیان کیا ہو مین بوسونکی اگر خست ہے
زہر ہی کہا نیکو دو قند و عسل ہو کہ نہو

نالب بام پہونچتی ہی نہین اپنی کمند
پھر ترقی کے لئے طول امل ہو کہ نہو

جادۂ عشق مین اے خضر عبث فرما ہے
تیری قسمت مین خدا جانی اجل ہو کہ نہو

مین جو جاتا ہون تو فرماتی ہین کب لینے ہو
کوئی انصاف کرے طول امل ہو کہ نہو

بوسے ہونٹونکی وہ دیکر ہوی رخصت ایدل
دیکھیے موم سے پھر ربط عسل ہو کہ نہو

بڑھتی ہے سالگرہ غم گھٹانے کے لئے
مختصر عرض کرون طول امل ہو کہ نہو

بانی عشق ہین ہم ظلم کے موجد صاحب
تصفیہ حشر کے دن پہلے پہل ہو کہ نہو

نا امیدی نہین لازم ہمین مرتے مرتے
ابر رحمت ہی ہری کشت امل ہو کہ نہو

صبحدم آنکو فرماتے ہین مین ڈرتا ہون
روز فردا جو سنا ہی وہی کل ہو کہ نہو

جان ہی اپنی گئی شوق نکو کاری مین
آپ ہم کہیت رہی تخم امل ہو کہ نہو

حشر برپا کئے جاتے ہو یہ کیسا اقرار
ہم جبین مانہ جبین دیکھیے کل ہو کہ نہو

تم تو بیکار سمجھکر نہین لیتے مری جان
ملک الموت کو بھی لیست دعل ہو کہ نہو

خلش نشتر مژگان سے یہی کہتا ہی
چین سے قبر مین سونا کوئی پل ہو کہ نہو

جایئے جائے گھر غیر کے رہیے رہیے
دل تو جلتا ہے مرا گرم بغل ہو کہ نہو

ناخن شیر خدا کھولتے ہین عقدہ بخت
مین تو ناچیز ہون مشکل مری حل ہو کہ نہو

جانکتے پھرتے ہین غیرونکو تکلف در سے
آپکی پردہ نشینی مین خلل ہو کہ نہو

روز اول ہی سے دل نذر کئے بیٹھے ہین
یاد ہر چند تمہین عہد ازل ہو کہ نہو

دل جسنے سمجھے چراغ اپنے اندھیری گھر کا
تیرے موباف مین ایسا کوئی تل ہو کہ ہو

بال بکھرے ہین حسینونکے جنون کیون بڑھے
عشقبازونکے دماغون مین خلل ہو کہ نہو

بیٹھ کر آپ سے دیوار نہین اٹھتی ہے
عہد پیرین بہار ضعف کہ پل ہو کہ نہو

بال باندھا وہ اڑاتے ہین نشانہ دیکھین
ناتوان ہم ہوئے طیار رفل ہو کہ نہو

چھاتیان چھونے نہین دیتی ہین ہاتھون ہی مین
پھول کی پائین بلا سے کوئی پہل ہو کہ نہو

جلوہ مہر سے نوروز ہوا عالم مین
اے پری شیشہ مے برج حمل ہو کہ نہو

اسکے سایہ مین کہین عمر کٹے اے قاتل
نخل شمشیر سے حاصل کوئی پہل ہو کہ نہو

روز شنبہ ہمہ زاید شب آدینہ رما
داغ مے خوبی قسمت سے رحل ہو کہ نہو

نہ تولین تیری بلائین نہ کرین جامہ دری
دست بیکار خدا کے لئے شل ہو کہ نہو

مجھسے ہفتہ کو ملاقات کیا کرتے ہین
اندنون اختر اقبال رحل ہو کہ نہو

خود بخود جامہ سے باہر وہ ہوا جاتا ہے
دیکھیے وصل مین دست بغل ہو کہ نہو

پڑ گئی دلمین گرہ اونکے مری جانب سے
دیکھیے عقدہ مشکل کبھی حل ہو کہ نہو

نرم ہونے کے نہین چینی رنگ سنگے دل
یہی سونا ہے کڑا دیکھیے حل ہو کہ نہو

حسن بے عیب سلامت ہو کہان کا پردہ
شمع روشن رہے دنیا مین کنول ہو کہ نہو

ٹیڑھی ٹوپی ہی قیامت ہے کہانکی تلوار
بانکپن تو ہے بہوؤن مین کوئی بل ہو کہ نہو

حق نما جلوہ نما عیب نما ہے ذی زاد
صنعتین سب ہین اس آئینہ مین دل ہو کہ نہو

کس لئے بال بناتے ہو یہ کیا سودا ہے
پیچ باتون مین تو ہے زلف مین بل ہو کہ نہو

تکیہ سکنے کے نہین غیر عبث ڈرتی ہو
دل مین چوری سے رہو چور محل ہو کہ نہو

بھیج سکتا نہین اوستاد کی خدمت مین منیر
یعنی اصلاح کے لائق یہ غزل ہو کہ نہو

چلنے مین گیسوؤنکے کرامات کچھ تو ہو
اے روز حشر تیرے لئے رات کچھ تو ہو

بیجا ہے شرم حرف و حکایات کچھ تو ہو
خاموش شمع بزم ہوئی بات کچھ تو ہو

بہکا رہے ہو دل کو کہانکی یہ چال ہے
کعبہ کی قدر قبلہ حاجات کچھ تو ہو

اللہ کیا قصور ہوا اس غلام سے
کیون چپکے چپکے کوستے ہو بات کچھ تو ہو

ہوسکے مین برہمن نہ کہین پوجنے لگین
بت کیون بنے ہو حرف و حکایات کچھ تو ہو

راضی ہون گالیان ہی سنائین شب وصال
بوسہ و کنار ہو کہ نہو بات کچھ تو ہو

پایا ہے تمنے حسن خداداد بے طلب
دولت ملی ہے مفت کی خیرات کچھ تو ہو

شہر عدم مین آئے ہین یارب نئے نئے
ہم تازہ مہمان ہین مدارات کچھ تو ہو

قابل نہین کفن کے تو مٹی ہی دیجئے
خلعت اگر نہین ہی عنایات کچھ تو ہو

پڑ جائے جان عاشق و نین دیکھنی کیسا تہ
جادو بھری نظر مین کرامات کچھ تو ہو

چلتی ہین کشتیان مے گلگون کی روئے
بیڑے کے میلے ہو تی ہین برسات کچھ تو ہو

راہی سپاہ غمزہ ہو زلفون کی آڑ مین
چھاپے کو فوج جائے مگر رات کچھ تو ہو

دنیا مین کچھ تو دیکھیے نیرنگ روزگار
اس سانگ گہر مین سیر طلسمات کچھ تو ہو

دانتون کی آب و تاب کو کشتی مسی ضرور ہے
تارون کی روشنی کی لئے رات کچھ تو ہو

موزون کیا ہے وصف قد اک بوسہ دیجئے
تل آج آپ بیٹھے ہین خیرات کچھ تو ہو

تربت مین کام آئین زمانہ کی آشنا
راحت رسان سفر کی ملاقات کچھ تو ہو

سادی نہ کہیو صورت جانان معنوی
تصویر بولتی نہ سہی بات کچھ تو ہو

چشم سیہ کے ساتھ رہی دلمین یاد زلف
کاجل کی کوٹھری ہے یہان رات کچھ تو ہو

نقد نجات کا ہون طلبگار یا علی
محتاج ہے میر عنایات کچھ تو ہو

منکشف یار کے گانے سے کہین راز نہو
جس سے جان آتی ہی تن مین وہی آواز نہو

وصل مین نشہ کی کثرت خلل انداز نہو
ساغر بادہ کہین دیدۂ غماز نہو

زیور وصل سے معشوق جو ممتاز نہو
بوسہ کا داغ گل سرسبد ناز نہو

پھوٹ مستون مین جو پڑ جائے تو کوئی نہ سنے
شیشہ پتھر سے بھی ٹکرائے تو آواز نہو

غیر گہرائے ہوئے پھرتے ہین اونکی گہر مین
دشمنون کی تو طبیعت کہین ناساز نہو

طائر روح روان اوڑکے وہین پہونچیگا — اے پریزادیہ جبریل کی پرواز نہو
اپنی ایجاد سے کب سادگی آسکتی ہی — وہ ہی بے ساختہ پن ہی جو خدا ساز نہو
تڑپے سو مرتبہ بجلی تو یہ چہل بل نہ ملے — بت چین لاکہہ ترش جائین یہ انداز نہو
نہین لازم ہے ہمین غیر کی خاطر شکنی — ڈر یہی ہے دلِ دشمن مین ترا راز نہو
جان بدتا ہون جو پائین لبِ جان بخش کی بات — مرکے زندہ بھی ہون عیسیٰ تو یہ اعجاز نہو
اول و آخر الفت ہو برابر یارب — دو قدم پیشتر انجام سے آغاز نہو
عشق پنہان کی خبر آہ کو بھی ہونے نہ پائے — بہیدگی بات کہین نعرہ آواز نہو
ساز کے بولنے پر دل جو کہنچے جاتے ہین — اسکے پردہ مین نہان کوئی خوش آواز نہو
کہینچنے دیتا شکنجہ مین بدن کو کوئی — بغل غیر کہین خوابگہہ ناز نہو
ضعف کا نقش تو صیاد کی دل پر بیٹہے — رنگ جم جائے اگر قوت پرواز نہو
پاس آداب ہے اے بیخودیٔ دل واجب — کہین پریون سے سوا ہوش کی پرواز نہو
لئے پہرتا ہے نئے سحر کی پڑیا سر مہ — مفت بدنام کہین چشم فسوں ساز نہو
کون ہے اور جسے دیکہینگے محو دیدار — آنکہین بہی ہین جو ترا کوئی نظر باز نہو
چمن عشق مین عزت نہین اس بلبل کی — آشیان جس کے لئے چنگل شہباز نہو
ہمسری آپکے سایہ سے کرے کیا لیلیٰ — دوسرا بہی وہ جنم لے تو یہ انداز نہو
خوشخرامونکو تو دے موت کی پنجہ سے نجات — ایسا اک کبک دری طعمۂ شہباز نہو
رنگ رخسار نہو تاب نظر سے میلا — دولت حسن الٰہی کو دوبالا نہو
آہ کرنے کی اگر ایک بہی پاجائے سزا
آدمی [illegible]
اپنے [illegible]
بخت دشمن نہ کہین چونک پڑین ڈر تا ہون — آپ خواب مین جو پاؤن کی آواز نہو

اپنی بے بال و پری سے ہو یقین اے صیاد
رنگ بنکر بھی لہو قابل پرواز نہو

ساتھ ہمکو بھی لے چل تو جہان جاتی ہے
اسقدر اجنبی اے عمر سبکتاز نہو

اوسکی صحبت مین بدیسے بھی نہین ذکر اپنا
سخت بیکس ہے یہ تسبیح غماز نہو

دل اگر چاک ہو پر ضبط نفس لازم ہے
ہان خبردار کہ بے پردہ ترا راز نہو

یوہین الٹر بہنے کی حال سے دل بسمل جاؤ
توسن ناز ابھی اور قدم باز نہو

تنگئ حوصلہ کا نالۂ دل شاہد ہے
نغمہ ظاہر نہو کہ ظرف اگر ساز نہو

سب سے پوشیدہ اوڑای طائر دل جانب یار
جنبش پر بھی کہین واقف پرواز نہو

یار کے ہجر مین کاتا تو ہے تو ای مطرب
نبض مردہ شب فرقت مین مرگ ناز نہو

حسن خمار مین آنکھونکی بہت شرکت ہے
نسخہ سحر کہین مصحف اعجاز نہو

سرمہ آنکھون مین لگا کر مجھے مارا یعنی
خون سرخرہ کے پکاری بھی تو آواز نہو

کانٹے کیطرح کھٹکتی ہے نسیم سحری
دل بلبل مین کہین ناخن شہباز نہو

موت کے فقرے سے کیا ای مسیح
اوسکو دم دے کوئی لائے جو دمساز نہو

ایجاز مطلب دل کہنے بنائے اپنا
یارون کے ذکر سے خالی لب غماز نہو

بانون سے کشتۂ افسون نگہ جیتے ہین
سحر آنکھون مین ہو تو ہو شعبدہ نہین اعجاز نہو

چھوڑتی ہی نہین اک لحظہ حیا ساتھ اوسکا
خواب مین حال کہون اوس سے جو غماز نہو

بوئے گل سونگھ کے ہوجاتی ہے بلبل مغرور
دل غنچہ کہین خلوت کدۂ ناز نہو

قید کیا گور سے بدتر ہے اوسکی گہر اپنا
جس کی قسمت مین بت طغرۂ براندازنہو

روبرو سب کے مناسب نہین دعوی ایسا
گوش بیگانہ کہین محرم آواز نہو

برق تابندہ مین اس مرتبہ شوخی کب تھی
یہ کسی بت کی نگاہ غلط انداز نہو

فلک پیر ہماری سی کہے کیا معنے
سمجھے اے دل کہین گہندی یہ آواز نہو

فارسی کہنے مین ہر گز نہ مجھے ننگ ہے میر
چمن نظم اگر گلشن شیراز نہو

چمک دکھائے عہدِ وصال کی مجھکو
زبان دیجئے شمعِ جمال کی مجھکو

خدا دکھائے بتون کی نگاہ دزدین
تلاش رہتی ہے چور کے مال کی مجھکو

نجات ہو غمِ دنیا سے عشقِ ابرو مین
پناہ چاہئے تیغِ ہلال کی مجھکو

نصیب ہو کہین تھوڑی سی وحشتِ مجنون
زکوٰۃ چاہئے مُردہ کے مال کی مجھکو

بدن کو ضعف مین کافی ہے رنگِ عشق کمر
قبا کے بدلے ملے کہال بال کی مجھکو

شکستگی سے ہوا ہو نہین جزو لاینفک
گرہ بھی جانئے چینی کے بال کی مجھکو

رقم ہو خامۂ نرگس سے وصفِ چشمِ سیاہ
دوات چاہئے چشمِ غزال کی مجھکو

بہرا ہے کیسۂ تن مین غبارِ رنج و بلا
وہ پوٹ سمجھے ہین گردِ ہلال کی مجھکو

دعا ہے گیسوئے شبرنگ پر نہ پیچ پڑے
بلا لگی ترے ہر ایک بال کی مجھکو

مے دو سالہ و معشوق چارہ سالہ
پلائے یار شراب اگلے سال کی مجھکو

طمع بھی مان گئی ہے مری قناعت کو
دعا مین دیتی ہے صورت سوال کی مجھکو

غمِ گذشتہ سے آیندہ کا پتا پایا
خبر بتائی ہے ماضی نے حال کی مجھکو

بتون کے گیسو دُکا پڑ گیا ہے پر چہانون
نظر لگی کسی آشفتہ حال کی مجھکو

مذاق زہر جدائی سے مین نہین واقف
ازل سے چاٹ ہے شہدِ وصال کی مجھکو

بلا سے خواب ہی مین بھولکر کرین پامال
لگائین ٹھوکرین پائے خیال کی مجھکو

خوشی ہو جو بتون ہی وہ گل جو منہ لگا کبھی
حنائی عید ہے سرخی اوگال کی مجھکو

طمع کے ہاتھ سے اک روز منہ نہ پھر جائے
تھپیڑ کہانی ہے دستِ سوال کی مجھکو

خدا نے نشہ کی عالم مین آبرو کہہ لی
سبیل رکھنی ہو آبِ زلال کی مجھکو

بڑا ہون مستِ مے بیخودی کے نشہ سے
خبر بتائے کوئی میرے حال کی مجھکو

کرو فقیر سے مشکل سی کوئی فرمائش
تلاش سہل ہے امرِ محال کی مجھکو

وہ منہ بنا کے جو اب لینے کو بیان آئے
نقیر کر گئی صورت سوال کی مجھکو

غم فراق مین تورے ظروف می تو کیا
ابھی ہے پہوڑنی قسمت کلال کی مجھکو
خدا بچائے دو وزیر طمع سے بندیکو
نہ بیچ کھائے کہین حرص مال کی مجھکو

منیر فیض جناب رسول حق سے ملے
دعا اطاعت شہ آن و آل کی مجھکو

دیکھا جو غیر کو بت بیداد گر کے ساتھ
گھبرا کے منہ سے دل نکل آیا جگر کیساتھ
دنیا مین ربط تنہا نہین ہر فقہ گر کے ساتھ
محشور ہونگے دیکھئے کس کس بشر کیساتھ
یون تو بنائین گے مرے ظلمتکدہ کی راہ
مشعل ہی ایک چاہئے شمس و قمر کیساتھ
کہتے ہین موشگاف کہ ہے ہی نہین ہی ہے
ہستی و نیستی ہے تمہاری مگر کے ساتھ
ہوتی ہے پل مین لشکر مژگان کی برہمی
کیا کیا صفین اولی ہین ترچھی نظر کیساتھ
برسات جائیگی تو نہ ٹھہرے گی وحشت ز
اوڑتی چلے گی لال پری ابر تر کے ساتھ
پیش نظر ہین خانہ خرابی کی صورتین
آتی ہے خال اوڑتی ہوئی نامہ بر کیساتھ
آمد خزان کی سن کے حواس اوڑ گئے مرے
ہر کارہ پانچ دوڑ گئے اس خبر کے ساتھ
اکدن نگاہ لطف نہ کی حال زار پر
مدتسے ڈر رہے ہین یہ کیسے نظر کے ساتھ
مثل نسیم صبح جہانگرد کیون نہون
ہم جا بجا پہونچتے ہین اپنی خبر کے ساتھ
صبح شب وصال مین اپنا ہی کوچ ہے
کوس رحیل آج بجے گا گجر کے ساتھ
سوغات لخت دل لئے جاتا ہی پیام پر
پرچا بھی ہے ضرور زبانی خبر کے ساتھ
دروازہ بند کرنے کی تاکید کیون ہوئی
لاکھون کے سر ہین یار کی شمشیر کیساتھ
میرا معاملہ نگہ قہر سے نہ ہو
آیا ہون رسا مے مین کرم کی نظر کیساتھ
بے لطف نے سبھی نہین ملتا ہین دلگال
کھولی گئی دوا بھی ہماری اثر کیساتھ
آسیب روزگار سے کیا آدمی بچے
پیدا ہوا جہان مین سایہ بشر کیساتھ
اللہ نے دیا جو کسی سے طلب کیا
ہنکی کہین دعا مگر آئے اثر کیساتھ

انجام کے خیال سے غفلت نہ چاہیئے
تعمیر قبر کی بھی مناسب ہے گھر کیساتھ

کاٹی تڑپ تڑپ کے شب ہجر شام سے
ٹھنڈا ہوا یہ کشتہ چراغ سحر کیساتھ

لیتا ہے یار اپنی محبت سمیت دل
بکتا ہے آج صاحب خانہ بھی گھر کیساتھ

یون بس نہ چل سکا جو تمہارے فقیر کا
ناچار اتفاق کیا زور و زر کے ساتھ

دیدون قضا کو جان جو قصد عدم کرون
کچھ حق راہزن بھی ہو زاد سفر کیساتھ

جوبن گنوا کے عاشق کامل سی ملتے ہین
پروانہ کا نکاح ہے شمع سحر کے ساتھ

کسوقت کوئی کاتب اعمال سے بچے
ہین دو ہرے دو ہری خفیہ نویس اک کیساتھ

دل صاف کر کے کہوئے ٹیکا کلنک کا
دھبا مرا چھڑائیے داغ جگر کے ساتھ

اقبال مند کیون نہون نواب نامدار
پھرتا ہے سر کے گرد ہما بھی چنور کے ساتھ

مانند بوئے گل جو سبکبار ہو منیر
اڑ جائے کربلا کو نسیم سحر کے ساتھ

لب تصویر کے پستہ ہی نورات بنتی ہی
خموشی جمع ہو لیتی ہے تب اک بات بنتی ہے

بنائے روز روشن ہی رخ تابان کی جلوہ سے
تمہارے بال تو تم سے جمع ہو کر رات بنتی ہے

شکست توبہ کی پھر ہو درستی یہ نہین ممکن
بگڑ کر بات کب ای قبلہ حاجات بنتی ہے

مزے کی گالیان قہر و غضب کے ساتھ دیتی ہین
ہزارون زہر اک تھے ہو کے یہ نوزات بنتی ہے

وطن کی یاد پھر دیتی ہے اسکو لعل و گوہر سے
ہماری چشم گریان کشتی سوغات بنتی ہی

کمینے ہوتے ہین عالی نسب تائید دولت سے
اسی بوٹی سے ایدل کیمیائی ذات بنتی ہے

یہی نقطہ ہین اصل دفتر آفات دنیا مین
ہجوم خال سے بخت سیہ کی رات بنتی ہے

زر گل سے حسینان جہان غازہ بناتی ہین
اسی نسخہ سے معجون و طلا و نزات بنتی ہے

مٹھائی بوسونکی طیار ہوتی ہے تصور مین
تری یاقوتی لب سے نئی نوزات بنتی ہے

ڈبو دیتی ہین اونکی گالیان بخت امت مین
اسی بوچھار سے بے فصل کی برسات بنتی ہے

تجلی ہوتی ہے جونکی دولی کرتی انگیا ہی
نرالے سانچہ مین ڈہلکر بتونکی گات بنتی ہی

بغیر ازام اوٹہائے گفتگو کرنا نہین آتا
بگڑ لیتا ہے منہ سو بار تب اک بات بنتی ہی

بنای نعمت فردوس ہی زہد حقیقی سے
ٹہائی مفت مین ای تارک لذات بنتی ہی

بلائے شب پری بنجاتی ہے زلفونکی سایہ مین
ترے سر کی مسالی سے دولہن ہر رات بنتی ہے

خدا محفوظ رکہے آفت ضیق معیشت سے
فشار گور مسک تنگئی اوقات بنتی ہے

بلائے ناگہانی قبر کی ظلمات سے ملکر
تہاری ہجر کی ایجان پہلی رات بنتی ہے

منیر آل پیمبر کو سیادت دی ہی خالق نے
بنائے سے کسی کی قوم کب سادات بنتی ہے

جاتی ہے دور بات نکل کر زبان سے
پہرتا نہین وہ تیر جو نکلا کمان سے

عرش برین بہی پست ہی تیری مکانسی
دبتی نہین یہان کی زمین آسمان سے

گر کر تری نظر سے گئے ہم جہان سے
اوسکا پتا کہان جو گرے آسمان سے

تشریف لای جو تعلی کی شان سے
کرسی اوتار لاؤن ابہی آسمان سے

بے لطف عیش ہاتہہ لگا آسمان سے
پہیکی مٹہائی لائے ہم اونچی دوکان سے

کیونکر گہبن مین ہم سفر دور کر سکین
زلفین اوٹہاؤ منہ سے تو جانین جہان سے

شیرین کی روح دیتی ہے بیساختہ جواب
جسکو پکارتے ہین وہ میٹہی زبان سے

بیڑا اوٹہا کے کہیت مین ای مین قتل کو
تہاری ہے کام اور وہ ہین دہان پان سے

شیرین زبانیونسے ارادہ ہے قتل کو
میٹہی چہری بنے ہین سراپا زبان سے

ممکن نہین ہے پیر و جوان مین موافقت
پلا چہڑا ترے تیر نہ کیون کر کمان سے

بار گران عشق کی سنکر شکایتین
کچہ چپکے چپکے کہہ گئے دیتی زبان سے

ارض و سما کہان کے یہ عالم کچہ اور ہے
پہینکا الگ فراق نے دونون جہان سے

کیا منہ سے منہ ملا کے کرین گفتگو کچہ اور
ہم چپ ہین پڑ گئی ہے لڑائی زبان سے

یارون نے بعد مرگ اوٹھائی ہماری لاش
سرو سے کے ہاتھون ہاتھ گئے ہم جہانسے

چھدوائے کان اوس گل ترنے بہار مین
منگوائے تنکے بلبلون کی آشیانسے

دیوانے تنگئے در و دولت کو دیکھکر
سودا سے تازہ مول لیا اوس دوکانسے

تصویر اپنی بھیجدی کوہسے یار نے
اوتری نئی کتاب مجھے آسمانسے

دنیا اگر ادہر کی اودہر ہو ہوا کرے
ملتے نہین فقیر ترے آستانسے

ٹھوکر حضور کی نہوئی ایک دن نصیب
بجلی تڑپ تڑپ کے گری آسمانسے

تدبیر سے نہ مٹ سکی تقدیر کی خلش
پہانسین نہ نکلین دسے سو کانٹے نیانسے

اللہ ری لاغری نہ ملا مدتون پتا
بھٹکی پھری ادہر کے قضا آسمانسے

دیر و حرم ابھی ہین سلامت جہان مین
سر پھوڑتا ہے کون ترے آستانسے

بالائے بام کہتے ہین آپ سر کہان
غل ہے اوترتی ہے شب قدر آسمانسے

پھرتے ہین عشق و حسن پریشان ہر طرف
ہم اور آپ گم ہوئے دونون جہانسے

ٹھکرائے کہ پیسے دل کو غرض نہین
ہمنے قدم نکال لیا درمیانسے

پستی کی یاد اوج مین دانا کو چاہیے
اکدن زمین دیکھنی ہے آسمانسے

بعد فنا بھی رنج ندیتا کسیکو مین
تعویذ قبر کیون نہ لکھا زعفرانسے

دنیا تمہارے گھر عوض نقد دل ملی
بازار سب خرید لیا اوس دوکانسے

سرو قد بلند کی اللہ ری سرکشی
جھکتا ہے پیر چرخ ہمارے جوانسے

دنیا و دین سے لڑتے ہین اک بت کے عشقین
تنہا کی چوٹ چلتی ہے دونون جہانسے

ٹھوکر سے دلمین درد ہی محرم کر عشق مین
سینکو ہماری چوٹ کو انگیا کی پانسے

کثرت ہی جنس حسن کی بازار دہر مین
یوسف ہمارے ہاتھ لگا ہر دوکانسے

کہائین ہمانے چرب زبانون کی بڑیان
مغز سخن نکال لیا استخوان سے

کافی ہے حشر مین علم صبر کا پتا
مولا کو ڈھونڈ لینگے غلام اس نشانسے

حسرت سے ہاتھ ملکے شب وصل رہگئی
سرکا جو پانچہ کہیں سونے میں رات سے

کوئی کسی سے پونچھ کے کیونکر پتا لگائے
کوسون ہے دور نام ہمارے نشان سے

زلفین کھلی ہوئی ہین نہ بھیجو سوئے عدم
اندھیاری رات مین نہ نکالو جہان سے

تنکے چنے بہار مین اسد رجعۃ ای جنون
بلبل کو ہاتھ اوٹھانے پڑی آشیان سے

گالی سوال بوسہ لب کا جواب ہی
لہتا نہین فقیر کو اپنی زبان سے

تا عرش خاکساریون کی دھوم ہوگئی
ٹکر جری زمین نے لی آسمان سے

دل مین گذر ہوا کسی حلاّد کا مگر
آتی ہے مجکو خون کی بو ہر مکان سے

ناموس عشق پردہ سے باہر ہو کس طرح
مر جائین دل کی بات نہ نکلے زبان سے

وحشت بھی ہوگئی میرے دامن کنارہ کش
آسیب ڈر کے بھاگ گیا اس مکان سے

دنیا خدا سے ہے مرے نالون کی نالشی
روپوش ہوگیا ہون مین ساری جہان سے

کیا حال دل سناؤن مین ای جسم جسم یار
مہلت لب و زبان کو نہین الامان سے

کوٹھے سے وہ پکار رہے ہین مگر مجھے
آواز غیب آتی ہے آج آسمان سے

کیون کر نہ بھولین آپ جوانی کے زور پر
پالا نہین پڑا ہے کسی ناتوان سے

بہڑکا دیا ہے غیر نے چتون سے کہکیا
دل بولتا ہے کچھ وہ کہین گی زبان سے

کہئے تو نکلے ہر سر موئے بدن سے روح
قربان آپ پر ہون ابھی رازکہہ جان سے

جھاڑا غبار چہرۂ رنگون کے جسم کا
اکسیر ہاتھ آگئی سونے کی کان سے

تم پر کوئی مرے نہ مرے اب غرض نہین
جو جانے والے تھے وہ گئے اپنی جان سے

زخمون کے کہانے سے نہین انکار قاتلو
پہلے ہی ہاتھ دھو کے ہم آئے ہین جان سے

نالون سے ناتوانون نے سر پر اوٹھالیا
آخر زمین چھوٹ گئی آسمان سے

غم نے نہ چھوڑا اسقدر مجھے
جو کچھ کہ دل مین تھا نکل آیا زبان سے

سر کاٹ لیجئے مجھے تسمین نہ دیجئے
بس بس خدا کیواسطے گذرا مین جان سے

مدت سے کربلا کی تمنا مین ہے منیر
مولا اسے بلائے ہندوستان سے

کوچہ جانان مین اب زندگانی چاہیے
فکر ہے چھڑاؤ کی کچھ جانفشانی چاہیے

کوئی قاتل ہو تو مجھکو زندگانی چاہیے
کیا کرون گا لیکے فانی جان جانی چاہیے

شوق سے ہو اگر دلکھد دگر بہر سند
نام رکھنے کے لئے کچھ تو نشانی چاہیے

دل سے دل جب مکیا پردہ کہان باقی رہا
میرے سینہ مین ترا ارمان نہانی چاہیے

آبرو یزدان کے ساتھ ہی جان بنی خوب ہے
ڈوب مرنے کیلئے اک بوند پانی چاہیے

مال کو دشمن نہ ہے بازو مرا یہ دل ہے تاک
ناتوانی پر بھی کچھ طاقت آزمانی چاہیے

قبر آدم تو ہوئی عالم خاکی بلند
ساری دنیا ہمکو مین سر پر اوٹھانی چاہیے

اس محل مین اپنے تنگ و سر کا خیال کیا
میرے سینہ مین دل کی مجھے بدگمانی چاہیے

پھر شاد ہے جو ہے کہ مون جو آدمی کی پاؤن پر
یا آپکی مجھکو ایسی سرگرانی چاہیے

[illegible] ہوتی ہے [illegible]
[illegible] کو اتنی سخت جانی چاہیے

[illegible] ہے عقل بیخبر کو پوچھیں کیا
[illegible] ہے آگہی ایماں بانی چاہیے

[illegible] ہے [illegible]
[illegible] اب بھلائی چاہیے

[illegible] ہو
[illegible] ایک ایسی کہانی چاہیے

[illegible] ہے اتنی نازانی چاہیے

[illegible]
[illegible] غرور بیجا نی چاہیے

[illegible] ہو کو کیونکر مار کہانی چاہیے

[illegible] ہے کہان تک [illegible]

[illegible] کی آواز سے قسمت بھگانی چاہیے

[illegible] ہے [illegible]

گو نہین رخت زری پر میری جوہر دیکھیے
کاردانی چاہیے یا کامدانی چاہیے

آنکھین بھی دیدار کے لائق عنایت کیجیے
یونہین اندھا کر کے کیونکر لن ترانی چاہیے

قرض دو تو پہر بھی ہم عیش گذشتہ دیکھ لین
نوجوانو ایک دم پہر کو جوانی چاہیے

موت کا آنا ہوا دشوار بے روئے ہوے
زندگی سے ہاتھہ دھونیکو بھی پانی چاہیے

جان لے ڈالی ترے دور نے کی احسان نے
اے فلک کس نے کہا تہا زندگانی چاہیے

کس ادا سے رات کو ساقی نے پوچھا اے منیر
زعفرانی چاہیے یا ارغوانی چاہیے

احباب میری لاش کو کفنا کے لیچلے
گٹھری مین رخت کہنہ کو بندہوا کے لیچلے

ہوش و حواس عاشق شیدا کی لیچلے
ایک عمر کے رفیقونکو بہکا کے لیچلے

تصویر مین ترے کوچے کی کہچوا کی لیچلے
نقشے بہشت مین نئی دنیا کے لیچلے

ہوش و حواس آئے جو تمنے بلا لیا
یاران رفتہ گہر سے مجہے آکے لیچلے

گالی بھی اس مزے کی نہ ہاتہ آئی جب کہین
جو کچہہ ملا حضور سے پہچتا کے لیچلے

ٹکڑے کیے جلا ہی دیا سانہ بھی لیا
کپڑے پہٹے ہوی مجہے پہنا کے لیچلے

یہ بال اندہی چور کی دنیا مین ہے سزا
اے تو اپنی زلف مین لٹکا کے لیچلے

مطلب کچہہ اور نامہ اعمال سے نہین
کیفیت اپنے حال کی لکہوا کے لیچلے

اسدے اضطراب ہیون کو بنا دونگا
دل آئینہ کے دہوکے مین گہبرا کے لیچلے

اب کی دغا ہوئی تو پہر اوس کا نام نہین
پہر مجہسے دلکو آپ قسم کہا کے لیچلے

اوسکی گلی مین آنسوؤن کی راہ ہمنے کی
دریا سے نہر باغ تک بہوا کے لیچلے

ہین سانہ سانہ عاشق خود گم کی تلاش مین
جاہین مرگ سے مجہے ڈہنڈہوا کے لیچلے

دل کیا لیا کہ دولت کونین لوٹ لی
سب کچہہ وہ گہر سے عاشق شیدا کے لیچلے

دروازہ بے چراغ ہین اندہیر گہر مین ہے
آنکہون سے نور دل سے سرور آکے لیچلے

تیری گلی مین راہ سفارش کی بند ہی
کس کی مجال ہے جو ترس کہا کے لیجاے

قسمت بہشت مین لئے جاتی ہی کیون منیر
نزدیک کربلاے معلے کے لے چلے

مست باغون مین لئے پھولکی بوتل آئے
پھر بہار آگئی پھر جھوم کے بادل آئے

عین گرمی مین گرجتے ہوئے بادل آئے
حکم دشور کی جہانی کوئی بوتل آئے

ایک باری نہین ملتے کہین دو دو مطلب
باغ کا قاعدہ ہے پھول کے پھل آئے

وائے حسرت نہ اوڑا کا کسی بوتل کا
آج کس رنگ کی کس روپ کے بادل آئے

چاہیے قد کشیدہ کے مناسب زیور
کان کے پتونکو شمشاد کی کوپل آئے

تیرہ بخت آپکے آگے سے نکالے جائین
دور سے آنکھون مین گھر کر نیکو کاجل آئے

شبنشہ بادہ شب تار مین لائے کوئی
اے خدا مہر جہانتاب کی مشعل آئے

تلخکامون نے چھوئی آج تمہاری انگیا
نارپستان مین نہ کیون تلخی حنظل آئے

لالہ گون آج زمانے مین کہٹا چاہی ہی
موسم گل مین کوئی پھولکی بوتل آئے

ضعف مین کب نظر آتے ہین سیہ بخت انکی
ایخدا موت جلائے ہوئے مشعل آئے

دردسر مین یہ ہوئی نام دوا سے نفرت
اے پری خوب گھسا جائے جو صندل آئے

یارب ایسی کشش عشق کی بند سجا ہو
میرے گھر ٹوٹ کے اس شوخ کی تکل آئے

اپنے سایہ مین مجھے لے لے دوپٹا اوڑھا
میرے پلے پر الٰہی کوئی آنچل آئے

توڑلین گے فلک حسن کے تاری ہم بھی
کوہے سے نیچے تو الماس کی ہیکل آئے

ٹھنڈی آہونکی سبب کہل گئین زلفین انکی
چلی پروائی ہوا جھوم کے بادل آئے

مہندی ملنا ہو اگر شان تعلی کے خلاف
حکم ہو تو شجر طور کی کوپل آئے

کبھی خالی نہ رہا میکدہ کا دروازہ
اینڈتے مست چلے جھومتے بادل آئے

آئینہ تیرے لئے شہر حلب سے لائین
روم سے غازہ رخ شام سے کاجل آئے

مین خفا ہو کے جو اوٹھتا ہون تو فرماتے ہین — فائدہ جانے سے کیا آج گئے کل آئے
درد سر چوٹی کے گندھوانے مین ہوتا ہے مدام — اونکے زلفون کے لئے شانہ صندل آئے
مرہی جائین گے کلا کاٹ کے مردے والے — اے اجل اونکی بہوون مین تو کہین بل آئے
اطلس چرخ کو بھی وہ نہین بھاتی ہین — اونکی پاپوش ہی سنجاب کہ مخمل آئے

ای منیر اونکو ہے جلوہ کی نمائش منظور
پردہ در کو کریب لے کہ تامل آئے

نہ بہالی اونہین خونفشانی کسیکی — ہولی آبرو آج پانی کسیکی
تصور مین ہے بیدہانی کسیکی — کہون چپکے چپکے کہانی کسیکی
بڑہی رات کو خونفشانی کسیکی — ہوئی چاندنی ارغوانی کسیکی
تڑپتا ہے دیوار کے نیچے ہر شب — کسی دن اڑے گی کہانی کسیکی
کیا زندہ در گور ہجرستان نے — ملی خاک مین زندگانی کسیکی
ضعیفون سے ہر بار لیتی ہین بلکی — دبائے اونہین ناتوانی کسیکی
خموشی مین ہی بوسونکی گفتگو ہے — مرے منہ لگی بیدہانی کسیکی
کوئی غیر ہی ساتہ ہے اک پری کے — سمجہے کہانے کی ہے جوانی کسیکی
عدم تک تو جانے دے ای حسرت دل — دکہانے لگی منہ بیدہانی کسیکی
غضب کر گئی اک پری کی حکایت — ہوئی بڑہ کے قصہ کہانی کسیکی
ہزارون جوانون کی لی جان اسنے — قضا سے سوا ہے جوانی کسیکی
ہر اک قطرہ پر رال کیونکر نہ ٹپکے — ٹہلائی ہے شیرینزبانی کسیکی
بقا و فنا کے تماشے دکہائے — سلامت رہے نیچ جانی کسیکی
اوٹہانے لگے بار کوہ محبت — چڑہی زور پر ناتوانی کسیکی
اس آئینہ مین منہ کوئی دیکہتا تہا — دل بے نشان ہے نشانی کسیکی

دوبارہ ملے دولت وصل کیونکر — کب آتی ہے جاکر جوانی کسیکی ۴
وہ منہ پھیر کر نشہ مین کہ رہی ہین — کلابی مری ارغوانی کسیکی
مرے مرتے ہی غیر مین جان آئی — کسیکو ملی زندگانی کسیکی
مرا حال کیون غیر سے سن رہی ہو — کہانی کسیکی زبانی کسیکی ۴
ازل سے ہوئی جامۂ زیبی کی حقی — کسیکی گزی کامدانی کسیکی
کم و بیش دنیا مین ہمکو خوش آیا — لڑکپن کسیکا جوانی کسیکی

صفحہ اندنون چپٹ گئی شعر کوئی
کہا کرتے ہین ہم کہانی کسیکی

گلشن کو تری صحبت مین دل ہی دل مین داغ ہی — لالہ سان باغ ارم مین دل مین داغ ہے
شاخ مرجان ہین بنا غنچہ ہی غنچہ مین ہی پھول — دست رنگین صنم مین دل ہی دلمین داغ ہی
مے پرستو جام مین شیشہ ہی شیشہ مین ہی پھول — خواہش چشم صنم مین دل ہی دلمین داغ ہے
عشق ابرو جانیدہ جان مین گلزار مین — سایۂ تیغ ستم مین دل ہی دلمین داغ ہے
اس حباب تازہ مین شعلہ ہے دریا مین حباب — اس سمندر چشم نم مین دل ہی دلمین داغ ہی
مرغ وحشی ہال مین ہے جال باغ حسن مین — گیسوئے پرپیچ و خم مین دل ہی دلمین داغ ہی
جسم ہے بزم تجرد مین تہارے گھر مین ہان — دیر مین مین ہون حرم مین دل ہی دلمین داغ ہی
چاند ابر تیرہ مین مخفی ہے دیتا چاند مین — ظلمت شبہای غم مین دل ہی دلمین داغ ہی
میرے قبضہ مین ہی کیسہ کیسہ مین ایک اشرفی — خواہش دام و درم مین دل ہی دلمین داغ ہی
ہے ہدف مین قطرہ قطرہ مین شرار سوز جسم — خانۂ نقش قدم مین دل ہی دلمین داغ ہی
خال مین آئینہ آئینہ مین دیتا دیکھہ لو — گرد اندوہ و الم مین دل ہی دلمین داغ ہی
دائرہ مین نقطہ ہے نقطہ مین ہی دہر جنون — گردش صحرای غم مین دل ہی دلمین داغ ہی
برج مہ مین آئینہ ہے آئینہ مین ہی زحل — دم بخود قصر صنم مین دل ہی دلمین داغ ہی

فصلِ گل مین جوشِ وحشت جوشِ وحشت مین منیر
وادیٔ رنج و الم مین دل ہے دل مین داغ ہے

اودھوائے نازاتے ہی جب چہرہ چمکا کے — ہم ناتوان رہ گئے نیچے پہاڑ کے
دل خاک مین ملاتے ہو کیون منہ بگاڑ کے — پچھتاؤ گے جو بھول گئے مال گاڑ کے
نقشے جمارہا ہے تصور کے کو بکو — بت بنتے ہین ترشتے ہی تیشہ پہاڑ کے
دنیا کے پاؤن پڑ کے ہوئی سب کے سب مرید — لاکھو نہین اودھ کہڑے ہوئی ہم ناتہ چہاڑ کے
شیرین لبون کے عشق مین ای کوہکن ہم — مرمر کے ہمنے کاٹے ہین تیشہ پہاڑ کے
اپنے ہی عیب دیکھہ کے ہوتی ہین ہم ذلیل — کیون خاک مین ملین عبث اور دکوہہاڑ کے
بیحس بہی اپنی جنس سے خلوت مین ملتے ہین — پتھر کو دیکھ رہتے ہین پتہر کواڑ کے
ابتک نہین کہلا اونہین دعوائے ہمسری — توڑینگے بانس سروِ گلستان کو تاڑ کے
ممکن نہین کہ اب در دولتسرا چہٹے — بازو ہمارے ہاتہ لگے ہر کواڑ کے
مشکل ہے آہ گرم سے انکا پسیجنا — پتھر ہین اے خدا یہ صنم کس پہاڑ کے
مانند چوبِ خشک ہمین یہ خبر نہین — تنور کی غذا ہین کہ نقمے ہین باڑ کے
روضہ بلا ہوئی صدقہ کیون نہ دین حضور — خیرات آپ کرنے لگے ہمکو گاڑ کے
لپٹے ہوئے ہین اور ہین دیوار مین بچین — پردے ہین درمیان ہین تکیونکی آڑ کے
میلی نہ چاندنی ہو شبِ وصل ای فلک — بچھوادے آج چادرِ مہتاب چہاڑ کے
سر دینے کی طلب ہے مجہے راہِ عشق مین — منت کے چلتے باندہی ہین گڑ یکو پہاڑ کے
ظلماتِ قبر مین رخِ روشن کی یاد ہے — مشعل بنا رہے ہین کفن پہاڑ پہاڑ کے
بیٹہے پلنگ پر وہ کماندار خوش لباس — رتبے سوا ہوں ابلیس سے یارب نواڑ کے
لیلی کو تیرے لشکرِ خوبی نے ای پری — پرچا دیا ہے قیس کے دل مین لتاڑ کے
اکدن بتون کے دل نہ ہوئی نرم ایخدا — کیونکر پسیج جاتے ہین پتہر پہاڑ کے

ہر بار نقد دل کو چراتا ہے گھات سے
پی جاؤن خون درد دغا کو پچھاڑ کے

دین گالیان حضور نے یارانِ رفتہ کو
پھینکے عبث گڑی ہوئی مردی اکھاڑ کے

برباد کر کے مجھکو دلِ غیر خوش کیا
جنگل بسا دیا مری بستی اوجاڑ کے

یارانِ رفتہ پر ہوئے بے فائن خفا
شہر عدم خراب کیا منہ بگاڑ کے

ہین خار خار دل مرے گھر مین پڑی ہوئے
آنچل اوٹھا کے لائے کانٹے مین جھاڑ کے

سینے جو گچھ کہا ہو تو کاٹین مری زبان
وہ آپ ہی آپ روٹھ رہی چھیڑ چھاڑ کے

مسجد بنے گی یا مری مٹی سے میکدہ
پوچھو تو کیا بنائین گے مجھکو بگاڑ کے

پھیلائین کس کے سامنے ہاتھ اپنی اے منیر
آخر یہان سے جائین گے دامن کو جھاڑ کے

کیا کرے لے کے شب ہجر چھپر کھٹ کوئی
نہین سوتا کسی پہلو کسی کروٹ کوئی

ہیز بانی مین کیا شکوۂ جلاد ادا
دہن زخم سے بڑھ کر نہین منہ پھٹ کوئی

آپ آرام مین ہین نیند اوچٹ جائیگی
نکرے پائے تصور سے بھی کھٹ کھٹ کوئی

جبہین آتا ہے کہ روپوش کفن ہی ہو جائین
شرم کے مارے اولٹتا نہین گھونگھٹ کوئی

رشک سے شیشۂ دل توڑ دیا ہے میں نے
چوم سکتا نہین اے بت تری چوکھٹ کوئی

راہ غلطی کی اندھیرے مین نہ سوجھی مجھے
وصل مین کھل نہ پڑے گیسوؤنکی لٹ کوئی

حسرتین اسمین شب و روز پڑی جلتی ہین
دل ہی پہلو مین خدا جانی کہ مرگھٹ کوئی

منہ دکھاتی ہی نہین دولتِ دیدار مجھی
اسطرف کی نہین لیتا کبھی کروٹ کوئی

ابھی بے پردہ نظر آئے خدا کی قدرت
آپ کے چہرے سے اہوا وے جو گھونگھٹ کوئی

ہمسری کا دہن تنگ بتان سے دعوے
غنچہ گل سے زیادہ نہین منہ پھٹ کوئی

اے فلک سیر شب ماہ کو وہ آتے ہین
نرمی چاندنی کی فرش مین سلوٹ کوئی

خاک اوڑانے کو مری جان ہوا ہوتی ہی
پھینکتا ہے کبھی گھوڑے کو جو سرپٹ کوئی

نغمۂ قتل مینا کی مچی ہے کہین دھوم
زہر پیتا ہے کسیکے لئے غٹ غٹ کوئی

مفت کہوتے ہو یہان زندگئے عاریتی
قرض کے مال کو کرتا نہین تلپٹ کوئی

ہمکو تابوت مین بھی نیند نہین آتی ہے
سو رہا چین سے ہچوا کی چپیر کھٹ کوئی

چھوڑ کر نزع مین وہ رہ ٹہلے چلے ہین دیکھو
جان جاتی ہے ارے دوڑیو جھٹ پٹ کوئی

نہین معلوم کہان جاگے تہے یارانِ عدم
ایسے سوئے ہین کہ لیتا نہین کروٹ کوئی

کشورِ عشق مین ہر قوم کی مٹی ہے خراب
اس خرابہ مین نہ نکلے ہے نہ مرگھٹ کوئی

ای مصور اب وہ پری اور ہی کچھ دھن مین ہے
نہ ترا نہ ہے نہ تیتا ہے نہ نروٹ کوئی

خالی مے گلرنگ سے شیشا نہین کوئی
جسمین کہ نہون آپ دل ایسا نہین کوئی

عمر نے نکرو عاشقِ شیدا نہین کوئی
تم برقِ تجلی ہو تو موسے نہین کوئی

چپ رہنے کو آفاق مین گویا نہین کوئی
پہیلا مین کہان پاؤن کہ صحرا نہین کوئی

سر بیچ کے لین جسکو خریدارِ محبت
ایسا ترے بازار مین سودا نہین کوئی

سر کاٹئے یا ہمسے لپٹ جائیے للہ
کیا دیکھتے ہین آپ تماشا نہین کوئی

دربار نشین آپکے ہین مردمِ تصویر
یون رعب سے خاموش ہین گویا نہین کوئی

سر دینے کو طیار ہین جلاد تو ہو لے
مرنے کو ہین موجود مسیحا نہین کوئی

ہمت ہی پہاڑون کی اڈہا لینے کی اب ہی
فرہاد شون کے بوجھ سے دبتا نہین کوئی

اے جستِ دل قید ہین گو دورِ فلک مین
دنیا سے نکل جائے کو رستا نہین کوئی

مجبور ہین وہ شہر مین وعدہ نہین ٹلتا
فردا نہین کوئی پس فردا نہین کوئی

عشقِ لبِ جانبخش مین جانین نہین جاتین
تم جب سے مسیحا ہوئے مرتا نہین کوئی

دیوانے بناتے ہین حسینونکو پریزاد
بے پر کے اوڑاتے ہین پر اڑتا نہین کوئی

جب کہتے ہین ہم کاٹ کے رکھدینگے سر اپنا
منہ پھیر کے فرماتے ہین اتنا نہین کوئی

اب ایک بھی لاغر نہ بچا کوسین گئے کیونکر
جھونکین گئے کیسے بہار مین تنکا نہین کوئی

ہان ہان لب شیرین کے ہمین نے لئی بوسے
کسطرح وہ کہا جائین گے حلوا نہین کوئی

کیا خوب ابھی غیر کو جہانکا نہین تم نے
بس دیکھہ لیا چپ رہو اندھا نہین کوئی

اوستاد بغیر اور صنعتہ اہل جہان مین
مرشد نہین ہادی نہین آقا نہین کوئی

گھر آنے سے ناخوش ہے تو سمجھا گئی ہوتے
رستے ہی مین دل کو مری تہرا گئی ہوتے

تم چاندنی مین عہد ملاقات جو کرتے
گیسو صفت ابر سیہ چھا گئے ہوتے

مٹی سے بھی میلا ہے مرا جامہ ہستی
للہ مجھے خون مین نہلا گئے ہوتے

بوسے تو کہان گالیون سے بھی ہو محروم
میٹھا نہ سہی زہر ہی کہلوا گئے ہوتے

منت سے رقیبون کو جو تو سالتا کہلانا
کچھ ہم بھی ترے سر کی قسم کھا گئی ہوتے

مر کر بھی نہوتا دل افسردہ شگفتہ
ہوتے جو مرے پھول تو مرجھا گئی ہوتے

زہر غم فرقت نے رقیبون سے بچایا
کڑوا جو نہوتا تو مجھے کھا گئے ہوتے

گلزار مین گندھوا کے مرے ہاتھ سے چوٹی
سنبل سے مجھی مفت مین دبھا گئی ہوتے

جلوے سے مری دیدۂ پرآب جھپکتے
پانی کے کنول دھوپ مین کملا گئی ہوتے

اولجھی ہوئی ہے زلف کوئی پیچ پڑا ہی
اب تک تو کبھی کے وہ یہان آگئی ہوتے

ہر دیدۂ نرگس کو بھوؤن کی ہے تمنا
ناخن کبھی گلشن مین ترشوا گئی ہوتے

ایسے دہن تنگ مین کیا لعل لگی ہے
اکبار تو بوسہ کوئی ہم پا گئے ہوتے

تھا جشم حیا نسے جو حجاب آپکو منظور
منہ کہولے ہوئے خواب مین آگئی ہوتے

بھولے سے تبھی اگر گلشن فردوس کی زاہد
آکر ترے کوچے مین ہوا کھا گئے ہوتے

جی اوٹھنے کے دھڑکے سے گئی راہ بچاکر
جب جانتے تابوت کو ٹھکرا گئے ہوتے

برسات کی تکلیف سفر مین نہ اوٹھائی
ہرگز نہ مین روتا جو وہ سمجھا گئے ہوتے

بوسہ کا تو کیا ذکر ہے چلتا جو بس اپنا
کچا تجھے اے پستۂ لب کھا گئی ہوتے

تا قبر بھی تابوت کے ہمراہ نہ آئے
آئے تھے تو گھر تک مجھی پہنچا گئی ہوتے

مرتا ہے منیر آج ملاقات کی خاطر
آکر دل غم دیدہ کو بہلا گئے ہوتے

دشمن و فور رشک سے کچھ کہا کے سو رہے
جا کے مرے نصیب جو وہ آکے سو رہے

زندہ عبث کیا جو تغافل پسند تھا
کیوں اتنی دور سے مجھے ہوا کے سو رہے

اہل عدم کو خواب پریشان نظر پڑے
زلفیں کمر تک آپ جو پھیلا کے سو رہے

بیگانہ وار آتی ہے کیوں نیند انکو ہین
شاید حضور غیر کے گھر جا کے سو رہے

ہشیار راہ راست سے پہونچی مراد کو
وہ لٹ گئے جو راہ سے کترا کے سو رہے

چھلے بچاؤں پاؤں کی مہندی کی چور سے
فقرے یہ پاتے مجھے ٹہلا کے سو رہے

غماز و نکو جگا کے کیا قصد نیند کا
دو چار فتنے خواب سے چونکا کے سو رہے

صحرائے بیخودی سے نہ نکلے تمام عمر
ہم آپ سے بتاؤ کہان جا کے سو رہے

پوچھا جو میں نے خواب مین آؤگے یا نہین
مہندی لگا لی پاؤن مین جھنجلا کے سو رہے

زندہ ہوے جو کوچۂ قاتل مین مر گئے
بیدار بخت تھے جو یہان آکے سو رہے

آتی ہے مجھ پاک کفن بیگانہ پن کی بو
سچ کہیے کس کو شام سے لپٹا کے سو رہے

نالہ بہت گئے نہ اوٹھے خفتگان خاک
دنیا جا گنے کی یار قسم کھا کے سو رہے

آرام سے فقیرون کی گذری فنا کے بعد
تکیہ مین پاؤن چین سے پھیلا کے سو رہے

گذرا شباب مر ہی گئے ہم نہ آئی آپ
جاگے ہوئے تھے رات کو اوکتا کے سو رہے

زہر اجل بھی زخم بھی ہین گالیان بھی ہین
مہمان ہے منیر تو کچھ کھا کے سو رہے

سر شکین کے در پر بت بے پیر کی ماتھے
سجدے کی خطا جائیگی تقدیر کے ماتھے

قشقہ کے طلبگار رہین سب برہمن اے بت
مشتاق ہین زخم تبر و تیر کے ماتھے

خم رہتے ہین سر بیڑیون زیر ستونکے
آئینے بنے خانۂ زنجیر کے ماتھے

کس شوخ کے ہاتھون سے ہوئی مرثیہ گوم شہادت
پڑھ لین خط تقدیر کہین چیر کے ماتھے

مقبول جو سجدے نہوئی تنگئے اے بت
دریا عرق خجلت تقصیر کے ماتھے

مطعون کیا قسمت عشاق کو تم نے
بنتے ہین ہدف ناوک تقریر کے ماتھے

درد سر عشاق ہے آرام سے بہتر
محتاج نہین صندل تدبیر کے ماتھے

پیشانی عشاق کو گدوا تے ہو ناحق
شاید ہین سزاوار اسی تحریر کے ماتھے

سجدون کے اثر بن گئے ہر خط تقدیر
داغی نظر آتے ہین مشاہیر کے ماتھے

محروم نشانون سے ہین آزاد تمہارے
گویا نہین قابل الف تیر کے ماتھے

ملتے ہین بہبہوت آپکی خاک کف پا کا
جو یا نہین خاکستر اکسیر کے ماتھے

عاشق کرین سجدے وہ رکھائین اونہین کر
تعریف کے لائق ہین کہ تعزیر کے ماتھے

میری عوض اوس شمع دشمن کو ملا یا
پروانہ کی آفت گئی گلگیر کے ماتھے

ٹھکرائین گے سر آپ جو افسردہ دلونکی
ٹھنکین گے ابھی مردم کشمیر کے ماتھے

قرآن بھی یو حین بھی حسینون کی پری ہین
تصویر کے رخسار ہین تصویر کے ماتھے

ہے قسمت عشاق مین وصف خط رخسار
گویا ہین ورق مصحف تفسیر کے ماتھے

معزون کیے استعار منیر اوسکی خوشی سے
یہ فکر گئی عاشق دلگیر کے ماتھے

۱۱ بہر

یارب نمک سخن مین بہلا کچھ تو چاہیے
دی ہے اگر زبان مزا کچھ تو چاہیے

آندھی مین بوئے زلف رسا کچھ تو چاہیے
وحشت مین صرف خاک بلا کچھ تو چاہیے

جاروب کش ہے کب سے در خاک کا فقیر
ہان اے مری کریم صلا کچھ تو چاہیے

مین نے کہا خیال مرا کچھ تو چاہیے
بولے کہ ہان درست بجا کچھ تو چاہیے

ڈھونڈھین عدم سبز خطونکے نشانِ تنگ
اے خضر سبز پوش بتا کچھ تو چاہیے

اپنی طرف سے رسم محبت نباہ دی
معشوق گو بُرا ہو بھلا کچھ تو چاہیے

پہلے پہل رقیب سے کیونکر بڑھا سہاگ
یعنی نئی دولہن کو حیا کچھ تو چاہیے

کہتے ہین عشق قید مین وہ خاموش دیکھکر
آزاد اگر بنے ہو صدا کچھ تو چاہیے

بو سے زیادہ آپ کے دعوی سے لے گئی
تقریر مجکو حد سے سوا کچھ تو چاہیے

آئینہ دارِ عشق کی مٹی عزیز کر
قدر غبارِ اہلِ صفا کچھ تو چاہیے

اپنے مریضِ عشق کی تدبیر ہے ضرور
پرہیز ہے دوا سے دعا کچھ تو چاہیے

جلوہ سے دل کے نور و تجلی رہا ہے
اندر ہا یہ آئینہ ہے جلا کچھ تو چاہیے

بہر جائین پڈیان لبِ شیرین کی عشق سے
کہانا لذیذ بہر ہما کچھ تو چاہیے

چھڑوا دو مجکو کشمکش اشکِ آہ سے
فکر فسادِ آب و ہوا کچھ تو چاہیے

کعبہ کو چھوڑ کر تجھے سب نے کیا طواف
حیرات آج راہ خدا کچھ تو چاہیے

اکبار ہمسے ترکِ تعلق نہ کیجئے
بیجا غرور ناز بجا کچھ تو چاہیے

گیسوئے مشکبار گلستان مین کھولدو
خوشبو برائے بادِ صبا کچھ تو چاہیے

کیونکر بدون آہ بڑھے آتشِ فراق
بھڑکے یہ آگ خاک ہوا کچھ تو چاہیے

تشبیہ تری زلف کو مشکِ ختن سے دی
اتنی بڑی خطا کی سزا کچھ تو چاہیے

عاشق کو اپنے پاس سے خالی نہ پھیریے
اچھا ہو یا بُرا ہو بھلا کچھ تو چاہیے

بیجا ہے صرف زندگی مستعار کا
فکرِ ادائے قرض بھلا کچھ تو چاہیے

طالب ہین خضر کعبۂ مقصد کے ہی صنم
کر لین گے راہ دل مین بنا کچھ تو چاہیے

اے دل خفا نہو دلِ نالان سے ہر گھڑی
گھڑیال مین ہماری صدا کچھ تو چاہیے

لیتے ہین بوسہ تیغ مین مرتے ہین بانکے
گو جان جائے جائے مزا کچھ تو چاہیے

بھولے ہین آپ وعدۂ روزِ الست کیون
کیا عہد تھا خیال وفا کچھ تو چاہیے

کرتا ہے سیر شیشۂ ابر بزجام کو
منعم کو شرم دست گدا کچھ تو چاہیے

بیٹھا ہے آئینہ مین کوئی شخص اجنبی
آنچل سے منہ چھپاؤ حیا کچھ تو چاہیے

حاصل گناہگار کو ہے لطف مغفرت
اے طالب ثواب خطا کچھ تو چاہیے

منکر ہے غیر خوبی حسن ملیح کا
ہے یہ نمک حرام سزا کچھ تو چاہیے

ہے وقت جوش اشک بڑھی آہ سرد بھی
برسات آئی نشو نما کچھ تو چاہیے

مرجاؤن یا ہون اوس سی ہم آغوش ای کریم
خالی نہ جائے دست دعا کچھ تو چاہیے

جل جل کے خاک ہوتی ہین ناحق ہمی یہان
ای بخت بد نصیب ہما کچھ تو چاہیے

اے خضر موت اگر نہین آتی تو ڈھونڈھ لا
عین بقا مین مشق فنا کچھ تو چاہیے

زلفین بہری ہین گرو مین کہیے تو ہمار دون
خدمت تمہاری خاک ملا کچھ تو چاہیے

یہ کون جان بلب ہی ادہر بھی کوئی نگاہ
او جانے والے پاس وفا کچھ تو چاہیے

مثل منیر سب ہین پریشان ای خدا
دنیا مین حصہ شعر اکچھ تو چاہیے

کعبہ گئے نہ جانب بیت الصنم چلے
جو راہ بیخودی نے بتائی وہ ہم چلے

کس روز تیرے کوچے سے ثابت قدم چلے
جھک کر ہمارے پاؤن نہ اوٹھی نہ تھم چلے

اوس جان جہان کو چھوڑ کے سوئے عدم چلے
پیچھے ہماری عمر رہی آگے ہم چلے

راہ وفا مین خویش و برادر غیر اور ہم چلے
کہل مل کے اپنی فصل مین تریاق و سم چلے

جنگل مین یا مزار مین آتش قدم چلے
کس اوجڑے کھنڈر مین آگ لگائی کو ہم چلے

پایا کفن تو جانب ملک عدم چلے
کپڑے بدل کی یار سے بستی مین کو ہم چلے

رہنے نہ دینگی آپ کی دمسازیان کہین
رستہ بہین بتاؤ گی کھا کے قسم تو ہم چلے

کاٹا یہان شباب بڑھاپے مین راہ لی
اک شب کی شب سرائے مین رہ جسکو دم چلے

عمر گذشتہ کی نہین لاتا کوئی خبر
کہتے ہین ہاتھ پاؤن ہمارے کہ ہم چلے

نام خدا نہ سن سکے اللہ ری دماغ — کعبہ سے اوٹھ کے دیر کیجانب صنم چلے

۳ قسمت اوٹھا دیتی ہے دنیا سے اپنے پاؤن — یارون کو یہ مقام مبارک ہو ہم چلے

منظور کس حسین کی تسخیر ہے انہین — کیون آب زر زمین نقش بہائی زرم چلے

۴ کیا جانتے تھے عالم فانی ہے جائے خوف — لٹتے ہین امن سرا مین مسافر تو ہم چلے

کس کا دیار حسن مین سکہ روان ہوا — سینہ مین داغ شہر دنکی اندر درم چلے

لغزش کہ جہان مین رہین یار شوق سے — جمتے نہین ہین پاؤن ہمارے تو ہم چلے

تلوے بھی دیکھنے نہین پاتے ہین سر فرو — دنیا مین کس کے پاؤن سے کہئے قسم چلے

نفرت دو رنگی چمن دہر سے ہوئی — اک رنگ اسجگہ نہین رہتا تو ہم چلے

لیجاؤ پھانس کر دل سوزان جو زلف مین — ہمراہ دو دہ آہ مع پیچ وخم چلے

آفت مین ٹھہرنا نہین دل ہو کہ ہاتھ پاؤن — اتنون مین کوئی ساتھ نہ دیگا جو ہم چلے

دولت گئی تو اوڑ گئی رنگت حریص کی — چہرہ ہوا سفید جو بہر کرم چلے

۲ تھے گلشن جہان مین برنگ نسیم صبح — دامن کسی نے اوٹھ کے نہ پکڑا جو ہم چلے

بھیجا ہے اوسنے بہر عیادت قریب کو — اے زیست مرگ تو ہو مبارک کہ ہم چلے

بیقدر داغ عشق ہین بازار حسن مین — بٹا گگا نے وضع مین اپنے درم چلے

۳ لطف شب وصال سے کہنا سلام شوق — اے عشق الوداع کہ محروم ہم چلے

۴ دنیا و دین سے آگے ہے صحرائے بیخودی — کونین پیچھے رہ گئے جب دو قدم چلے

۵ نوبت تونگرون کے جنازے کے ساتھ ہی — ڈنکے کی چوٹ صاحب طبل وعلم چلے

۶ کیا بیخطر ہے راہ ترے شہر وصل کی — سونا اوچھالتے ہوئے دام و درم چلے

جلتے سنے جو عشق دہن مین ہانکی لوگ — کافور لے کے راہی ملک عدم چلے

اللہ رے اشتیاق تری صید گاہ کا — کعبہ کو داد دیکے غزال حرم چلے

تیری گلی کی راہ کو پایا جو بے خطر — بند آنکھین کر کے جانب ملک عدم چلے

اوس بت کے گرد پھرتی ہی پائی خدا کی راہ
صدقے کی پتلے بھر طواف حرم چلے

پر یونسے ناتوانون نے کین فاکسارپان
چیونٹی کی چال فوج سلیمان سی ہم چلے

میخانہ کی جو وہ گل تر آبرو بڑہائے
دریا سے پانی پیتے ہی ابر کرم چلے

سیکھین گے کسطرح چلین اوس نونہال کا
شمشاد کب روان ہوی کسدن قدم چلے

راہ وصال یارمین دل دوڑتا رہا
تہک تہک کے پاؤن رگین بڑہ بڑہ کی ہم چلے

مرقدمین کچہ ہوا کے لئے راہ چاہیے
تختہ نمین اتنی سانس تو رکہنا کہ دم چلے

اپنی گلی سے اوٹہہ کے نجانے دیا کہین
وہ آپ آڑے آگئی جو راہ ہم چلے

رحمت خدا کی جلد کرے قصد میکدہ
بجلی کی ڈاک مین کہین ابر کرم چلے

اعضا کو بہی نہ عزم سفر کی خبر ہوئی
سوتے سے اپنے پاؤن نہ اوٹہی کہ ہم چلے

نالو نسے روز حشر مچائین گے دیکہنا
ہم صور پہونکے جائین گے جبتک کہ دم چلے

الٹے پہے کی عمر ہے اٹہکیلیون کی چال
کیونکر سمند ناز تمہارا قدم چلے

کہا کہدکے مجکو عرش پر اوڑہا ہی عشق رایف
کچہ اڑ دہا نہین کہ بہت کہا کم چلے

کب پہونچے کوچہ بت ابرو کمان مین ہم
دوڑے برنگ تیر بہت اور کم چلے

جہونٹون بہی آپ یاد کرین جس مقام پر
کعبہ تو دوڑی آنکہون سی سر کی قسم چلے

غالب ہو کون دیکہیے اظہار شوق مین
میرا تو ہاتہ تیری زبان اے قلم چلے

آؤ جو پھر وعدہ باطل ہمارے پاس
فوراً پہن کے جامہ قران قسم چلے

قاتل سے سامنا کرے کیا جان زیست کی
چہٹ جاے نبض موت جو دست ستم چلے

ہمسے حضور وعدہ دیدار اگر کرین
قران اوٹہانے کے لئے جہوٹی قسم چلے

رفتار ناز نقش ہے لوح قلوب پر
اس چال اس تراش سی کسدن قلم چلے

تیرے برہنہ پا جو ہون وحشت مین تشنہ لب
کوسون سے مشک ہاتہ مین لیکر دم چلے

ہاتہون کو بہی خبر نہو اسطرح دیجیے
ناچند پائے موج سے بحر کرم چلے

ہے نقش آب بحرِ جہان بن بنائے علم
کاغذ کی ناؤ لیکے ازل سے قلم چلے

بحرِ جہان مین ہو جو ہمین شوقِ فربہی
پیراہنِ حباب پہن کر ورم چلے

تو یہ شرابِ رنج سے ہے وضع کی خلاف
جب تک ہو آبرو قدحِ چشمِ نم چلے

پہونچانے جائین آنکھون سے لختِ جگر ہمین
وردی پہن کے چھاؤنی سے فوجِ غم چلے

آہ سحر کے سامنے تہک جائے اسقدر
پہیے لگا کے توپ ہر اک صبحدم چلے

میخانہ جہان مین مقابل ہون رنج و عیش
کشتی ادہر گدا کی ادہر جامِ جم چلے

وہ آہوئے رمیدہ جو آئے پئے شکار
چارون طرف کمند بکف موجِ رم چلے

جنگل مین سرو مہری سودائی زلف سے
خونِ غزالِ مشک کی مانند جم چلے

بخت سیہ کو ٹال کے بی راہ کوئی یار
کالا پہاڑ راہ سے سرکا کہ ہم چلے

اپنی گلی کی سیر کو تو دے جو اذنِ عام
طاؤس بن کے جلوۂ باغِ ارم چلے

پوری ہوئی مراد جو کی تم نے حاضری
درگاہ مین نشان چڑہانے علم چلے

جس روز بولے قاتل خوش لہجہ فارسی
تیغ عرب کی طرح زبانِ عجم چلے

رنگ ثبات گلشنِ فانی کو ہو نصیب
باغِ حدوث مین بہی ہوائے قدم چلے

طوقِ کمر ہو سلسلۂ عمرِ عاشقان
ہستی کی بیل جانبِ باغِ عدم چلے

فرقت مین ضعف سے جو بچائی تو جانئے
عیسے کے پاؤن پر جبین اگر اکی دم چلے

دے دیکے جان قطع رہ کوئے یار کی
عمرِ رواں سے سیکڑون کوس آگے ہم چلے

چہلم کے روز وہ بت خونریز اگر اٹہائے
پنجہ ملائے شیرِ فلک سے علم چلے

آئی ہمارے پاؤن سے دنیا مین لاغری
چڑہ کر کسی رقیب کے سر پر ورم چلے

تعداد کیا بتائین زرِ داغِ حسرتی
ممکن نہین محاسبہ سے یہ رقم چلے

اے بت رقیب کو ہو اگر شوقِ فربہی
مستسقیون کی بہیس مین گہر سے دم چلے

محتاجِ نبضِ فیض کی پہچانتے نہین
چاندی کے پاؤن پائے تو دستِ کرم چلے

عشرت چہٹی تو رنج سے خوش ہو کر راہ لی
روٹھی خوشی تو عیش منانیکو ہم چلے

تیرے شہید تیغ تجلی کے قبر پر
چادر چڑھانے ماہ فلک اصنم چلے

نشہ مین لغزشین لئے جاتی ہین اپنی سمت
للہ ما تہہ ما تہہ مین دنیا کہ ہم چلے

عمر روان چلی گئی رستہ مین چھوڑ کر
ناحق پرائے پاؤنسے دنیا مین ہم چلے

عزم مدینہ پر ہوئے طیار اے منیر
آنکھون سے سوئے روضۂ شاہ امم چلے

پس فنا بھی وہی رنگ دل کے داغ مین ہے
ہوئی ہے صبح مگر روشنی چراغ مین ہے

خیال تا بکمر دیدہ ہائے داغ مین ہے
ہمیشہ ایک ہی بتی چلچراغ مین ہے

خیال عارض پر نور دل کے داغ مین ہے
ازل سے روغن تصویر اس چراغ مین ہے

یقین ہے وہ قیامت کی چال چلتے ہین
حرارت آج بہت آفتاب داغ مین ہے

خدا بچائے ہمین پیر زال توبہ سے
ابھی تو لال پری شیشۂ دماغ مین ہے

فروغ حسن سے دل ہاری جاتی ہین عاشق
مگر دوالی کی بتی ترے چراغ مین ہے

شب وصال ہوئی تھی کسی زمانے مین
ہنوز بوئے عروسی مرے دماغ مین ہے

مین جام بادہ جو لیتا ہون دست لاغر مین
وہ ہنس کے کہتے ہین تنکا تری چراغ مین ہے

ہوا بہری ہے ازل سے مسیح مضمون کی
جواب عطسۂ آدم مرے دماغ مین ہے

صحیح ہے سند عشق میری دلکے پاس
مع خطاب ترا نام مہر داغ مین ہے

شمیم گیسوئے مشکین سے بڑھ گیا سودا
بلا سوار ہے سر پر خلل دماغ مین ہے

نصیب کسکو ہوا ہے وصال بعد فراق
پنہاری من ہجری سے مہر داغ مین ہے

ہمیشہ سنتے ہو داغ جگر کی کیفیت
تمہارے کان کی لو شاید اس چراغ مین ہے

لحاظ چاہیے ناموس عشق بلبل کا
نجائے کوئی عروس بہار باغ مین ہے

عجب نہین جو ہون زلفین تمہاری سنکے پریشان
بتاؤ شعلۂ بیدود کس چراغ مین ہے

ہمیشہ جاتے ہین میسلہ مین چاند کی ٹکڑی
سنا ہے چاندنی کا کیست عیش باغ مین ہے

لگا ہے گہات مین روشندلونکی بخت سیاہ
اندھیری رات نہان پہلو چراغ مین ہے

خدا کیو اسطے صورت دکہادی ای خودبین
ازل سے محو زمانہ ترے سراغ مین ہے

ہین اپنے میکدہ مین ایک سائل و منعم
ازل سے ربط بہان شیشہ و ایاغ مین ہے

موافقت نہوئی عقل و عشق مین اکدن
تمام عمر سے جہگڑا دل و دماغ مین ہے

بتائیگا کسے اسرار نشہ کی باتین
کچہ آج صبح سے جنبش لب ایاغ مین ہے

بتون کی آنکہون مین کاجل بنا ہوا جلکر
بجا ہے سرمہ تسخیر ہر چراغ مین ہے

بلا سے عشق مین ہون پر کوئی لگاتا نہ سنگہائی
شمیم دست امانت مری دماغ مین ہے

بنے سرو چراغان ہجوم داغ سے ہم
ہزار پہولکی اک شاخ اپنے باغ مین ہے

گذر نہین ہے یہان عقل کے فرشتونکا
ازل سے حکم جنون عالم فراغ مین ہے

حضور نے جو کبہی اسکو منہ لگایا تہا
وہان حور کی خوشبو گل ایاغ مین ہے

نصیب کب ہی امیرونکو راحت فقرا
برابری کہان مزدوری و فراغ مین ہے

شگون لیتے ہین کس خوش بیان کی آمد کا
صفیر طوطے جنت صدائی زاغ مین ہے

پڑا ہوا ہون کہین بیخودی کی پردے مین
حصیر فقر مرا گوشہ فراغ مین ہے

وہ بت رقیب سیہ رو کی گہر مین ہی مہمان
سنا ہے ہمنے ہما آشیان زاغ مین ہے

منیر لکہنؤ مین چلکے دیکہو قیصر باغ
ہوائے گلشن جنت اگر دماغ مین ہے

تکرار ہے ہین سر در بت پر پڑے ہوئے
ایسے بہی ہین نصیب کسیکے لڑے ہوئے

وہ قتل کر کے سب سے ہین بگڑی کہڑی ہوئے
لاکہون کے سر ہین پاؤن پر انکی پڑی ہوئے

کاوش مین ساری اہل سخن ہین پڑی ہوئے
کیا اس زمین مین ہین خزائی گڑی ہوئے

بیٹہے ہین کہان حضور کی بزم وصال مین
ملتی نہین ہے دلمین جگہہ ہین کہڑی ہوئے

منظور انتخاب کلام نفیس تھا — سب پھول چن لئے تری منہ کی جھڑی ہوئے

مال جہان کو ہاتھ لگانا بھی ننگ تھا — دنیا گولات مار کے ہم اوٹھہ کھڑی ہوئے

عاشق زمین پر ہین مزاج آسمان پر — کھڑکی کو تک رہے ہین گلی مین کھڑی ہوئے

اسپر بھی چونک چونک پڑے آپ رات کو — دلمین پکارتی رہے چپکے کھڑے ہوئے

ایجان اونکے پیچ سے بچنا محال ہے — چوٹی کے بال ہین تری پیچی پڑے ہوئے

قدرت خدا کی ٹھوکرین کہاتی ہین دربدر — جو سر تھے آسمان سی ٹکر لڑے ہوئے

لڑکر چلے ہین رک نہین سکتے کسیطرح — سر پاؤن پر ہے ہاتھ کمر مین پڑی ہوئے

کلیان سوا ہین دامن باد بہار سے — چھوٹے سی گھنٹی مین پائجی اتنی بڑے ہوئے

دی جان سینے اونسے لپٹ کر شب وصال — کیونکر چھٹین گی ہاتھ گلے مین پڑے ہوئے

اک مشت استخوان کو دباتا ہے آسمان — جتنے گھنٹے ہم اوتنی ہی صدمے بڑے ہوئے

آئی بہار خضر سے ہمسر ہوئے درخت — کیا کیا ہین سبز پوش چمن مین کھڑے ہوئے

تمنے چھوا جو ہاتھ سے پُر نور ہو گئے — چومک کی طرح جلوہ فگن چوگھڑے ہوئے

خط آتے آتے آپ کی کسطرح رک رہے — کاغذ کے گھوڑے ہمنے نہ دیکھے اڑے ہوئے

کس بادہ خوار تشنہ کی خاک اُن مین تھی نہ یارب — تازی شراب پی کے جو کوری گھڑے ہوئے

نکلے گی جان تو بھی نہ نکلین گے خار غم — دل مین چبھے ہوئے ہین جگر مین گڑی ہوئے

مستون کی دل مین رہ نہین سکتا ہی حرف پند — شیشے شراب ناب کے چکنے گھڑی ہوئے

کرنا سمند عمر سے ہے موت کا نشان — گویا کہ مرقدون کی گڑھے اڑ گڑے ہوئے

ٹھوکر نہ کہا مین خواب مین اگر کہین حضور — آنکھون مین لاغری سے گڑھی ہین پڑی ہوئے

زیور کو بھی ہے شوق ترے دست لمس کا — منہ کھولے دونون ہاتھ سی باہم کڑی ہوئے

بیٹھہ کر کسی سے تجکو نہ سنا دینگے دیکھنا — انگیا کے بند ہین ترے پیچے پڑی ہوئے

ٹوٹا جو تیرے ہاتھ سے شیشہ شراب کا — جھنکار سُن کے کان ہماری کھڑے ہوئے

۴ دانتون سے گاہ گاہ کھولئے زلف سیاہ کی ۔۔۔ زنجیر مین دکھائے ہیرے جڑی ہوئے
۴ آنے لگے جو خواب مین چپکر رقیب سے ۔۔۔ طیار غل مچانے کو اونکے چڑی ہوئے

تعظیم اتو کرنی پڑی بات بات پر ۔۔۔ بولے کسی سے کان ہماری کہڑی ہوئے
۴ پوچھا جو مینے چوڑیونکا حال رک گئے ۔۔۔ اک بات کے بتانے پر اتنی کڑی ہوئے
۴ اے حور تو نے ڈالدئے دلمین آبلے ۔۔۔ میوے ملے بہشت کی لیکن سڑی ہوئے

بہہ نکلے راستباز ونکے آنسو جو تین چار ۔۔۔ چھوٹے تمہارے موتیونکی سب لڑی ہوئے
دیکھین جو سخت جانی عاشق کی تیزیان ۔۔۔ کیا دانت پیسنے لگی خنجر جڑے ہوئے
کرتے ہین قدکشی صف خوبان دہر مین ۔۔۔ مثل الف ہین سب سے مقدم کہڑی ہوئے
۴ اے بت قدم سنبھال کر رکھنا زمین پر ۔۔۔ لاکھون کے دل ہین تیری گلی مین پڑی ہوئے
۴ جاڑون کی چاندنی ہی تمہارا فروغ حسن ۔۔۔ تکتے ہین ہم اندھیری کے اندر پڑی ہوئے
۴ کسکی نظر سے صحبت مے ہوگئی خراب ۔۔۔ ہین دور دور شیشہ و ساغر پڑی ہوئے
۴ رکھتے نہین ہین پاؤن خوشی سے زمین پر ۔۔۔ ہین ایک بت کے گوشہ دلمین پڑی ہوئے
۴ کہتے ہین پاؤن موت کی آتے ہوئی یہان ۔۔۔ ہم ایڑیان رگڑتے ہین کب سے پڑی ہوئے
۴ دلمین رہو تو ہمسے قسم لو جو دیکھین ہم ۔۔۔ ہین اس محل مین عقل کی پردی پڑی ہوئے
۴ گھر مین ہمارے چہلئی ہی وحشت نے جہاونی ۔۔۔ اس کہیت مین ہین سیکڑون لشکر پڑی ہوئے

دل پھیر دیجئی کہ کوئی بوسہ دیجئے ۔۔۔ دروازہ پر فقیر کہڑے ہین اڑی ہوئے
جنت مین خوش نصیب جہنم مین بدنصیب ۔۔۔ مرتے ہین بے نصیب اسی دہر مین پڑی ہوئے

تعقید اس غزل مین نہین بی سبب منیر
ہین اندنون مین عقدۂ لاحل پڑی ہوئے

تارے تمام آپ کے ہنسنے سے جل گئے ۔۔۔ منجن ہیا حضور دم صبح مل گئے
آخر کو راہ عشق مین ہم سر کے بل گئے ۔۔۔ مشکل مین ہاتھ پاؤن ہمارے نکل گئے

شوخی سے چال شعبدہ بازی کی چل گئی
پریان تو کیا بلا ہین چلا دیکو چل گئے

دنیا کباب لخت جگر کون اس طرح
سچ یہ ہے تم فقیر کے ٹکڑو نسی پل گئے

چرچے گئے شباب کی اندوہ شیب سے
بیس البدل ملی ہمین نعم البدل گئے

نسنہ ہمین روتے دیکھکے کہتے ہین طعن سے
اللہ ایک بوند مین ایسے اوبل گئے

کس کس کو یاد کرکے کوئی روئے الفلک
انکھون کے آگے لاکھہ زمانے بدل گئے

سرکاٹ کر جو نیزی پر اوسنے چڑھا دیا
ہم اشتیاق اوج مین بانسو اچھل گئے

چمکاک چڑھانے شبکو جو نکلا وہ رشک ماہ
گہی کے چراغ گنبد گردون مین جل گئے

مرجائین گے نہ جائین گے فقرہ نہ دیجئے
معقول ہم حضور کے ٹالے سے ٹل گئے

عشاق لکھنؤ کی کشش دیکھہ اے مسیح
لندن کے خوبرو بھی فرنگی محل گئے

کوٹھے پر اوسنے ہمکو بلایا اوتار کر
بام فلک سے گر کے قضا را سنبھل گئے

ہمکو نگاہ تیز سے دیکھا جو نزع مین
پیک قضا سے تیر بہر آگے نکل گئے

کیا سخت جانیون مین بڑا اشتیاق قتل
ہم ایڑیان رگڑتے ہوئے سر کو بل گئے

لغزش نہ کیون ہو آئینہ رویون کی عشق مین
خال سیہ بھی فرط صفا سے پھسل گئے

دل مین جگہ نہ پائی جو افراط عشق سے
گھبرا کے تیر آپ کے باہر نکل گئے

روز حساب دی عرق شرم نے نجات
دفتر ترے گناہ کے پانی مین گل گئے

پیچھا بُرے رفیقو نسے ایدل نہ چھٹ سکا
دنیا سے ساتھ ساتھ ہماری عمل گئے

قبرون کے پیٹ کیون نہین بھرتی ہین ایخدا
یہ اژدہے تمام زمانہ نگل گئے

اپنا سراغ پوچھتے پھرتے ہین موتسے
آفت ردون کی ہجر مین نقشے بدل گئے

کیا پر اثر ہوئی دل پر آبلہ کی آہ
موتی نہ سمجھکون کے حسینو نکی پہل گئے

بحر فنا مین جب نہ ملا کوئی آشنا
ناچار ہم حباب سے ٹوپی بدل گئے

بوڑھو نسے پہلے مرگئے اطفال خورد سال
پیچھے جو رہ گئے تھے وہ آگے نکل گئے

غصہ مین آکے ہو گئے کچھ اور ہی حضور — پہچانتا نہین کوئی ایسے بدل گئے
پریون کے تخت تھے کہ حسینون کی گلبدن — کیا کیا شکل سے نور کی ٹیکے نکل گئے
کس کسکو تیرے ہجر مین سمجھائین بیقرار — روکا اگر دلون کو کلیجے نکل گئے
قانوس مین بھی شمع نہین ایسی جانہ زیب — کپڑے پہن کے نور کی سانچے مین ڈھل گئے
کیا ان بتون کو بیر ہی جاہت کے نام سے — ثابت ہوا لگاؤ کہ تیور بدل گئے

بدلو ردیف اور پڑھو شعرای میر
کیا فائدہ جو اسکے قوانی بدل گئے

نکلا کوئی حسین کہ آنسو نکل پڑے — چکنے کسی کے گال ہوئے ہم پھسل پڑے
چڑھتی ہے آستینون کی چمکین نکلا ئیان — دو نیمچے نیام سے باہر نکل پڑے
مہندی کے چور گنجفہ مین ہاتھ آ گئے — اونکو ہوا خلال تو کیا کیا خلل پڑے
کمظرف سر اوٹھاتی ہین تھوڑی خزانہ پر — فوارے اس بساط پر ایسی اچھل پڑے
دو دن رہا وہ ماہ دو ہفتہ جو مجھسے دور — آٹھہ آٹھہ آنسو دیدۂ گریانسے ڈھل پڑے
آئے جو آپ آ گئے آنکھو نمین طفل اشک — گھبرا کے سات پردونسے باہر نکل پڑے
کج طینتو نسے چل نہین سکتا یہ بانکپن — سیدھا ملا جو کوئی تو تیورین بل پڑے
کیون کوستے ہو آپ سی بہا گا نہین ہون نہین — کسواسطے غلام کے پیچھے اجل پڑے
کیونکر نہ پھڑکین زلف مسلسل کی جالمین — پھندے مین ہم حضور کے پہلے پھسل پڑے
اتنی نہین ہے جان جو تڑپو نمین حشر تک — کسطرح آج وعدۂ فردا سی کل پڑے
بیتابیو نسے وصل مین مرنا مفید ہے — ایدل خدا نکردہ تجھے آج کل پڑے
راہ وفا مین ٹھوکرین کھائین پڑی پڑی — افتادگی سے کام مین لاکھون خلل پڑے
غیرون کے کہنے سے نہین آئی وہ نرع مین — یہ صبر میرے دشمنو نپر ای اجل پڑے
جاڑون مین تھنڈ ہی جو اونسی لپٹتے ہین — کہتے ہین گرم ہو کے ترا بادہ گل پڑے

مرتے ہین جان دینے کو ابرو سے یار پر
پھرتے ہین سر بکف کہین تیغ اجل پڑے

ہین ابتدای حسن مین جانی کی کرتیان
رکھنے تمہارے پر ویہین پہلے پہل پڑے

بجلی گرے گی اہل عدم پر نہ دوڑیے
ایسا نہو کہ سر سے قرولی آ کے گل پڑے

تعظیم غیر کی جو نہ کی آج یار نے ذوق
مارے خوشی کے ہم قد آدم اچھل پڑے

ہمکو دکھا دکھا کے نہ پہیکین اوسکال آپ
ایسا نہو کہ منہ سے کلیجا نکل پڑے

اقبال مند ذبح ہوئے اوسکے ہاتھ سے
ہم بے نصیب تیری گلی اے اجل پڑے

آئینو نسے سوا ہے صفا قصر یار کی
دیوارون سے جو چاندنی اوتری پھسل پڑے

دیکھا جو دست یار نے دل دل کی دست یار
خنجر سے زخم ہو نہ سوسہ نکل پڑے

تدبیر ہم تو کر چکے اپنے سے اے منیر
پر کیا کرین جو کام مین تیرے خلل پڑے

تیر مارے ہین کس قرینے کے
منہ چڑاتے ہین زخم سینے کے

تمہین باعث ہو سب کی جینے کے
تمہین دل ہو ہر ایک سینے کے

خوب رو دون ہون کی دل ہون صاف
بیٹھ جائین غبار کینے کے

مین ہون عاشق تری انگوٹھی کا
دل ہے پہلو مین اس نگینے کے

اون کے سینے سے لپٹی کیا کوئی
دل مین نشتر بھرے ہین کینے کے

جوہری دل کی قدر کیا جانے
رنگ لاکھون ہین اس نگینے کے

نہ ملا لطف وصل گرمی مین ذوق
مجکو چھینٹے دئے پسینے کے

گڑ گئی دل مین آ کے تیری ذوق
ڈانک ہے نیچے اس نگینے کے

بنگیا مور مرغ رنگ حنا ذوق
چھلے پہنے جو تمنے مینے کے

وصف اسکے جب تیری انگوٹھی کا
نقش ہے دل مین ہر نگینے کے

خوب طاؤس بولتے ہین آج
حقے پیتے ہین آپ مینے کے

چاند سے گا لون کا تعلق ہے
ہم تو نوکر ہین دو مہینے کے

پڑہین کوسہے پر اونکے خطبے اوج
کوئی منبر ہو بدلے زینے کے

۳ بال طاؤس کیون بنی تلوار
پرزے کیا ڈاب ہین نینے کے

۴ اہل حیرت کے دلمین بیٹہہ گئے
چہپ رہے گہر ہین آبگینے کے

۴ حق مین ممسک کے مال زہر ہوا
سانپ بچھو بنے دفینے کے

زرد داغ جگر اوٹہاتے ہین
ہم ہین صراف اس خزینے کے

دلکو توڑا ہے عشق گیسو نے
بال اوجہے ہین آبگینے کے

۴ دل پہٹے سب کے اسقدر تسبی
نہ رفو کے رہے نہ سینے کے

مہ جبینون تمہاری ورزش پر
پتلے صدقے ہوئی پسینے کے

۴ میرے دیوان کی ہین موزون و صف
شور بحرون مین ہین سفینے کے

۴ نوجوانی مین ہوشہ اکباب
بس یہی دن ہین کہانی پینے کے

پیچوان اورونکو دیا تو کیا
اے پری پیچ کر قرینے کے

ضعف سے تنگ ہوکی ڈوب مرے
ایسے دریا بہے پسینے کے

بوسۂ آستان حضرت لون
کہاؤن یارب رطب مدینے کے

۲ عمر گذرے تو وصل مین گذرے
سر تصدق ہے ایسے جینے کے

تم جو پیاسے مرے لہو کے ہو
خون نکلے عوض پسینے کے

۲ سال بہر سے نظر نہین آئے
آپ ہین چاند کس مہینے کے

۱ اے شب وصل تیری عمر دراز
اوٹہہ گئے آج لطف جینے کے

ملگجی کرتی بہی ہے نورانی
صدقے اس گوری گوری سینے کے

۳ اک شب وصل سے بدلتا ہون
جسقدر دن ہین میرے جینے کے

اے منیر اب زمانے کو چہوڑو
طور بیڈھب ہین اس کمینے کے

مئے غفلت نصیب من زاحباب است بیداری
بساطِ بزم یاران محفل خواب است بیداری

چنان پائی نگاهم در سراپایش گزیند جا
که دریای جمال یار پایاب است بیداری

فروغ عیش و عشرت میرد از سوزش خاطر
سفیدی وصباح عید سیماب است بیداری

نمی بینم که گردون هم بآسایش بگذراند
شفق در چشم من از خونِ رگ خواب است بیداری

وفور اشک حسرت باعثِ اسباب غفلت شد
همانا پنبه گوشم کفِ آب است بیداری

فروغ ماه ویران میکند غمخانه ما را تر
درین منزل شب مهتاب سیلاب است بیداری

بدنیا هر که آمد گشت غافل از مآل خود
سوادِ ملک هستی سرمه خواب است بیداری

به پیش هر دو ابروی تواضع میکند هر کس
خم تسلیم در بزم تو محراب است بیداری

بزم عاشق سرگشته و گریان اگر بینی
لگن با شمع و محفل جاه و دولاب است بیداری

سراپای شب غم راز آهم رعشه در گیرد
سویدای دل عشاق بیتاب است بیداری

سرستان بگردون میرسد در بزم تا یسانی
کمندِ آسمان موج مئے ناب است بیداری

چنان غمخانه من منزل آفات گردیده است
که زنجیر درم گیسوئے سیلاب است بیداری

بشوق وصف حسنت دائما محو طپش باشد
زبانم در دهن ماهی بے آب است بیداری

لبش هر گاه بوسم ظاهرا آزرده میگردد
میان یار و من گویا شکر آب است بیداری

منیر از فیض نواب معین الدوله می بالد
همانا ذرهٔ مهر جهان تاب است بیداری

آنسو دن کی ضبط کے ہاتھ سے جوری ہوگئی
ہر پیالی دیدۂ گریان کی کوری ہوگئی

نور افشاں جب ہوا اوس ماہ سیما کا خیال
لیلیٰ شب حور صبح غم سی گوری ہوگئی

اونکی دزدیدہ نگاہوں سی ہوئی یعقوب ہم
دیکھتے ہی دیکھتے آنکھوں کی چوری ہوگئی

ہر گہڑی ہے میکدہ مین کثرت اطفال اشک
دختر رز اندنون شاید چھچھوری ہوگئی

بالون کی کھلتے ہی پہر سنتے نہین وہ ایک کی
زلف پیچان کان کے پر دیکی ڈوری ہوگئی

پھول انگیا مین جو رکھے اوس بہار حسن نے
پھولون کی دونی کی صورت ہر کٹوری ہوگئی

چاٹتی ہے ہونٹھ ہر دم خونکا چسکا پڑا
کیا زبان تیغ اے قاتل چٹوری ہوگئی

ہے وظیفہ زاہد دنکا وصف شاکی ہر پری
کنٹھے کا دوڑا تری انگیا کی ڈوری ہوگئی

رنگ لائی دختر رز تیری وحشت دیکھکر
قلقل مینائے مے جنگلی کی ہوری ہوگئی

چھاتی کے پتھر کو ٹالا چھوڑ کر اوس بت کی یاد
آج ظاہر میرے دلکی سینہ زوری ہوگئی

بادہ خوار و نین جوگیا بیٹھہ کر پیالہ گل
ہر لب مے عندلیب روح شوری ہوگئی

چشم ظاہر بند کرنا ہستی جاوید ہے
پردۂ آب بقا ظلمات کوری ہوگئی

تیرگی پہلے نہ تھی شبہائے غم مین اسقدر
کیا سیاہی آپ کے بالون کی چوری ہوگئی

نیند ہم خوابیدہ بختون کی بڑی محشر کو دن
طفل طبعون کو صدائے صور لوری ہوگئی

صبر دلسے چھٹ گیا یکدست فرقت مین منیر
کیا قیامت ہے خدا کی گھر مین چوری ہوگئی

قابل گلے لگانے کے تیرا لباس ہے
پٹھون اوسی سے قبضہ مین جسکی سماس ہے

کیون انقلاب دہر سے ایدل اداس ہے
اللہ مہربان ہے تو ناحق ہراس ہے

مشتاق آب تیغ ہین جینے سے یاس ہے
للہ ایک گھونٹ قیامت کی پیاس ہے

پیری مین کشت عمر کی بڑھنے سے یاس ہے
قد خمیدہ کاٹنے کو منجل داس ہے

تنہا ہم آپ ہین مے گلرنگ پاس ہے
آتی ہے شرم کیا کہون کیا التماس ہے

صورت پرست تنگ ہین معنی پرست شاد
آنکھون سے دور دور ہی وہ دلسی پاس ہے

مشکل شمیم زلف کے احسان سے نہین
سن جاؤ بال بال زبان سپاس ہے

سب کچھ سمجھتے سوچتے ہین بیٹھہ کہان
محفل تری مرقع ہوش و حواس ہے

زاہد چو بوسہ لیتے ہین اے شہسوار حسن
کیا فاش زین مین سبب جنانکی تہماس ہے

دیکھے سے زہر مرگ جھلکتا ہے جسم مین
اے خط سبز یار تو کس بن کی گھاس ہے

دونون جہان گوشۂ دلمین ہین ایفکاک
وہ بُت کہین رہے مگر اپنے ہی پاس ہے

کیا بیٹھین ہم حضور کی بزم نشاط مین
سب عیش بے مزہ ہین اگر دل اداس ہے

قائم ہے دم سے غالب خاکی جہان مین
مٹی کے گھر کی دوش ہوا پر اساس ہے

شاکی ہے وصل مین بھی تو کمبخت ہی اڑائے
قابل اسی سزا کے دل ناسپاس ہے

امید و بیم مین ہمین رہتے ہین راتدن
دیکھو یہ قہر آس کے ہمراہ یاس ہے

دریا ہے وہ تو موج ہون کل ہی تو رنگ ہون
مین بھی اوسیکے پاس ہون وہ جسکے پاس ہے

کیا فائدہ جو آکے تم آنکھون مین پھر گئے
دل مین رہو یہ خانہ محکم اساس ہے

میرا سمند عمر و سمند بھجا رہو
جوڑی یہی حضور کی بگھی کو راس ہے

نشہ مین منہ لگا کے عبث پھیرتی ہین دل
ہم کیا کرین گے لیکے یہ جھوٹا گلاس ہے

ممکن نہین کہ موت سے انسان بچ سکے
ہم جس سے بھاگتے ہین وہی آس پاس ہے

اللہ رے حضور کی دشمن نوازیان
بیگانون کو اُمید ہے یارونکو یاس ہے

آتے ہین ہم ہی آپ مین آنی سہی آپ کے
شاید جلو مین لشکر ہوش و حواس ہے

بس بس وہین خدا کے لئے ای ہجوم یاس
خالی نہین مکان ابھی دلمین یاس ہے

طوفان آب تیغ نہ تھا پہلے اسقدر
دریافت کیجئے کسی زخمی کو پیاس ہے

آنکھون کی عاشقون کی پہنچتے ہین ہزار ہا
پہچان لو جو دیدۂ مردم شناس ہے

جینے سے ہاتھ دھوتے ہین مہمان آپکے
نظرون مین اُن کی دیدۂ جلاد طاس ہے

پہچان لین گے لاکھ حسینون مین ہم اوسنے
اپنا وہی ہے چور کہ دل جسکے پاس ہے

بھائی ہے یار کو مری صورت پڑی ہوئی
ان روزون فتحیاب سپاہ ہراس ہے

باہر ہے اپنے جامہ سے فصل بہار فقر
اے بینوا ڈھونڈ موسم ترک لباس ہے

خلوت ہے کہل کے بیٹھیے پوشاک اتاریے
نازک بدن حضور ہین بھاری لباس ہے

دیتا ہے وہ کریم مگر حرص ہے ہی
ہم پانی پانی شرم سے ہین اور پیاس ہے

اے تازہ وارد انِ جہان لاعدم کی راہ — بہاگو یہانسے آج کی منزل اوداس ہے

میرا لہو پیئن نہ بتائین اگر حضور — اتنونمین آب تیغ کی کس کسکو پیاس ہے

وہ خوش رہین رقیب کی صحبت مین آندن — اونکی بلاسے دل جو کسیکا اوداس ہے

کہتی ہے روح پیرہن تن اوتار ڈال — اس جامہ سے نکل یہ پرانا لباس ہے

پانی چڑا رہے ہین مرے زخم اس لئے — در پردہ آب خنجر قاتل کی پیاس ہے

کعبہ ہو یا کنشت ہو دل ہو کہ عرش ہو — وہ گھر کرین کہین یہ خلاف قیاس ہے

اے موت دیکھہ سب کے گلے چھری پھیر — جان جہان مری رگ گردن کی باس ہے

نام وفا نہین ہے حسینونمین ای فلک — کیسے یہ پھول ہین کہ نہ بو ہی نہ باس ہے

خلوت سرائے دلمین قدم رنجہ کیجئے — گوشہ مین آئے مجھے کچھ التماس ہے

شاعر ہمارے عہد کے اپنے خیال مین — کوئی ہے بو تو اس کوئی بو فراس ہے

اکدن تو آکے دیکھیے کیا اوڑ رہی ہے خاک — رہتے تھے آپ جسمین وہی دل اوداس ہے

انگیا مین دل چھپائے سہی چھپتا نہین مرا — روشن ہے خلق پر کہ کنول مین گلاس ہے

کاٹے گی تو ہی قید بلائے فراق کی — اے تیغ یار مجکو ترے دم کی آس ہے

کس مست نے عدم مین کیا یاد ایزدا — ہچکی لگی ہے نشہ مین کچھ دل اوداس ہے

جو بات تخلیہ مین مناسب ہو کیجئے — مجھسے نہ پوچھئے تری کیا التماس ہے

جس شئے کو تیری جانسے دور اب بھی کہتے ہین — جسسے گیا ہے تو وہ ہماری ہی پاس ہے

جو چاہے ہم سے مانگ لے رخت برہنگی — سب کے بدن مین ٹھیک ہمارا لباس ہے

ننگے نہانے مین بھی دورنگی ہے پردہ دار — اسکو نکھٹ سیاہ ہے تو گلابی لباس ہے

اللہ ری نزاکت ساقی بہار مین — اوٹھتا نہین جو پھول سے ہلکا گلاس ہے

مشتاق وصل وصل مین بھی بیقرار ہین — دریا مین ڈوب ڈوب کے کہتے ہین پیاس ہے

بت ہو کہ مہر و ماہ ہو زہرہ کہ مشتری — اے طفل برہمن تجھے ہر نام راس ہے

پہنچا دے کربلا مین الٰہی منیر کو
میری یہی دعا ہے یہی التماس ہے

قحط مکان ہے گنبد افلاک کے تلے
کیون اوٹھہ نہ جائین اہل زمین خاک کے تلے

ہم ناتوانون نے جو کیا ضبط جوش اشک
دریا سمٹ کے آگئے خاشاک کے تلے

موجین اوٹھین جو آب روانکی لباس سے
کشتی بھی پھری تری پوشاک کے تلے

دم بھر کہین ٹھہر جو سکے کیا مجال ہے
ہے آگ پائے عاشق غمناک کے تلے

کیسہ کیا جو آپ کے تلوؤن مین صبحدم
مہتاب چھپ گیا کف دلاک کے تلے

جبین ہے اوس کی ابرو پرخم سے پوچھیے
کسکا جگر ہے خنجر سفاک کے تلے

پرتو پڑا جو باغ مین اوس مست ناز کا
سایہ پری ہوا شجر تاک کے تلے

نیچے یہ جہت ہی اتنی کہ کہاتے ہین ٹکرین
کیا سر اوٹھائین گنبد افلاک کے تلے

اپنے وطن مین صید ہین صیاد پر دلیر
مچھلی نہ دب سکی کسی تیراک کے تلے

اے زاہد و شراب نجس ہے تو ہمکو کیا
ہر چیز پاک ہے نگہہ پاک کے تلے

دل توڑکے وہ لکھتے ہین نامہ رقیب کو
شیشہ ہے پائے قاصد چالاک کے تلے

اے ترک بڑہ گئی ترے خنجر کی یہ قدر
فوق السما ہے بستہ فتراک کے تلے

کیا اے کلال یہ کسی سرگشتہ کی ہے خاک
چکر مین ہے زمین ترے چاک کے تلے

اللہ ری مرے دل سوزان کی روشنی
دوزخ نہان ہے شعلۂ ادراک کے تلے

پہنچے تھے مدتونکی تھکے ماندے قبر مین
پھیلا کے پاؤن سو رہے ہم خاک کے تلے

بیم و امید مین رہے ہم دو دلی مدام
اکدن ہے اور بھی دل صد چاک کے تلے

سوتے ہوئے حسینون کی منکو الٹی پلنگ
اچھا عمل کشش نے کیا خاک کے تلے

سوز درون نے لاغر و نحیف ما کر لی پناہ
یہ آگ چھپ رہی خس و خاشاک کے تلے

اے آسمان زیر زمین بھی نہین ہے چین
شیشہ بچھا ہوا ہے ترا خاک کے تلے

جان جہان کو پہلے تو کہو بیٹھی ای منیر
بھائی کو آج دفن کیا خاک کے تلے

دل نے جسے بتون کو تاڑا ہے
ہمنے اس گھر کو خوب جہاڑا ہے

دل وحشی نے گھر اوجاڑا ہے
یار بن گر مجھے لگا ڑا ہے

اب قدم کہیت سے نہین ہٹتا
ہمنے سردے کی پاؤن لگا ڑا ہے

بل ہے پوشاک پر حسینون کو
کوئی رچھا ہے کوئی آڑا ہے

مہندی مین خون دل کی بو پائی
چور کو ہم نے آج تاڑا ہے

گرد غم بال بال سے پوچھی
درد سر اوس پری نے جہاڑا ہے

تیری زنجیر در ہے زلف پری
تخت بلقیس ہر کواڑا ہے

کس نے تیوری چڑہا کے ماراتیر
میرے زخمون نے منہ بگاڑا ہے

ہے اوسی پر فقیر کا تکیہ
پاؤن پہیلا کے ہاتھ جہاڑا ہے

بوسہ تصویر کا لیا کس نے
تیرے نقشہ نے منہ بگاڑا ہے

شب غم کو اوٹھا لیا سر پر
جڑ سے کالا پہاڑ اوکہاڑا ہے

کیون نہ دب جائے بال بال مرا
زلف نے پیچ سے پہاڑا ہے

کشتیان وصل مین وہ لڑتے ہین
میرے گھر مین نیا اکہاڑا ہے

تیرے کوچہ مین لوگ روتے ہین
یہ بھی کوئی امام باڑا ہے

مین تڑپ کر جو ہو گیا ٹھنڈا
کانپ کر کہتے ہین کہ جاڑا ہے

نہ بسا پھر دل خراب آباد
کس نے اس شہر کو اجاڑا ہے

اوسکی پوشاک خوب مسکائی
اس لفافہ کو ہمنے پہاڑا ہے

نقد دل خاک مین ملا بیٹھے
ہر جگہہ ہمنے مال گاڑا ہے

میرے نواب نے مدام منیر
رستم زال کو لتاڑا ہے

اسنے تلقین پڑہی بڑہ گئی عزت اپنی ۔
جاگ اوٹھی شانہ ہلا دینی سی قسمت اپنی

نہ تو دوزخ سے علاقہ ہے نہ جنت اپنی
دیکھیئے لے کے کہان جائیگی قسمت اپنی

ضد پر آجائین گے ہم بھی نہ ستاو دیکھو
پھر نہ سنبھلیگی جو بگڑے گی طبیعت اپنی

بات پوچھی تو نکیرین نے ہاری صد شکر
اے اجل تیری بدولت ہوئی عزت اپنی

عشق کامل جو نہین پھر اسے کیا کہتے ہین
دل کے ٹکڑے ہوئی ثابت ہی نیت اپنی

آپ آئین تو ابھی راہ پر آجائے مزاج
نئی گلیون مین بہٹکتی ہے طبیعت اپنی

شیشہ کے شیشہ مبارک ہون تجھے ای ساقی
ایک ہی جام سے بھر جائیگی نیت اپنی

گذرے جنت سی جہنم ہی کے لائق ٹھہرین
نظر یار مین کچھ تو ہو لیاقت اپنی

کبھی جی بھر کے ترانا زاوٹھانے پائین
ضعف مین آپ ہی ہم کرتے ہین نیت اپنی

نقد دل کا نہین اوٹھنا یہ تقاضا ہر دم
قرض دے ڈالئے للہ طبیعت اپنی

کئی بوجھون کے تلے روح دبی ہی ایموت
چار دیوار عناصر مین ہی تربت اپنی

جان پر کھیل گئے ہم درد دولت کی قریب
شکر ہے آج ٹھکانے لگی صحت اپنی

جسجگہ جاتے ہین سامان قضا ہی موجود
اپنے ہمراہ لئے پھرتی ہے قسمت اپنی

دل وحشی کو کہین چین نہین ملتا ہے
کسی کیسہ مین ٹھہرتی نہین دولت اپنی

بار خاطر نہوئے تھے کبھی دشمن کی بھی ہم
کیون دباتی ہے الٰہی ہمین تربت اپنی

چپکے اوٹھہ جاتے ہین در پردہ ہماری گھڑی
رات کے وقت سرک جاتی ہی دولت اپنی

ہو چکا حشر بھی سب دیکھہ چکی جلوہ یار
بیٹھے ہین دیکھیئے کب آتی ہی نوبت اپنی

چاند سے گانون کی الفت کو لئے آئے ہین
دو مہینے سے زیادہ نہین رخصت اپنی

نقد دل قبر مین لیجانے سے کیا حاصل ہی
ہم چلے لیجئے للہ امانت اپنی ۔

آپ نے شربت دیدار کی رکھی ہی سبیل
ہم کہان ہونگے اگر آئی بھی نوبت اپنی

یہی رونا ہے تو ہم ہونگے نہ پھر خود داری
ساتھ اپنے ہمین لے ڈوبیگی چاہت اپنی

آپ کے عشق مین بندہ ہی ستم سہتا ہے — کہیئے کسکو نہین دنیا مین محبت اپنی
خیر جنس آپ کے رتبہ کو بھلا کیا جانے — پوچھیئے یوسف بازار سے قیمت اپنی
عشق بدنام ہوا ہم جو کہیے سوئی پر — جھنڈے پر مفت چڑھی آج محبت اپنی
ایک کوڑی کی نہ بازار جہان مین ٹھہری — رہی کیسہ مین خریدار کے قیمت اپنی
چوٹی گندھوانے کو کس پیار سے بلواتی ہین — بول اوٹھی یار کے سر چڑھ گئی محبت اپنی
ایک دل بھی نہین ملتا ہے جگہہ کے لائق — کسی آئینہ مین رہتی نہین صورت اپنی
مر گئے پھوڑ کے سر تو بھی نہ پوچھا تم نے — ہائے تقدیر کہان پھوٹی ہی قسمت اپنی
عشق نیرنگ پر اپنے اگر آجائے گا — تیری صورت سے ہی بدل جائیگی صورت اپنی
تن آوارہ مین بن بن کی ہی مٹی شاید — ہر جگہہ ہمکو نظر آتی ہے تربت اپنی
آشنائی نے تری سب سے کیا بیگانہ — ایک تصویر سے خلقی نہین صورت اپنی
سب کی روز مین ہے تیرے فقرا کا حصہ — کونسا گھر ہے کہ جسمین نہین دعوت اپنی
دانت جس روز سی ہو وحشت دل کا مجھپر — کاٹے کھاتی ہے مجھے آپ ہی صورت اپنی
وصل کیواسطے منظور ہے سب سے پردہ — شہر خالی ہون تو ٹھہری کہین خلوت اپنی
آئینہ جوش جنون مین نہ دکھایا ہوتا — ڈر سے ہم بھاگ گئے دیکھکے صورت اپنی
زخم اک تیر نگہہ کا وہ لگا دین دل پر — راہ پیدا ہو تو نکلے کہین حسرت اپنی
آئینہ دیکھکے ہم پوچھتے ہین نام اپنا — اسقدر بھول گئی ہجر مین صورت اپنی
ہوش اڑ جاتے ہین اوس شکل کے حضور — نبضین چھٹ جاتی ہین چلتی نہین قسمت اپنی
خواب مین آئے تو بیگانہ سمجھکر بھاگے — ہجر مین ہوگئی کچھ اور ہی صورت اپنی
آپ کہتے ہین بلا سیری ترس کھاتی ہے — اس بلا پر مین تصدق کہ ہے راحت اپنی
دوست دشمن کو میسر ہے ہمارا حصہ — خوان یغما مین ہے رکھی ہوئی نعمت اپنی
ہم شب وصل اونہین ہاتھ لگانے دینگے — خوف سے دور کھڑی رہتی ہے جرأت اپنی

تجھکو ہنگام غضب کیون نہو نفرت ہمسے
منہ بناتے ہی بگڑ جاتی ہے صورت اپنی

فوج ہونیکی ترے ہاتھ سے شادی ہے بہت
آئیگی بن کے دولہن آج شہادت اپنی

کوئی حصہ مین کسی کے نہین ہوتا ہی شریک
آپ کا عیش خداداد ہے حسرت اپنی

غیر نے خوب ترے ہونٹھ لپٹ کر چوسے
رہ گئی دور سے منہ دیکھہ کے حسرت اپنی

غیر سے دست و بغل ہونیکی ہمسے باتین
بس بس اب ہاتھ سے جاتی ہی طبیعت اپنی

لاکھ نیرنگ بنا کر وہ اچوتے ٹھہرے
وحدت یار کے باعث ہوئی کثرت اپنی

ایک تیرا ہی نہین اہل جہان مین ثانی
ہر ہیولے مین نظر آتی ہے صورت اپنی

ابتو پژمردہ ہین پر فصل بہار آنے دے
پھر وہی ہم ہین سلامت ہے وحشت اپنی

پہلے ہی عشق مین کیا جی سے گذر جائین میر
پھر سمجھ لین گے جو ہے جان سلامت اپنی

کرتے ہین لب بام اشارے کئی دنسے
ہین عالم بالا کے نظارے کئی دنسے

مرتا ہون تری شرم کے مارو کئی دنسے
پیاسا ہون مین دریا کے کنارے کئی دنسے

دلمین مرے رہتے ہین کبھی سینہ پر اونکے
گردش مین ہین انکیا کستارے کئی دنسے

زندہ رہے فرقتمین تو بوجھا رہے ہمپر
پانی ہوئے ہین شرم کے مارے کئی دنسے

شاید ابھی رونے سے نہین سیر ہوا دل
ہنستے مین بہت زخم ہمارے کئی دنسے

ان روزون مرے حلقہ مین ہے درس اشارت
سمجھا ہون حسینون کے اشارے کئی دنسے

آئینہ مین جلوہ نظر آتا ہے کسی کا
بیٹھا ہے کوئی دلمین ہمارے کئی دنسے

کیا کثرت غم ہے کہ ہوا بھی نہین آتی
گرمی ہے سو ابھیڑ کے مارے کئی دنسے

نالے دل بیتاب کے سونے نہین دیتے
کہرام ہے پہلو مین ہمارے کئی دنسے

مرمر کے بھی اب جلنے لگے عاشق جانباز
مرگھٹ ہے محلہ مین تمہارے کئی دنسے

آشیب محبت نے قفس کیا ہے
اوتری ہے بلا گھر مین ہمارے کئی دنسے

آیا نہو چپکر دل بیتاب کسیکا تو
اک زلزلہ ہے گھر مین تمہاری کئی دنسے

فقرہ جو نہ دیتے تو مین ہیموت مواتہا
جیتا ہون فقط دم کی سہاری کئی دنسے

وہ چلدئے آرام کرین کس کی سہارے
تکیہ نہین پہلو مین ہمارے کئی دنسے

اب کوچ ہے دنیا سے ترے آبلہ پا کا
خیمہ ہے مرا گور کنارے کئی دنسے

مشتاق ہین کیا زخم جگر ناوک غم کے
کھجلی سی ہے سینہ مین ہماری کئی دنسے

کس کشتہ الفت کو کفن دیکے گڑا ہے
کپڑے نہین اوس گل کی اوتاری کئی دنسے

تدبیر ہے کس کشتہ الفت کے سوم کی
ہے پھولونکی بو گھر مین تمہاری کئی دنسے

للہ اسی چال سے ٹہکراتے چلے جاؤ
سر پھوڑتے ہین درد کے ماری کئی دنسے

ہر روز پہر رات سے دہوکا ہے گجر کا
بجتے ہین بہت کان تمہاری کئی دنسے

ان روزون دکہاتے ہو بہت حسن کے نیرنگ
ہین طرفہ طلسمات تمہارے کئی دنسے

چسوائین گی شاید وہ میری ہاتہ سے افشان
گرتے ہین مرے گھر مین ستاری کئی دنسے

ان روزون ذرا قہر سے خالی نہین نکہین
ہین شیر کے بس مین یہ چکاری کئی دنسے

بے مانگین ہوئی بوسہ کسی بت کی ملینگے
کیون ہو نہٹہ بہڑ کتے ہین ہماری کئی دنسے

آزردہ کیا ہے تو گلے سے نہ لگانا
پہوڑا ہے کلیجے مین ہمارے کئی دنسے

اے درد جگر جلوۂ محبوب کی صدقہ
ہوتی ہے چمک دلمین ہماری کئی دنسے

آزردہ نہونا جو گلے تم کو لگائین
قابو مین نہین ہاتہ ہمارے کئی دنسے

لیجائے گی کس سمت مسیحا اب ہمین وحشت
کہجلاتے ہین پہر تلوے ہماری کئی دنسے

آہ بھی دل مین نسیم سحری ہوتی ہے
جو بلا آتی ہے اس گھر مین پری ہوتی ہے

ہر جگہہ اونکی نئی جلوہ گری ہوتی ہے
رنگ یاقوت مین شیشہ مین پری ہوتی ہے

دل سوزان مین تری جلوہ گری ہوتی ہے
آتشی شیشہ مین محبوس پری ہوتی ہے

خاک تک دشتِ محبت مین ہری ہوتی ہے
کوئی بوٹی ہو یہان سبز پری ہوتی ہے

اونکے گھونگٹ مین عجب جلوہ گری ہوتی ہے
شمع فانوس مین شیشہ مین پری ہوتی ہے ۴

لطف ہم پاتے ہین وحشت مین شہنشاہی کا
چیتوڑ اپنے لئے آشفتہ سری ہوتی ہے ۴

رنگ لاتا ہے شبِ ماہ مین جوبن کیا کیا
چاندنی مین تری پرچھائین پری ہوتی ہے ۴

کس پر اوس ماہ دوہفتہ کی تجلی ہوگی
آج آراستہ کیون بارہ دری ہوتی ہے

ایک پردہ اسرار نہین کھل سکتا
نئی دیوار مری بے خبری ہوتی ہے

نام ہوتا ہے ترا خون مرا ہوتا ہے
مہر کہدتے ہی عقیق جگری ہوتی ہے ۴

مشق گریہ مین نظر آتے ہین اسرار نہان
صاف چشمہ مجھے آنکھون کی تری ہوتی ہے

کیا شب ہجر مین پہائی ہے اداسی گہر مین
چاندنی نور چراغ سحری ہوتی ہے

خاک ہو عالم پیری مین بہر و سادم کا
سانس ہر ایک نسیم سحری ہوتی ہے

وہ لپٹ کر کبھی سوتے ہین تو بس جاتا ہون
شاہد وصل کی پوشاک اگری ہوتی ہے

صبحدم ذکر خدا سے نہو غافل دم بھر
عرش پرواز دعائے سحری ہوتی ہے

طرفہ خوشبو تن نازک مین ہے اللہ اللہ
آپکے میل کی بی اگری ہوتی ہے

مغتنم تھوڑی سی فرصت بھی سمجھیے یہ مین
دم کی مہمان نماز سحری ہوتی ہے

چھاتیان اوبھری ہوئین ہمسی چھپاتی ہین آپ
آج ہر چیز بدیہی نظری ہوتی ہے

خوشخرامی تری میخانہ مین ایسی چھائی
چلتی ہے جب بط مے کبک دری ہوتی ہے

میکدہ کیون نہو آشکدہ ای ساقی مست
میرے مرنے سے ترستی لال پری ہوتی ہے

وجد مین آتے ہین قدسی بھی عبادت تری
بھیرویں صاف دعائے سحری ہوتی ہے

کسقدر رنگ ترا سبز ہے ماشاء اللہ
دم مین ہر بیل دوپٹہ کی ہری ہوتی ہے ۴

خوب شہرت ہے دہان و کمر جانان کی
بے نشانون کی بڑی ناموری ہوتی ہے

پھر نہین آتے جو دنیا سے نکل جاتی ہین
اس محل مین نئی شمسی قمری ہوتی ہے

یادِ حق کیا ہو جہان گذران مین کامل
کہتے ہین قصر نماز سفری ہوتی ہے

مرض عشق قدر سہی بڑھتا ہے
سل یہان لوح عقیق شجری ہوتی ہے

تو چھڑاتا ہے تو بس جاتی ہے انشانی
پہلجھڑی چھوٹتے ہی مو سری ہوتی ہے

عشقِ نخل قد جانان مین جو تپہراتی ہے
انکہہ ہر ایک عقیقِ شجری ہوتی ہے

سیر لازم ہے تجھے عالم گمنامی کی
مہر کہدنے سے کہین نامور ہوتی ہے

زعفرانی تری پوشاک جو یاد آتی ہے
زرد آندہی مری آہ جگری ہوتی ہے

باعث برہمی عیش ہے پیرانہ سری
صبحدم بہی کہین سیر گذری ہوتی ہے

ناخن فکر سے عقدہ یہ نہین کہل سکتا
بال کی گانٹھ تری موکری ہوتی ہے

نامہ رکہدیتے ہین اکثر وہ مری سینے پر
آرسی مہر عقیق جگری ہوتی ہے

میکشی کرتے ہی جی اوٹہتی ہین مشتاق انل
جان آدم ہمین شیشہ کی پری ہوتی ہے

چوٹ لگتی ہے جگر پر جو کوئی سنتا ہے
آہ عاشق کی عجب درد بھری ہوتی ہے

ایک ہی چیز ہے پر نام جدا ہوتا ہے
جان قالب مین تو شیشہ مین پری ہوتی ہے

تری تصویر سے ہی داغ جنون کی توقیر
چہرہ دار اشرفی ایجان کہری ہوتی ہے

راگنی ہوتی ہے پر لور خوش آوازی سے
گانے ہو دیوگری اور پری ہوتی ہے

جان لے لیتی ہین مستی مین نگاہین تیری
مو ہنی آنکہو نمین شیشہ کی پری ہوتی ہے

طوس ہوتی ہے ہر روز مری روح منیر
خضر راہِ نسیم سحری ہوتی ہے

آنکہہ کس مہر درخشانسی لڑی رہتی ہے
ہر طرف نور کی تصویر کہڑی رہتی ہے

سادگی سامنے اوس گل کی کہڑی رہتی ہے
کالی کوسون کہین مسی کی دہڑی رہتی ہے

فکر سر گوندہنے کی اوسکو بڑی رہتی ہے
سب مین چوٹی کی بلا ہیچ پڑی رہتی ہے

زلف سے آنکہہ زمانی کی لڑی رہتی ہے
تیری زنجیر مین کس کس کڑی رہتی ہے

بندہ خانہ مین حضور آئین نہ آئین لیکن
ہاتہ باندہے ہوئے تعظیم کہڑی رہتی ہے

روبرو اون کی شب وصل اسی لوچہی کون
چاندنی باغ کے کونے مین پڑی رہتی ہے

چشم مست اوس مہ تابان کی بہلاؤن کیونکر
جام کوثر لئے ایک حور کہڑی رہتی ہے

چہاؤنی چہائی ہے رونے نے ہماری گہر مین
اسی ویرانہ مین ساون کی جہڑی رہتی ہے

گرد کلفت مین نہان پاتے ہین نقد دلکو
خاک مین دولت جاوید گڑی رہتی ہے

داغ دل مہر رخ یار کی دیتا ہے خبر
اس اندہیری مین نئی دھوپ کہڑی رہتی ہے

ٹہوکرین کہانیکی حسرت نہین جاتی اے جان
روز اک لاش سر راہ پڑی رہتی ہے

گنج زر بہی نہین خالی ہے بد اقبالی سے
خاک مین دولت بیقدر گڑی رہتی ہے

تیرہ بختی کی شکایت نہین چہٹتی دم بہر
نالب گور یہ میسی کی دہڑی رہتی ہے

نذر مانی ہے مگر اسنے تری صحبت کی
شمع ایک پاؤ نسی تا صبح کہڑی رہتی ہے

ہمسے اوڑ کر بہی پریرو نہین چہپنے والے
سیکڑون کوس مین پرانکہہ لڑی رہتی ہے

دل کی تکمیل ہی تحصیل صفا سے منظور
موتیون مین مری معجون گڑی رہتی ہے

ذبح کو بعد مرے کیا نہین ملتا کوئی
کیون چہری خاک مین بہر قربت گڑی رہتی ہے

کبہی بازی نہین جیتی ترے دانتونکی حضور
ہار مین گوہر غلطانکی جڑی رہتی ہے

دانت اڑنکا ہے دل صاف پر اک مدت سے
یہ کنی ہیرے کی موتی مین جڑی رہتی ہے

بہولتی ہی نہین اک آن ہروی اونکی
چوب بنکر مری آنکہون مین چہڑی رہتی ہے

جانب گور غریبان نہین آنے پاتے
پاؤن پر ہستی جاوید پڑی رہتی ہے

چاہتی ہے جو متاع دل عاشق آیجان
کیچہ تو باندہے ہوئے کانٹہون مین چہڑی رہتی ہے

گہات ہے قتل کی کس گوشہ نشین کی اکہیں
کونے مین آپ کی تلوار کہڑی رہتی ہے

کوئی اوس چاند کے ٹکڑے کو چہوئے کیا معنی
شام سے ہاتہ مین تارونکی چہڑی رہتی ہے

اونکی شبنم کی دولائی نے کیا ہے بے آب
صبح تک چاندنی پر اوس پڑی رہتی ہے

دشت وحشت مین ہی غل جیسی مری آنکا
سرو قد بید کی پرچھائین کہڑی رہتی ہے

دل کے ٹکڑے جو اوڑائین تو جلائین کسکو
دل لگی مفت کی دو چار گہڑی رہتی ہے

کسطرح دیکھے گا دل کے تڑپنے کی سیر
لاکہون صدمے ہین یہان بہیڑ پڑی رہتی ہے

بزم دنیا مین قیام اہل صفا کا کم ہے
صبح آفاق مین ایک آدہ گہڑی رہتی ہے

ناتوانی مین نکل جاے کدہر کو کوئی
راہ رو کے ہوی دیوار کہڑی رہتی ہے

آبرو کم ہو تو چلتی نہین عالی ظرفی
تہوڑے پانی مین بڑی ناؤ اڑی رہتی ہے

آنکہہ بہی ہمسے ملاتا نہین سرمہ ڈنکا
لب بلب غیر سے مسی کی دہڑی رہتی ہے

جلوۂ مہدی ہادی کی ثنا مین منیر
روز کعبہ سے مری آنکہہ لڑی رہتی ہے

نفرت ہے خواب دل کو خونناب دیدہ سے
بوسہ کو لاگ ہے لب حسرت گزیدہ سے

آتا نہ اوڑے عاشق آفت رسیدہ سے
نکلا لڑائے کبہی رنگ پریدہ سے

ایک حور کے فراق مین ایسا بلند اوڑا
پہولی شفق بہشت مین رنگ پریدہ سے

سچ ہے حضور تجہے رگ جان سے قریب تر
منزل کو پہونچے کوچ بریدہ سے

سوتے ہین اوڑہ کر وہ دوپٹا چنبا ہوا
مانا ہے صبح کاذب مستر کشیدہ سے

کیون حشر مین ہے تنہ دہانوں سے بار پرسی
کرتا ہے کون سجیت زبان بریدہ سے

صحن باغ مین نہ دوپٹا اتارئے
پروا ضرور ہے گل دامن دریدہ سے

تحفہ کیا سمجہ کے ہوا بندہ ایاز
پوچہو کسی غلام درم ناخریدہ سے

رہ گلبدن ہے ساری حسینون مین منتخب
پوشاک کا نمونہ بہی چیدہ چیدہ سے

قاتل سے چہنکارا پائی شہید نکی آبرو
پانی ہوا لہو مرے خونناب دیدہ سے

پردہ آتی ہے شب وصلت کی جاتی ہی
دل پہٹ گیا ہے صبح گریبان دریدہ سے

ہر دم خدا کی یاد پڑہا کیجے مین یہون
محراب توبہ بن گئے قد خمیدہ سے

کس سے پتا ملے دل وحشی کہان گیا
سایہ بھی بیخبر ہے غزال رمیدہ سے

جائین کہین مگر ہے اوسی سمت بازگشت
ہمنے گریز اوڑائی ہے نظم قصیدہ سے

روز سیہ مین شام جوانی ہوا ہوئی
کیونکر ملین گے رانکو زاغ پریدہ سے

بغلون مین ہاتہ دیکے او ٹہانا ہی ضعف مین
دست ندیم کم نہین چوب جریدہ سے

یار دنسے چوٹتے ہی اوڑی جاتی ہین حواس
پتی دواج بیل ہے شاخ بریدہ سے

رکہہ پاؤن سوچ کر جہ پنسان عشق مین
سبزہ بہی کم نہین خط خون چکیدہ سے

حرص و ہوا دو چند بڑہاپے مین کیون نہو
دو ہر سے جوان ہو گئے قد خمیدہ سے

مجنون سے قطع سلسلہ ربط کر دیا
رہم ہے عشق لیلی گریزپا دیدہ سے

معلوم کس دماغ کو ہو مو سفید را
مین لیس رہا ہون بوی کس آفریدہ سے

شیرین کو کب ہے تلخی فرہاد کی خبر
یہ جہوٹ ہے حال زہر ملا چشیدہ سے

عشق مژہ کی پیاس سے آنکہ نہ جان جائے
یہ دردو پوچہے کسی عندلیب گریدہ سے

باغ عدم کہ ہے مین کس مہ جبین کا زوال
آتی ہے بوئے گل لب زخم دریدہ سے

پوچہین گے ہم مزاج مبارک جہوٹ کہا
بالا اگر بڑا کسی افتادہ سیدہ سے

اس باغ مین ہے دشمن جان بجلی طبع
اخگر کوئی گرے ہے شرر آفریدہ سے

بدتر ہے آبلو سے بہی مستو بگڑ سامنے
شیشہ جو ہو شبیہ دل آرمیدہ سے

ہے دل مین بے سنے ہوئے شوق کلام کا
کان اپنے بہر گئے سخن ناشنیدہ سے

اب بل کرین گے کس سے جوانی کی طلب
تسلیم کی بڑہاپے نے قد خمیدہ سے

بلبل سے کہدو اور نشیمن کرے تلاش
بیدرد سے سوائے ضرر فائدہ نہین

صدمہ یاد بڑہاپے کو ہو گو صدمہ مگر قدر دان
دیکہی ہے خوش دو کی ہمت پریدہ سے

بیدرد ہو سکے عمر بسر کی تو کیا ملا
میرا سوال ہے یہ دل آرمیدہ سے

کھوئی ہماری جلوۂ عارض نے آبرو
ہم کم نہین ہین شبنم خورشید دیدہ سے

نام آپ کا سُنا ہمہ تن محو ہو گئے
آنکھین لڑا رہے ہین جمال ندیدہ سے

بوڑھے ہوئے کسی کی جلن سے غرض نہین
اپنے ہی پاؤن پوجیے قد خمیدہ سے

کیا باڑہ پر ہین مشق خموشی کی تیر زبان
سیقی مین پڑھ رہا ہون زبان بُریدہ سے

زردیٔ رنگ عشق ہے کیا شاخ زعفران
اچھی نہین ہنسی کسی آفت رسیدہ سے

سمجھائے ہزار مگر مانتا نہین
اللہ سمجھے میرے دل غم رسیدہ سے

تیری نگاہ قہر بھی پاتی نہین پتا
کوسون پہ تیر پھینکے ہی رنگ پریدہ سے

دنیا و دین لٹاتے ہوئے آپ آتے ہین
کوئی نہ بولے میرے دل غم رسیدہ سے

ممکن نہین سراغ مرا کوئی پا سکے
آوارہ تر ہون سایۂ مرغ پریدہ سے

ہون باغ باغ عشق الٰہی سے اے مسیر
جھولی بھری فقیر نے گلہائے چیدہ سے

فیض ازل پائین گے دولت بر سوے
لائین گے خوان خلیل مطبخ نمرود سے

چمکے غزل کا نصیب جلوۂ مقصود سے
چھین دے مطلع کوئی کوکب مسعود سے

نشہ کے پائے عزے عشق غم آلود سے
کہلائی سلونی گرگ داغ نمک سود سے

جلوۂ حسن بتان عشق کو بخشے فروغ
پختہ ہو باغ خلیل آتش نمرود سے

دل مین غبار اونکی ہے میل بھی نکلتا نہین
دور ہے کوہ صفا کعبۂ مقصود سے

نعمت دنیا کی قدر تارک لذت کو کیا
کم نہین فرص پنیر داغ نمک سود سے

دل سے عیان ہو گئے نالہ آتش فشان
نکلے درخت آگ کے دانۂ بارود سے

میکدہ مین گائے نشہ مین دف اوڑے
قلقل مینا ملے نغمۂ داؤد سے

درگہ اقبال تک بجل پہونچنے لگا
راہ نحوست ڈکی کوکب مسعود سے

اوسکی جلن سے بڑھی روشنی بزم عیش
پوچھیے حاسد کی قدر طالع مسعود سے

چرخ دنی کی شفق کسکو کرے سرخرو
رنگ حنا اوڑھ سکے کب کف بیجود سے

جلوۂ پوشیدہ سے کون ہوا بیحواس
کس کے اوڑائے دھوئیں آتش بیدود سے

ہو جو زمانہ غنی تجھسے نہ مانگے کوئی
تیری بھی ہے بہتری خلق کی بہبود سے

صاحب دل ایک سمت ہوتے ہیں تہر بھی مہم
صوبت حسن کم نہیں نغمۂ داؤد سے

رابطہ غیر جنس باعث تحقیر ہے
بات یہہ تہ کی کہلی آب گل آلود سے

مطلب دل سنتے ہی چڑھتی ہیں انکی بھوئیں
قبلہ ہے ٹیڑھا مدام کعبہ مقصود سے

وصل سے ہیں ہزار ہیں ہجر کے لیل و نہار
بھاگتے ہیں رات دن ساعت مسعود سے

ظل ہما ہیں بھی اب ہوئی سعادت نہیں
ہو گئے خالی فلک کوکب مسعود سے

اپنے مخالف سے بھی لگ رہو مضطرب
سیکھہ لی قدما صفی آب گل آلود سے

جان بھی دیتی نہیں وقت مصیبت میں سما
آگ کی باعث جدا ہوتی ہے بوعود سے

وحشت دل لے چلے داغ محبت کی بہار
رابطہ کرے بخت بوم کوکب مسعود سے

ابر کرم کیا کرے مزرع حق پوش پر
رحمت حق دور ہے منکر مردود سے

سیر ہوئی پر نہ آب بقا کی بھی چاہ
پیاس ہیں گاڑھی چھنی آب گل آلود سے

معجزہ سے ایک بت دب سکے ممکن نہیں
نرم یہ لوہا نہ ہو حضرت داؤد سے

اوج پہ اپنی اگر حسن آیاز آئے گا
نذر میں لے گا چمک طالع محمود سے

ہستی سے بود پر حوصلے کیا کیا کیے
لوٹ میں ہم پر گئی دولت بیسود سے

حیلہ سے خالی نہ اک کوشکان سخیل
دھوکے کی ٹٹی ہنٹی کب در مسدود سے

صبح کو جلوہ کہاں شمع شب وصل ہیں
ہوتی ہے رخصت چمک کوکب مسعود سے

دولت جان دینے پر ہو ابھی باقی حساب
قرض ادا کر کے بھی چھٹ لنسکی سود سے

حشر میں ڈھونڈیں کفن تا ہو عیاں حال تن
پائیں سراغ بدن جامۂ مفقود سے

گانے کے معنی یہ ہیں اوٹھتے ہیں جن دانس
وجد میں ہوں جانور نغمۂ داؤد سے

دولت بے فیض سے فائدہ ممکن نہین — دال نہ گلتے سُنی مطبخ بے دود سے
مال جو بن چھوڑ کر خواہش نعمت ہو رہی — منہ نہ کبھی موڑیے لقمہ موجود سے
خانہ بے فیض کو گور سے بدتر سمجھ — جاتے ہین بچ کر گدا اسکے در مسدود سے
قدسیونکو سجدہ کیا حکم تو دیتے ہین پر — ناک رگڑوائین گے آدم مسجود سے
اک نہ پوچھا گیا حسن کے بازار مین — بکنے کو آئے غلام سیکڑون محمود سے
دھوے ایمان نہ کر مشغلہ فسق مین — مصحف حق کو نہ چھو دست می آلود سے
عاشقون کے عیش سے رنج بھی ظاہر ہے — سیکھ لے پہیلی ہنسی زخم نمکسود سے

شکر خدا سے قدیر کیون نہ کرے یہ فقیر
پائی مراد اسنے میر درگہ معبود سے

رونق جلا کی ہے دل ناشاد کی لئے — ہے سیل فرش خانہ بر باد کی لئے
مرتا ہے روز خنجر جلاد کی لئے — لاوے کوئی چھری دل ناشاد کی لئے
سودا ہے ایسا چشم مین یکتا نہ تھا کوئی — لاکھون مین فرد ڈھونڈھے ہین صیاد کی لئے
اب کیا سمجھ کے ہوتی ہے تاثیر نالہ دی تھی زبان آپ نے فریاد کے لئے
مانی ہے نذر اپنی شہادت کبھو سحر — رکھون ہون سیل خون کی جلاد کی لئے
نوک مژہ کیون لے نہ ہو میری زندگی — شہتر کرچی ہے نشتر فصاد کے لئے
وضع قدیم سے جو ہو نفرت تو حکم دے — ہر دم نیا ہون تری ایجاد کے لئے
مر جاؤن اوسکی تہ سے دشمن کو مار کر — خوش کرے خدا مجھے جلاد کے لئے
اک جزو دے کے کل جو میسر ہو میر ہی — دروازہ لاؤن جنت شداد کے لئے
خنجر سے سخت جانیان نے منفعل کیا — پانی ہوا مین شرم سے فولاد کے لئے
درگاہ جا کے یارون نے مانگی دعا تو کیا — نذرین چڑھین شہیدونکو جلاد کے لئے
صانع کے شکر سے رہے مصنوع بے نصیب — تصویر دن نے قدم بھی نہ بہزاد کے لئے

ملتی ہے اس زمانے مین فرہاد کی سزا
کیا چکی داد مانگئے بیداد کے لئے

سرخی بچھا دون راہ شہادتین کی اجل
چہرہ کا خون کا رہے جلاد کے لئے

کب تک زمین روکے گی قبر فنا کی اجل
کچھ تو جگہ ہو عالم ایجاد کے لئے

چھانی ہے خاک سر دہی قد کی عشق مین
جوگی بنا پھرا مین اک آزاد کے لئے

نقاش کے فراق مین حیرت ہے نقشکو
تصویر مین چپکی بیٹھی ہین بہزاد کے لئے

مکرے دل و جگر کے اڑ اڑ اوٹ در نہین
وہ خون تک معاف ہین جلاد کی لئے

اوس بت سے کہدو نام میرا لے نہ لے
ہچکی تڑپ رہی ہے مری یاد کے لئے

لے تیغ زن فقیر کی گردن جدا نہ کر
تسمہ کار ہے کسی آزاد کے لئے

نازک مزاج گرد کدورت سے کیا بچین
سو جان روح زنگ ہی فولاد کے لئے

کرتا ہے تیری مصحف عارض سے مشق خط
زنجیر سخت چاہیے حداد کے لئے

عزت بڑھی جو آپ کی صاحب کے سامنے
ہر بید سرو قد اوٹھے شمشاد کے لئے

لوٹا گیا ہون دہر و حرم کے فساد مین
جاؤن کہان دو عملہ مین فریاد کے لئے

بہاتی نہین ہے ہمکو نہ بیٹھ کی دل لگی
رکھہ چھوڑ دو یہ ہنسی کسی ناشاد کے لئے

سنتے ہین کس کہون کہ گلا کچھ نہین ہے درد
رستا نہین ہے نالہ و فریاد کے لئے

عیش زمانہ کو دل ویرانسے کیا غرض
شادی بنی ہے خانہ آباد کے لئے

میرے سیہ خانہ مین تماشا کرین
رستا نہین اندھیرے مین ہمزاد کی لئے

اکدن تو دو دو آدمی ہو جائے گی خبر
دھونی رما کے بیٹھی ہین فریاد کے لئے

سب بید باغ این چمن روزگار مین
مسکن نہین ہے نکہت برباد کے لئے

کیون وحشیان دشت جنون توڑ توڑ دین
بیٹھے ہین پاؤن توڑ کے صیاد کی لئے

خسرو کے بعد الفت شیرین بچا ہی
جھوٹی ٹہائی زہر ہے فرہاد کے لئے

اک یوسف و آیا نہین ہین تو غم نہین
بندے بہت ہین حسن خداداد کی لئے

دن کے فقیر مست کو دینا بُرا نہین — سیلی ضرور چاہیئے آزاد کی لئے
خورشید و ماہ جھک گئے یوسف کے سامنے — سجدہ روا ہے حسن خداداد کی لئے
دونون جہان ہین نہین ملتے کسیکو ہم — اوڑتے ہین سب سے ایک پریزاد کی لئے
تسبیح نام پاک کی پڑھتا ہون رات دن — کنٹھا گلے پڑا ہے تیری یاد کے لئے
ممنون ہو رہے ہین سبکر وحیوانسی ہم — نالہ کے ساتھ پھرتے ہین فریاد کے لئے
موسے جو دیکھ لین گے تجلی حضور کی — مانگین گے آنکھین حسن خداداد کی لئے
شہرت ہو گرمیون کی چمک جائین شوخیان — بجلی کے پرمون میری پریزاد کے لئے
نکلین گے آپ گھر سے جو شیرین کی بھیس مین — چھُریان چلین گی تیشہ فرہاد کے لئے
دل دیکے ہم تو آپ فراموش کہہ اوٹھی — اب کیا شکایت اونسی کرین یاد کی لئے
دنیا مین جیتے جی نہین آسان سیر خلد — دربان ہے موت جنت شداد کی لئے
اظہار حال تارک دنیا کو عیب ہے — صورت سوال چاہیئے آزاد کی لئے
مانند سبزہ شوق سے پامال کیجئے — گر پڑ کے آئے ہین ہی اُنھاد کے لئے
دل تو بغل مین ہے جو میسر نہین ہمیں — صید زبون ہی یا لئے صیاد کے لئے
روز جزا بھی ہے دل خون گشتہ سانحہ ساتھ — اک لاش لیکے آئے ہین فریاد کے لئے
نادان ہے جو کرے مرض عشق کی دوا — صحت ہے زہر درد خداداد کے لئے
قسمت تمہاری سایہ دیوار سی ملائی — حاجت ہے دست غیب کی ہمزاد کے لئے
کاہیدہ ہو جو میرے سہی قد کی عشق مین — ٹیکا عصائے پیر ہو شمشاد کے لئے
ایسی خرابیان ہین تو اے چرخ دیکھنا — رونق پھر یگی خانہ آباد کے لئے
رونے دے اے مہ عربی زیر قصر خاص — دجلہ ضرور چاہیئے بغداد کے لئے
باتین چمک کی وصف قد یار مین کرین — یہ بادلا ہو طرۂ شمشاد کے لئے
غیرون کو خوش کیا ہے مجھے خوش کر دکھایا — شادی نہین بھی دل ناشاد کے لئے

دل ہاتھ مین دیا ہے فراموش ای پری
آنچل گرہ بندہ رکھیے اسی یاد کے لئے

کیا لاغری مین ناز تمہارا اٹھا لیا
پہنا دبانی زور خداداد کے لئے

کیا تنگ ہے چمن قد موزون کے سامنے
سایہ کی بھی جگہ نہین شمشاد کے لئے

دل کے سوا حرم ہے اوس ترک کو شکار
صید حرم حلال ہے صیاد کے لئے

ایسی نہ تھی کہ بھولتے تجکو ہم ای اجل
کرتے رہے ہین سالگرہ یاد کے لئے

آفت ذرا سی ہین دل وحشی کو بہت
شبنم ہے سیل گاشن برباد کے لئے

سلجھائین گے چمن مین سہی سر و اپنے بال
پتی پڑے گی شانہ شمشاد کے لئے

جپتی ہین سمرنین دم مردن بھی ہم فقیر
منکی ڈھلک رہی ہین تری یاد کے لئے

آیا جو میکدہ مین وہ بت طالب شکار
نشئے ہرن ہوئے مرے صیاد کے لئے

شیرین لبون کے عشق مین مر کر بھی دینگے جان
دم مول لینگے تیشہ فرہاد کے لئے

اے شور حشر ہمکو اوٹھانا نہ چاہیے
بیٹھے ہین سوگ مین دل ناشاد کے لئے

گھر پھونک کر قفس کو تماشا کہا دیا
دی آگ آشیانہ کو صیاد کے لئے

کسکو جفائے ناصح مشفق نصیب ہے
منہ چاہیے ہے سیلی استاد کے لئے

شمشاد سرو پر نہ کرو حکم بندگی
خدمت ہے منع بندۂ آزاد کے لئے

پکڑا قضا نے سینہ سے نکلا جو مرغ دل
توڑا قفس کو پنجہ صیاد کے لئے

اے بت خدا کے واسطے دامن بچائیو
اب اپنے ہاتھ اوٹھتے ہین فریاد کے لئے

چکھتے جو لذت مرض عشق ای جنون
دل پکڑے پھرتے درد خداداد کے لئے

تیغ نگہ کو خون دو عالم بھی بس نہین
پھر اور کیا ہو دعوت جلاد کے لئے

اے دست مرگ ہاتھ ابھی سے نہ روکنا
اک سر ہے اور تیشہ فرہاد کے لئے

ہو بائیوس رشک پس طوف کربلا
چل اے منیر خدمت اوستاد کے لئے

دل صاف رکھہ اپنا خط رخسار کے آگے
جا آئینہ کے بیہس ہین نگار کے آگے

کیا تذکرہ وصل دل زار کے آگے
بیجا خبر عید ہے بیمار کے آگے

پتہر اگئین انکہین رخ دلدار کے آگے
اندہے ہوئے آئینہ رخسار کے آگے

بے بس ہون شب وصل مین بھی یار کے آگے
مجبور ہو جیسے کوئی مختار کے آگے

درویش کی عزت نہین زردار کے آگے
بوذر ہے گدا مانگے دینار کے آگے

پیغام قضا اور دل زار کے آگے
ہے ہے ملک یاس کے بیمار کے آگے

جھپکین خم ابرو سے حسینون کی نگاہین
کٹ کٹ گئین چہریان تری تلوار کے آگے

اے غیرت گل تیری محبت مین گئی جان
ہون بھول میری بلبل گلزار کے آگے

تقصیر معاف آپسی آیا نہین بندہ
لائی ہے قضا آپ کی تلوار کے آگے

اک روز نہ لوٹی تیری کوچہ مین سیہ بخت
کملی نہ بچھی سایہ دیوار کے آگے

عاشق کی نظر پڑتی ہے معشوق پر اول
ہر دم ہے یہ دلال خریدار کے آگے

آئینہ وہ دیکھا کرین چلمن کی اودہر سے
یہ دھوکے کی ٹٹی ہی دیوار کے آگے

غمزہ کو آجائے میری موت پلٹ کر
سیدھی پڑے ہون اولٹی تیری تلوار کے آگے

نالان ہون سن اے جو حسین بت متکبر
ناقوس بجاؤن بت بیدار کے آگے

تقدیر سے رک جاتے ہین ہمراہ پر آکر
دروازہ سے جا پڑتے ہین دیوار کے آگے

سبزہ سے خراب حسن پر آئی نہین بیشک
قران او ہٹا لون خط رخسار کے آگے

ہم طالب دیدار ہین گانے سے نہین کام
کیون بھاؤ بتاتے ہو خریدار کے آگے

غیرون کو ملین بوسہ لب ہمکو دکھا کر
تقسیم مٹھائی ہو کہ خوار کے آگے

دل دیکھہ لے کسطرح تری نرگس فتان
آئینہ نہین لاتے ہین بیمار کے آگے

اوس بت کو کرون پیار ہمین کو دکھا کر
لپٹون کہ پیار سے زنار کے آگے

وحشت مین رہا سینہ سپر آبلہ پا
انکہہ اپنی نہ جھپکی ذرہ خار کے آگے

اے ماہ تیرے ہجر مین بیتابہون مُحاب
ہے لال پری دیو شب تار کے آگے

حصہ مین ہمارے تری رحمت نظر آئے
توبہ کرین بے جرم گنہگار کے آگے

غم کیون نہ سہین آپ کی انکھونسے چھپا کر
نعمت کوئی کہاتا نہین ہمار کے آگے

رونے سے رسائی جو ملی تا در دولت
رکھین گے سبیل آپ کی دیوار کے آگے

شرمندہ ہون کیون قند مکرر انہین سمجھا
جھوٹھا مین ہوا لعل شکر بار کے آگے

ہوجاؤن فقیر اکش رخسار تبان کا
دھونی مین رماؤن کرہ نار کے آگے

کیون قالب خاکی مین نہو روح کو دلت
مہمان کی عزت نہین نا ہموار کے آگے

دھونی دو دو رائیڈیون پر دانت ہما کا
کہا جائین گے کچا سگ دلدار کے آگے

ہم دلکو بڑہاتے ہین پر یرو کو دکھا کر
بے پر کی اوڑا دیتی ہین پرکار کے آگے

پامال ہین شاہان جہان راہ طلب مین
سکہ نہین چلتا تری رفتار کے آگے

بوسون کے خریدار ونکی نام اوسنی لکھے تہی
چھٹی مری نکلی خط رخسار کے آگے

مسجد مین رہا شیخ شوالے مین برہمن
دی ہمنے ڈہئی خانۂ خمار کے آگے

تیزی نظر سے ہے دم تیغ اجل بند
عاری ہے برش آپ کی تلوار کی آگے

انگیا کو چھوا ہو تو مزا پوچھئے ہم سے
پھیکا یہ مسالا ہے نمک خوار کی آگے

منظور اگر قطع رہ وصل ہو تم کو
اقرار کے پیچھے رہو انکار کے آگے

منہ کہولدو سورج نہین نکلا تو بلا سے
مشعل ہے عبث جلوۂ دیدار کے آگے

کم مایہ گری لاف تونگر سے غلط ہے
پیسا کبھی بولا نہین دینار کے آگے

انبار ہون نقد دل وجاں کی جو وہ آجائین
اک گنج پڑے یوسف بازار کے آگے

بے غیرتون کو تاج شہادت نہین ملتا
بے سر کوئی جاتا نہین سردار کی آگے

سجدے کی نشانی ہے تیری ماتھے پہ اے شیخ
کہڑکی ہے نئی گبند دستار کے آگے

سرمایۂ جان یار جو مانگے تو نہین عذر
حاضر ہون دم نقد خریدار کے آگے

سرمایہ توقیر ہے موزونیٔ مطلوب — ٹل بیٹھتے ہے جنس خریدار کی آگے
تو لکھنؤ کو آئے جو کلکتہ سے اے تہر — پروائی چلے تیرے ہوادار کی آگے
بے پردگیون کے سہے پردیسی شکایت — دروازے کی نالش رہی دیوار کی آگے
اقرار سے انکار مے ناب بدل جائے — آجائے بڑا بول مرے یار کے آگے
وحشت نے لیا مول ہمارا تن لاغر — کانٹی مین تلی جنس خریدار کے آگے
آئینہ کی اوس سمت رہی پردہ حیا کا — اک سد سکندر رہی ہو دیوار کے آگے
انگیا کو دوپٹے سے چھپانا ہی مناسب — ململ کی قنات اور ہو دیوار کے آگے
دیکھین گے شب وصل مین رونا دہ ہمارا — سوتے بہین گے دیدۂ بیدار کی آگے
غماز کہین دل کی حضوری مین نہ ٹہرے — کشاف نہو مخزن اسرار کے آگے
دے ڈالین اگر آپ کو خونکی بدلے — بیٹر ابین اوٹھالون ابہی تلوار کے آگے
رہجائین گے ہاتہ لسنے کلیجے کو پکڑ کر — آئین تو سہی آہ شرربار کے آگے
سودائیون مین جامہ سی باہر نہو اتنی — ننگے نہ پہرو مردم بازار کے آگے
بڑہ کر نگہہ یار سے ہے موت ہماری — یہ کند چھری چلتی ہے تلوار کے آگے
بیجا ہے علاج مرض عشق طبیبو + — یہ بہوت نہین بہاگنے کا مار کے آگے
دل توڑ دیا طفل سخن نے کسیکا — ہے لغمۂ نے شیشہ کی جھنکار کی آگے
جاتا ہے جدہر سامنے آجاتی ہے وحشت — یہ جوگنی ہے رفتہ رفتار کے آگے

قصد نجف پاک منیر اب کی برس ہے
لیجائے خدا حیدر کرار کے آگے

آہ رسا سے زلف گرہ گیر بڑہ گئی — دست دعا سے عرش کی زنجیر بڑہ گئی
کہولے جو پیچ زلف گرہ گیر بڑہ گئی — حلقے گہٹے تو اور یہ زنجیر بڑہ گئی
گالون کے خط سبز سے توقیر بڑہ گئی — دو کہیت اور حسن کی جاگیر بڑہ گئی

بالائے عرش موتیونکا مینہہ برس گیا
تالامکان حضور کی تقریر پڑہ گئی

آئینون مین سما نہین سکتا فروغ حسن
ہر چہ کہٹے سے آپ کی تصویر پڑہ گئی

جہالے پڑے ہین موتیونکی سب کے کانین
عقدہ تہر سے آپ کی تقریر پڑہ گئی

ہمزاد کا بہی سایہ گوارا نہ ہوسکا
سایہ سے اپنے آپ کی تصویر پڑہ گئی

ہر رنگ مین نمایش نشو و نما رہے
جتنے بڑہے تم اوتنی ہی تصویر پڑہ گئی

وصف دہن کمین بحث ہی علم کلام کی
وہمی مقدمہ مین یہ تقریر پڑہ گئی

وصف دہن مین اوڑ چلی طوطی ناطقہ
حد سکوت سے کہین تقریر پڑہ گئی

نقاش کو بہی شان تعلی دکہا گئے
کہینچتے ہی اپنی ناپ سی تصویر پڑہ گئی

ہر وقت عرض حال مین باپس ادب رہا
کب حوصلے سے طوطی تقریر پڑہ گئی

ہمسر گنا جو رشتہ عمر دراز سے
ڈوری بہر اور زلف گرہ گیر پڑہ گئی

وصف بیان یار مین بہر طول ہوگیا
بہر منتہی الکلام سے تقریر پڑہ گئی

دیوانون کے خیال مین آنا محال ہے
طول امل سے زلف گرہ گیر پڑہ گئی

آزاد جب سے ہوگئے زلفونکی بال کے
ہر سلسلہ سے پاؤن کی زنجیر پڑہ گئی

اللہ ری ناتوانی عشاق کا عروج
تنکے سے اوڑکے کاہش تقدیر پڑہ گئی

پٹونمین اونکی لین مری وحشت نے جان
چوٹی سے کہٹکے پاؤن کی زنجیر پڑہ گئی

چکر دیا خمار شراب ملال نے
سر پہرتے پہرتے گردش تقدیر پڑہ گئی

دیوانگی مین ہاتہ لگی میکدہ کی راہ
ملکر کدو کی بیل سے زنجیر پڑہ گئی

تشبیہ دی جو قامت موزون یار سے
بانسون چمن مین سرو کی توقیر بڑہ گئی

غیرون کو اپنے گہر سے نکالا کہڑی کہڑی
تعظیم تمنے دی میری توقیر بڑہ گئی

کسدن جنون کی بیل آہی مندہی چڑہی
کب گیسوؤنسے پاؤن کی زنجیر پڑہ گئی

پہنائین اپنے دست مبارک سے بیڑیان
باہون ہماری پاؤن کی توقیر بڑہ گئی

بے وجہہ ای کریم نہین کثرت گناہ کی — تیرے کرم کو دیکھہ کے تقصیر بڑہ گئی
لائے غریب خانہ مین باہر سے ہم اونہین — دروازے تک مکان کی توقیر بڑہ گئی
پائے کہان حضور کی رحمت کی انتہا — کس روز حد عفو سے تقصیر بڑہ گئی
نیت پکار کر جو پڑے میرے ذبح کو — پیک اجل کے لینے کو تکبیر بڑہ گئی
لاکہون ہی صور تونسے لکہا ایک نقش حسب — قران بہر سے آیت تسخیر بڑہ گئی
تسبیح لاغری مین رہی نام پاک کی — تہلیل روح ہوگئی تکبیر بڑہ گئی
دانا کو راہ ملگئی نادان رہ گئے — تقدیر پیچہے رہ گئی تدبیر بڑہ گئی
منہ نہ نکلی آہ اونہین ہوگئی خبر — اکثر دعا کو چہوڑ کے تاثیر بڑہ گئی
مٹی ہوئی خراب توکل کی پیش سعی — تیر دعا سے سوزن تدبیر بڑہ گئی
کی اوسنے دو دو باتونمین تدبیر درد دل — ہر اک دوا مین چوگنی تاثیر بڑہ گئی
پونچہی نوید وصل زلیخا کے کانون مین — یوسف سے پہلے خواب کی تعبیر بڑہ گئی
نیرنگیان سکوت کی ہر رنگ مین کہلین — حیرت سے سکتہ سکتہ سے تصویر بڑہ گئی
دم بہر کی زندگی مین بکہیڑے ہوئی ہزار — افسانہائے خواب سے تعبیر بڑہ گئی
ہے آب و گل کی قید زمانہ مین دم کیسا — کسدن بنائے قبر سے تعمیر بڑہ گئی
افزون ہین تیس ۳۰ جزو سی اوصاف چشم — مصحف سے ایک حرف کی تفسیر بڑہ گئی
اے گل تیرے محل کی گئی عرش تک بنا — جنت سے آگے باغ کی تعمیر بڑہ گئی
نامون مین وصف چشم ملکحل رقم کیے — عین البکا سے سرمہ کی تحریر بڑہ گئی
یوسف کی قدر ہوگئی اونکی حجاب سی — سورج گہن سے چاند کی تنویر بڑہ گئی
دم بہر ہوا وصال رہا ہجر عمر بہر — حد سے سوا گناہ کی تعزیر بڑہ گئی
پیری مین داغ عشق نے پایا نیا فروغ — کیا صبح دم چراغ کی تنویر بڑہ گئی
وصف بنی زبان علی سی بہت کہلی — مصحف کی جزو خاص سی تفسیر بڑہ گئی

دلہای تیرہ مین ہوئی افزون ضیاے حسن
اِس آئینہ کے رنگ مین تو قیر بڑہ گئی

خطنے بڑہائی روے کتابی کی منزلت
قران سے بہی قیمت تفسیر بڑہ گئی

بیدین بہوونکے عشق مین کہتے ہین ہمکو کو
اِن روزون اہل قبلکی تکفیر بڑہ گئی

بوڑہون سے موت آگئی پہلے جوانون کو
تقدیم پیچہے رہ گئی تاخیر بڑہ گئی

بدنام ہوکے نام ہوا بزم دہر مین
شہرت جہان مین دم تشہیر بڑہ گئی ۴

پایا زیادہ وصف سے طول اوسکی زلفکا
غل ہے کہ اپنے نالہ سے زنجیر بڑہ گئی

کہیلا کبہی شکار جو اوس شاہ حسن نے
اوج ہما سے قسمت نخچیر بڑہ گئی

تیغ ادا کو لال مرے خون نے کیا
بیڑ ایسے سرخی لب شمشیر بڑہ گئی

تشبیہ دی کف مے گلرنگ سے اگر
صبح ازل سے قدر طبا شیر بڑہ گئی

سنگین دلی مفید ہوئی اوسکی ظلم کو
پتہر سے اور تیز ئے شمشیر بڑہ گئی

مٹی جو مجہکو یار نے دی اپنے بانہ سے
مٹہی بہر اور خاک کی توقیر بڑہ گئی

کشتون کے دل غبار رہ یار سے ملے
لاکہون من اپنے وزن اکسیر بڑہ گئی

قدر شکستگی ہے کہین مال سے سوا
اکسیر سے حساب مین تکسیر بڑہ گئی

پرتو پڑا جو آپ کے رنگ صبح کا
شبنم مین خوبی عرق شیر بڑہ گئی

ہر شے یہان عزیز ہے کمیاب ہونے سے
مٹی ہوئی خراب جو اکسیر بڑہ گئی

سایہ جو آپ کے قد کوتاہ کا پڑا
حرف الف سے راستی تیر بڑہ گئی

آب رخ صبیح سے مبلی ہے چاندنی
نور قمر سے آبروے شیر بڑہ گئی

آیا جو محو زلف کوئی قید خانہ مین
لینے کو دو قدم اوسنے زنجیر بڑہ گئی

عشق فرہ مین کون کرے ہمسری بانکپن
نشتر سے اپنے نوک کئی تیر بڑہ گئی

مشق فروتنی سے زیادہ ہوا عروج
جتنے گہٹے ہم اونہی ہی توقیر بڑہ گئی

طولانی ایسی نظم کی اسطرح مین غزل
دونی زمین سے فلک پیر بڑہ گئی

تیز رین حسن ہونی ہے قطع و برید سے
تنور شمع باعث گلگیر بڑھ گئی

قید حیات سے جو چھٹے جال مین پھنسے
بیڑی کٹی تو زلف گرہ گیر بڑھ گئی

نام خدا شباب کے پہنچے جبین آپہنچی
منت کے بال اور تگی زنجیر بڑھ گئی

کہیئے جلی ہوؤن کی ستانے سے کیا ملا
ہان یہ کہ تیرہ روزی گلگیر بڑھ گئی

نقاش دیکھ کر جو سراپا اڑ چل پڑا
کاغذ بہر اور آپ کی تصویر بڑھ گئی

اوس مہر پر ہوا مرے ہمزاد کو جنون
پرچھائین سوئے خانہ زنجیر بڑھ گئی

نکلی دو چند صبح ازل سے صفائی رخ
شام ابد سے زلف گرہ گیر بڑھ گئی

ابیات مین سما نہ سکا وصف اے نگار
بحر طویل سے بھی یہ زنجیر بڑھ گئی

ہر ایک بال سنبل جنت سے جا ملا
عمر خضر سے زلف گرہ گیر بڑھ گئی

اوس سو کر کے ہاتھ سے پائی سزای عشق
اک بال بہر حساب سے تعزیر بڑھ گئی

گدوائی آپ نے مرے ماتھے پر اپنی چاہ
ایک اور سطر نامہ تقدیر بڑھ گئی

دل توڑ کر بنائے گئی بے محل مکان
تخریب خلق کے لئے تعمیر بڑھ گئی

شیشہ سے آ کے سیر مین مری بوئی بہری
ڈسے دماغ تک نئی متجیز بڑھ گئی

زاہد کو جعل ساز کیا طول ریش نے
ٹٹی کی اوٹ عادت تزویر بڑھ گئی

اپنی قدم سے سلسلہ عاشقی بڑھا
بندہ کے پاؤن پڑ کے یہ زنجیر بڑھ گئی

ٹھہرا جو چاندنی مین بت قند لب سو وصل
گھل مل کے لذت شکر و شیر بڑھ گئی

دونون جہان مین ہوئی عزت منیر کی
دل مین جو حب حضرت شبیر بڑھ گئی

جلوہ نور ازل چشم بشر کیا جانے / ساتھ پردون کے اودھر کیا ہی نظر کیا جانے
اوس کے پوشیدہ اشارونکو جگر کیا جانے / دل مین کسطرح پڑے تیر سپر کیا جانے
انکھین کسوقت لڑین اونسے نظر کیا جانے / کب دعا ہو گئی مقبول اثر کیا جانے

مستے حسن مین آگاہ نہین ایک سی ایک / اوسکی چتون کے اشارے کو نظر کیا جانے
کبھی دیکھا ہو تو واقف ہو نصیب اعدا // درد دل تیری بلا اسے گل تر کیا جانے
صدمہ عشق سے واقف نہین صحبت والی / دل لئے کیا چوٹ اٹھائی ہے جگر کیا جانے
طائر دل سے نہ پوچھو مزہ نعمت وصل / بیزبان ذائقہ شیر و شکر کیا جانے
صدمہ عشق کی ہے قدر جوان مردونکو / بے جگر ذائقہ درد جگر کیا جانے
چشم امید کسی نرگس جلادسی ہو / قہر کی آنکھہ لگاوٹ کی نظر کیا جانے
چشم صورت کو کہان رتبہ باطن معلوم / غیب کی بات ترا پیک نظر کیا جانے
کس ندیدہ سے شکایت دل بیمار کو ہو / کہا گئی کس کی نظر اسکو یہ گھر کیا جانے
نیچے آنکہون کے ادا پر ہوئی دلکی ٹکڑے / اس نشانیکی خبر تیر نظر کیا جانے
کوئی بچپن مین بھی کرتا ہی کسی سے پردہ / ابھی چھپنا بت نادان کی کر کیا جانے
حشر پر وعدہ دیدار عبث رکھتے ہو / کل کی روداد خدا جانے بشر کیا جانے
اپنے مقتولون کے اخبار ندیکھے نہ سنے / خون کے چھاپہ کی جلاد خبر کیا جانے
ضعف پیر یکو کہان جرش جوانی کی خبر / گرمیان شمع کی کافور سحر کیا جانے
ہستی عاشق سوزان ہی صدمہ سے تمام / قوت نشو و نما تخم شرر کیا جانے
صدمہ عشق سے کر لیتے ہین ساحل عشرت / کانٹہنا تیغ محبت کو سپر کیا جانے
راہ تقلید سے تحقیق کو پہنچا ہے کون / کوچہ چاک گریبان سحر کیا جانے
دل مجروح کی گہاتون کو وہ مانے کیونکر / زخم کے چور کو جاسوس نظر کیا جانے
عندلیبون کی خبر عاشقونسے پوچھ اے گل / کس کے پہول آج اوٹہی باد سحر کیا جانے
کیون کیا شکوہ اسیب جنون تو بہی / سچ تو ہے تیری بلا اے گل تر کیا جانے
تہوڑے سے سوز جگر پر نہ کرے جو عشق / جل بجھے سیکڑون دل شمع سحر کیا جانے
ابھی صحبت سے حسینون کی بھی آگاہ نہین / تارون کی چھاؤنمین آنا وہ قمر کیا جانے

نغمۂ عشق بڑھا پے مین کسے آتا ہے
ٹھہریان بہیروین کی مرغ سحر کیا جانے

کوچۂ گردی کے مزے سے نہین دم بھر فرصت
ایک منزل مین توقف وہ قمر کیا جانے

حال دل آنکھہ لڑانے سے نہ ہوگا معلوم
دوڑتا تار نظر پر یہ خبر کیا جانے

فصل بارش مین ہی امید ملاقات عبث
ابر دیاران مین نکلنا وہ قمر کیا جانے

آبرو سے جو چلین ہم تو مکدر نہ رہین
راہ دریا کی بہلا گرد سفر کیا جانے

قدر محسن سے ہین ارباب بصیرت آگاہ
دیدۂ کور نمک ذوق نظر کیا جانے

رتبہ شیب سے آگاہ نہین اہل شباب
مشک شب نکہت کافور سحر کیا جانے

چاک دل پر گل خندان کی نہ پہبتی کہیے
وہ تبسم وہ ہنسی زخم جگر کیا جانے

کیون نہ ہو سلسلۂ اہل صفا نا موزون
بحر کہتے ہین کسی نظم و گہر کیا جانے

کیا مزے عشق مجازی کی حقیقی سے کہون
چوری کی گڑ کی حلاوت یہ شکر کیا جانے

عشق کے معرکہ مین جی نہ چرانا ایدل
سینہ کے ہوتے جو المرد سپر کیا جانے

خبر صبح شب وصل قیامت لائی
کس کے دل پر یہ پڑی چوٹ کچھر کیا جانے

آپ ہی دل مین لگا بیٹھے ہین ہم آتش عشق
نہین تو برق جہان سوز یہ گھر کیا جانے

کون کون اس سی تصور مین ہم آغوش ہوا
طوق کس کس کی ہوئی بانہ کمر کیا جانے

آشنا عالم فانی کو نہ سمجھے کوئی
کون کون اس مین رہا آکے یہ گھر کیا جانے

ترک دنیا کے مزے ہم فقرا سے پوچھو
بانہ دھو بیٹھنے کو آب گہر کیا جانے

کوئی سنتا نہین فریاد جرس دنیا مین
آہ بیدرد کسی دل مین اثر کیا جانے

پست تر عالم سفلی مین ہین عالی ہمت
اوسنچے مہمان کی توقیر یہ گھر کیا جانے

ٹھوکرین کہاتی ہوئی پہرتی ہو اک مدت سے
بیکسی مری دعاؤن کے اثر کیا جانے

غیب کی ان تک نہین اس خفی سے آگاہ
شانہ مین کیفیت موی کمر کیا جانے

آدمی انکو سمجھیے جو ہو انسانیت
کوئی مٹی کے کہلونکو بشر کیا جانے

پوچھو سالک سے مزاجامہ عریانی کا
بے لباسی کی تہہ رخت سفر کیا جانے

ربط موجود سے معدوم کو ہونا معلوم
میل چوٹی سے ترا موئے کمر کیا جانے

نیند سے اوس نے زمانہ کو جگایا کو کیا
کس کی سوتی رہی تقدیر سحر کیا جانے

وہ پریزاد ابھی نام خدا کم سن ہے
چشم بد دور لگاوٹ کی نظر کیا جانے

آپ کی قدر ہمیں سمجھے ہیں حضرت عشق
کس مرض کی ہیں دوا اسکو اثر کیا جانے

ہم سے ملتی وصل میں لوٹی ہیں مزے جو بن کے
ہمسے پوچھو دل ناداں یہ خبر کیا جانے

ڈھونڈھتے پھرتے ہیں قیر اپنی زمانہ میں لوگ
کس جگہ موت مقدر ہے بشر کیا جانے

اتنو کچھ سن لو قیامت کی قیامت کیا ہے
آج کی پوچھو کوئی کل کی خبر کیا جانے

غافل اس سخت کلی طبع کی انجام سے ہے
تیز کس کس کی چھری ہو یہ ثمر کیا جانے

ظلم کرنے میں زمانہ کو نہیں کچھ دہشت
ہے یہ دہر یہ قیامت کی خبر کیا جانے

نہ سنا سنتے ہوئے سرو قدہ نکو ہمنے
خندۂ لطف قیامت کی سحر کیا جانے

آپ کے حکم سے روح آئی تن خاکی میں
نہیں تو وحشی آوارہ یہ گھر کیا جانے

آج تک کوئی خریدار نہ نکلا اس کا
اپنی قیمت کی خبر جنس ہنر کیا جانے

اپنے حصہ میں ہے فکر سخن خوب منیر
اور کوئی مزہ خون جگر کیا جانے

بیگانوں میں تعریف تمہاری نہیں آتی
اندھو نہیں ہمیں آئینہ داری نہیں آتی

سیجے میں بھی اوس گل کی سواری نہیں آتی
کیا پھول اوٹھیں فصل بہاری نہیں آتی

خوشبو تو ہے پر باد بہاری نہیں آتی
گرد اوٹھتی ہے رہ رہ کی سواری نہیں آتی

ہر دم ہے نئی آتش فرقت کی حرارت
تپ آتی ہے آرام کی باری نہیں آتی

کیا رہتے ہیں دل سوختہ گلزار ارم میں
آتا ہے دھواں باد بہاری نہیں آتی

ایک ایک نے سو بار پیا شربت دیدار
ہے ہے نہیں آتی مری باری نہیں آتی

کب دیر و حرم سے وہ نہیں کرتی تجلی
کس روز دو عملہ سے سواری نہیں آتی

کب نوک مژہ آپ کی تیزی نہیں کرتی
کب باڑہ پر ایجان کٹاری نہیں آتی

سو حشر ہوئے دیکھہ چکے لوگ تجلی
اللہ ابھی تک مری باری نہیں آتی

کیا لطف ملا ہے ترے حربہ کو جگر مین
باہر کبھی کوڑی سے کٹاری نہیں آتی

کب تک وہ دئے جائینگے غیرونکو گلوری
دیکھون تو کہان تک مری باری نہیں آتی

جو چاہو کہو دامن دولت نہ چھٹے گا
کہنے سے تو شامت بھی ہماری نہیں آتی

ہمچشم ہوا دیدۂ نمناک سے کسدن
غیرت تجھے اے ابر بہاری نہیں آتی

ہر روز ستاتے ہو بلا آتی ہے میری
مدت سے بلا بھی تو تمہاری نہیں آتی

تابوت ہوا دار برابر ہین نظر مین
ہم خانہ بدوشون کو سواری نہیں آتی

اس ابر کو ہر روز نئی چاہیے تجلی
موباف کو کس روز کناری نہیں آتی

ملجا نیکو پانی ہین اوڑادنیکو آندہی
عیاری او نہین آتی ہی یاری نہیں آتی

مجنون ترے ہر سال بنا کرتے ہین دولہ
کب بن کے دولہن فصل بہاری نہیں آتی

ارشاد ہو کسطرح تمہین خواب مین دیکھین
جاتی ہے تو پھر نیند ہماری نہیں آتی

کیا سیکھے ہین ناز اوس نی حسینونکی الٰہی
بلواتے ہین پر موت ہماری نہیں آتی

ملبوس زری چھپ نہین سکتا ہی قفس مین
صندوق مین پوشاک تمہاری نہیں آتی

موباف بڑا چوٹی مین کسدن نہین پڑتا
کب رات مری حصہ مین بہاری نہیں آتی

کیا دور کی لیتے ہو دل تنگ مین رہ کر
کچھ عرش سے آواز تمہاری نہیں آتی

کرتا ہون شکایت جو کبھی اونکی ستم کی
کہتے ہین تجھے شکر گزاری نہیں آتی

مدت سے جواب ایک خط کا نہین لکھتا
منشی کو ترے نامہ نگاری نہیں آتی

جوتی نہین آتی ہے یہ کچھ بات نہین ہے
تم آؤ جو پاپوش تمہاری نہیں آتی

پایاب ہی ان روز دنمین دریائی تکلف
کشتی مین جو پوشاک تمہاری نہیں آتی

گر کر تری آنکھیون سے ہم ایسی گئی گذرے
بھولے سے بھی اب یاد ہماری نہین آتی

جان آتی ہی آنکھونمین مری ٹہنڈی [redacted]
دریا کی تو رستے سے سواری نہین آتی

فرقت مین تری آپ سے کہوئے گئی ایسی
ہمکو خبر اسیجان ہماری نہین آتی

مدت سے منیر آنکھین سر راہ بچھی ہین
کیون مہدی ہادی کی سواری نہین آتی

مری آنکھون مین قدر ہستی نہین ہے
پسند ایک دم کی پستی نہین ہے

لحد منزل خود پرستی نہین ہے
گڑہے کی سرا ہے یہ بستی نہین ہے

جہنم مین جاتے ہین پیر بادہ کش کیون
اگر شوق آتش پرستی نہین ہے

مسافر ہین دنیا کے سب رہنے والے
سر راہ ٹہرے ہین بستی نہین ہے

مصفا مری دل مین ہے رنگ مستی
یہ ہی پھول کا جام جستی نہین ہے

خدنگ قضا بہی ہے ہمزاد اوس کی
چہڑی آپ کی چوبدستی نہین ہے

چڑہے جہنڈے پر کون منصور بنکر
تماشا ہے یہ حق پرستی نہین ہے

شب تیرہ کے بس مین ہر شمع محفل
یہ اندہیر نگری ہے بستی نہین ہے

پریرو خدا کے بنائے ہوئے ہین
انہین پوجنا بت پرستی نہین ہے

چلی جاتی ہے رات دن عمر اپنی
مسافر کہان ٹہرے بستی نہین ہے

الف اسکو اللہ کا جانتے ہین
ترے پنجہ مین چوبدستی نہین ہے

مری پہلون مین اکدم آکے بیٹہین
اگر اون کی پوشاک بستی نہین ہے

پسند اونکو آئی مری نیم جانی
چہری کند ہے تیز دستی نہین ہے

زمانہ کے سب رہنے والے ہین مجنون
جدہر دیکہو جنگل ہے بستی نہین ہے

چہڑی ہو کہ کہنڈی ہو مہندی کہ خنجر
کسیکو تری پیش دستی نہین ہے

نہین راس ترسا بچونکی محبت
اس آئین مین حق پرستی نہین ہے

عدم آئے مرا گھر ہوا باغ جنت
حرام اسجگہ مے پرستی نہین ہے

تجلی کلائی کی پنجون سے پوچھو
جہان پنجہ شاخہ سے دستی نہین ہے

کہان رند مفلس کہان مست دولت
شکم پروری فاقہ مستی نہین ہے

دکھاتے ہین ہونٹہ اپنے مسی چھڑاکر
دہوان دہار آتش پرستی نہین ہے

بناوٹ سے سادہ ہین آئینہ دل
کہین نقش صورت پرستی نہین ہے

بتون کا پنجہ مرے نقد دل پر
بندہے ہاتہ مین تنگدستی نہین ہے

دکہاتے ہین کوے ان بخیلون کی دولت
اڈکر یہ بدلی برستی نہین ہے

چمک جاتے ہین پاچ مین ہاتہ دونون کے
ادہر اور اودہر کوئی دستی نہین ہے

پہاڑو نسے جبکتی نہین اپنی گردن
کسانے سے یہ سیف کستی نہین ہے

اجل انتہا پائے عمر ابد کی
حیات خضر کی بہی ہستی نہین ہے

رہے خاکساری سے محروم خوبین
بلندی کی قسمت مین پستی نہین ہے

نہ لی ایک کوڑی کو دنیا کی دولت
اگر مفت بہی ہو تو سستی نہین ہے

نہین روح تو جسم خاکی ہے مٹی
زمانہ مین مردے کی ہستی نہین ہے

کسے عمر صد سالہ کی ہے تمنا
ٹکے سیکڑا ہو تو سستی نہین ہے

جوانی مین نشہ سے منہ پھیرین توبہ
ابہی ہوش مین اپنی مستی نہین ہے

ہزار آپ بن ٹہنکے جوبن نکالین
کسی کی طبیعت ترستی نہین ہے

مزا چکہہ لے اے واعظ اک جام پیکر
بتانے کی شئے لطف مستی نہین ہے

رہے زندہ در گور جور فلک سے
وفینہ کہو نقد ہستی نہین ہے

بلا ہے محبت تری گیسوؤن کی
یہ ناگن نکلتی ہے دستی نہین ہے

سب افسردہ کیون نشہ عمر سی ہین
اگر کاسہ چرخ جستی نہین ہے

نہین گرتی افشان جو ملتی ہین ملفین
کہٹا جہوٹی ہے برستی نہین ہے

منیر اوس چمن کا بنے کون بلبل
کلی بھی جہان کوئی ہستی نہین ہے

فرش پر سایہ فگن ہمت عالی نہوئی
ہم بغل روح سے تصویر نہالی نہوئی

یار سے انجمن دہر مین ہم کیا کہتے
تخلیہ کے لئے دنیا کبھی خالی نہوئی

لذت شہد فنا سے بھی رہے ہم محروم
شان زنبور عسل قبر کی جالی نہوئی

نہ سنی زیور محبوب نے اپنی تعریف
ہمہ تن گوش کسی کان کی بالی نہوئی

حور کا شبہہ ہو احشر مین بھی سایہ پر
تیری پرچھائین کبھی دھوپ مین کالی نہوئی

دب گئے سینہ زنی سے مرے ای رشک پری
شرط بدنیکو مہیا کبھی نالی نہوئی

فاتحہ پڑھنے نہ آیا مجھے دفنا کے وہ شوخ
نقش تسخیر مری قبر کی جالی نہوئی

جس نے جیسا تجھے سمجھا وہی تجکو پایا
تری صورت کبھی تصویر خیالی نہوئی

پیٹ کا نور کبھی چھن کے نہ نکلا باہر
مثل غربال تری کرتی کی جالی نہوئی

زیور گوش ترا غیر کے بس کا نہ ہوا
اے پری حلقہ بگوش ایک بھی بالی نہوئی

دست منعم نہ جھکا دامن سائل کی طرف
خم میری سمت کوئی میوہ کی ڈالی نہوئی

نشہ مین فکر سخن کو نہ مصفا پایا
موج مے مصرع دیوان زلالی نہوئی

ہاتھ سے فرش پر اوس گل ذی رکھی تلوار
تیغ عریان روش گلشن قالی نہوئی

کر سکا رنگ محبت کو نہ کوئی معزول
ہر طرف چہرہ عاشق کی بحالی نہوئی

بن گئین حیرتی عشق سراپا آنکھین
لائق پیرہن یار یہ جالی نہوئی

تیغ مریخ کو دی کس نے جگہہ آنکھون پر
یا دو ہو گئی ابرو سے ہلالی نہوئی

روز اندھیر ہے گر غربان ہین ہا
کبھی برسون مری بستی مین دوالی نہوئی

کعبہ تک ابرو سے پرخم کی نہ پہونچی تصویر
مغربی آپ کی شمشیر ہلالی نہوئی

دام گیسوئے پری بھی نہ لیا پھر نقاب
ٹیڑھی ہی خانہ کی پسند آپکو جالی نہوئی

آپ کے گانے سے ہے بزم جہانمین فریاد
مرے ماتم کی صدا ہو گئی تالی نہوئی

ہو کے مہمان کہان اوس نی سنی وصف شراب
مرے گھر دعوت اسمائے جلالی نہوئی

ور کا نشہ رہا خاک نشینون کو مدام
ور دا آلودہ مے جام سفالی نہوئی

ظرف دولت نے زمانہ مین وسعت پائی
طبق پانزدہم سونے کی تھالی نہوئی

یاد یاران عدم سے نہوا دل ٹھنڈا
سایہ دار ایک بہی تصویر خیالی نہوئی

برہمن کا نہ ہوا رام بت آہو چشم
رگ زنار کبہی نبض غزالی نہوئی

رال ٹپکی سخن تلخ پر اوسکی کیا کیا
کوئی مصری کی ڈلی ہو گئی گالی نہوئی

بالی زنار کے زنجیر جنون پہنائی
زلف اوس شوخ کی لیلی ہوئی کالی نہوئی

دور دامن سے نہ باہر ہوئی یاران عدم
کونسی تیری قبا جسم مثالی نہوئی

نزع مقسوم کو دامان طلب مین پایا
نعمت غیب سے جہولی مری خالی نہوئی

تیرے ہر رنگ کو دنیا سے مٹا پایا
کونسی وضع زمانے سے نرالی نہوئی

تیل بہر تاری زلفون کے لئے آنکہون مین
چشم خافان کوئی چینی کی پیالی نہوئی

دار فانی مین رہی آمد و شد کی کثرت
یہ سرا رہر و سے کبہی خالی نہوئی

آبرو شعر کی کسدن نہ ہوئی تسوی میسر
کب غزل غیرت تسبیح لآلی نہوئی

پہلے گہی تو دل مرد دل مین نظر سے پہلے
تیر دلدوز نے کی راہ گہر سے پہلے

روشنی تھی تہی شمس و قمر سے پہلے
وقت کچہ اور ہی تہا شام و سحر سے پہلے

کونسین انکہون کی آنکہین تو اوٹہا لطف وصال
دونون ہجر تہے یہ ملے شیر و شکر سے پہلے

عشق کا بوجہہ جو تقدیر نے رکہا سر پر
جہک گئی گردن تسلیم کمر سے پہلے

شمع بجہی انجمن وصل کے تہے خواب خیال
بزم خاموش ہوئی شمع سحر سے پہلے

وصل ظاہر سے اوٹہی لذت باطن اول
مل گئے دونون فرے شیر و شکر سے پہلے

زلف عارض کو تیرے حسن جوانی مین ملا
روز و شب خلق ہوئی کشمکش و قمر سے پہلے

پاؤن رکھا ہے اگر معرکہ اُلفت مین
باندھے ہمت مردانہ کمر سے پہلے

مال ممسک کو زمانے مین جہان ہاتھ آیا
گاڑھ تیوری مین پڑے کیسہ زر سے پہلے

اس دورنگی مین کہان بادۂ گلگون اُلست
ہو چکا دورۂ سے شمش و قمر سے پہلے

اپنے ہمراہ شب وصل لی روح روان
ٹھنڈے ٹھنڈے چلی ہم باد سحر سے پہلے

حسن کے محکمہ مین چاہیے نذر آنکھونکی
کام پڑتا ہے نگاہون کی نظر سے پہلے

ترک دنیا جو ہوا اہل ریا کو منظور
کھول بیٹھے دکان حرص کمر سے پہلے

فائدہ کیا ہے جو فریاد کرون فرقت مین
دیتی ہے مجھکو جواب آہ اثر سے پہلے

رخت صد پارہ کی ٹکڑے شب فرقت مین کرے
دھجیان چاک کی لیوے جیب سحر سے پہلے

دل کی ہوتے ہوئے سیر آئینہ کے کیا معنی
پوچھ تو لیکہین جنور اپنے نظر سے پہلے

اسطرح بام جہان پر نہ رسائی ہوگی
لے دعا مانگ لے زینہ تو اتر سے پہلے

نام محبوب حسین سن کے ٹھہرتا نہین دل
بہ وہ اڑ جاتا ہے کہ جاتا ہے نظر سے پہلے

پیشوا لینے کو جاؤنگی مین اوسی سمت حواس
کہئے شامت تیری آئیگی کدھر سے پہلے

مری صحبت کے تصدق مین یہ دولت پائی
چاک آگاہ نہ تھا جیب سحر سے پہلے

کہئے بھجواؤن مین پیغام زبانی کیونکر
اڑ کے کلیان کی لو نہین دیتی ہین خبر سے پہلے

اصل ایمان کو سچا دیر و حرم سے بچکر
جمع کی فکر رہی سود و ضرر سے پہلے

تیغ نازاون کی برآمد جو ہوئی پردہ سے
کی ملاقات مری گردن و سر سے پہلے

ہو کے محجوب گناہونسی جو روئے تو کیا
آپ ہم ڈوب گئے دیدۂ تر سے پہلے

ابجد عشق مین ہے عین مقدم سب پر
آنکھ پہنچ جاتی ہے آفت مین بشر سے پہلے

غل مچاتے ہین گرفتار اگر ڈیوڑھی مین
پوچھ لیتے ہین تیرے حلقۂ در سے پہلے

خوف عقبےٰ سے موئے جاتے ہین آلودہ عشق
خشک ہوتا ہے لہو دامن تر سے پہلے

آہ سوزان بھی نہ کی تھی کہ وہ بت بھاگ گیا
اد کھڑے پتھر کے قدم رقص شرر سے پہلے

پاس ہمار محبت کے سمجھ کر آئے
مشورہ کرنے وہ اپنی اثر سے پہلے

ناح کر تم نہ اوٹھے تھے کہ ہوئی ہم قربان
گشت ہالہ نے کیا دور قمر سے پہلے

خواب مین جاکے پریزاد ونکو دیکھہ آتی ہین
چور محلون مین پونہچتی ہین خبر سے پہلے

اور گئی وصل کی سامان ہے اول شب وصل
مشک کافور ہوا شمع سحر سے پہلے

قصر جنت کی طلب معصیتون مین کیسی
منہ چھپانیکی جگہ وہونڈئے گہر سے پہلے

گردش چشم سے اول مجھے چکر آیا
دیکھئے پھر گئی تقدیر نظر سے پہلے

آبرو عشق مین چاہو تو ہے پیغام فراق
وصل تھا قطرہ و دریا مین گہر سے پہلے

کسطرح جلوہ دیدار مبارک دیکھین
آپ گہر آنکھو نمین کرتے ہین نظر سے پہلے

وصل کی رات نے دم بھر نہ دیا میرا ساتھ
زاغ شب بول گیا مرغ سحر سے پہلے

جب چمک لیتی ہے بجلی تو گرجتا ہی رعد
جہانک لیتے ہین وہ جلوہ کی خبر سے پہلے

سیر مقتل جو ہو منظور تیری خنجر کو
پوچھہ لے راہ مری گردن و سر سے پہلے

کس طرح راہ کرے خوف قیامت دلمین
رحمت حق نے جگہ روک لی ڈر سے پہلے

چتر وافسر کی توقع مین جوانی تو چلی
سر نہ ہلنے لگے اے حرص چنور سے پہلے

قبل پیری غم عالم نے کیا دل مین ہجوم
اے فلک ٹوٹ گئی آس کمر سے پہلے

کیا کہون ہوتی ہے آپس مین لڑائی کیا کیا
دل جو کہاتا ہے کوئی زخم جگر سے پہلے

منتظر رکھہ کے اگر آئے تو کیا آنا ہے
آؤ ملجاؤ ملاقات نظر سے پہلے

زخم شمشیر محبت نہین کہانا آسان
منہ تو دہو آئے کوئی خون وجگر سے پہلے

نعمت عشق جو تقسیم ہوئی روز ازل
حصہ داغ ملا ہمکو قمر سے پہلے

ہو گئے زمزمہ کن فیکون سے پیدا
تیری آواز سنی اپنی خبر سے پہلے

طائر دل نے جو دنیا سے کیا قصد وطن
ہل گئے ارض وسما جنبش پر سے پہلے

بخت زبون سے کام مرا نقش آب ہی
منزل مرے ستارہ کی برج حباب ہے

کیا آج کل سے گردش جام شراب ہی
اول سے دورۂ قدح آفتاب ہے

تازہ مرے مسیح کو ذوق شراب ہے
بریان اب آفتاب سے مرغ کباب ہے

سوز خیال گیسو پر پیچ و تاب ہے
پہلو مین دل نہین یہ شامی کباب ہے

دریا مین بے ثباتی عالم کو دیکھ لے
جام جہان نما سے زیادہ حباب ہے

دل ٹکڑے ٹکڑے ہی مئی اُلفت کے جوش سے
شیشہ کو توڑ دیتی ہے یہ وہ شراب ہے

کہلتا نہین ہے اُسکے وجود و عدم کا حال
سچ پوچھئے تو عقدۂ لاحل حباب ہے

افراط مے کشی سے خم بادہ بنگیا
بدلے لہو کے میرے بدن مین شراب ہے

مجکو بتا رہا ہے تیرے گھر کی راہ غیر
شیطان آج ہادی راہ ثواب ہے

اہل فنا کو رنج رسانی سے فائدہ
دل توڑنا کسیکا شکست حباب ہے

کیا ہو لے خضر زندگی مستعار پر
آب حیات مین بھی فنای حباب ہے

روشن ہوا ہے نام زمین آسمان مین
کیا آفتاب آپکی مہر خطاب ہے

ہے گورے گورے گالو نمین سرخی بہار کی
غازہ تمہارے چہرے کو رنگ عتاب ہے

پر نو فگن رہا ہے جو تا صبح روی یار
آئینہ مین جلائے شب ماہتاب ہے

دریا دلون کے جاہ و حشم کو کہان ثبات
موجون کی چوب دشمن کوس حباب ہے

ہم بادہ کش ہین عالم بالا کے مئی پرست
ادنے کے ہاتھ مین قدح آفتاب ہے

کس کس بت امیر کا عاشق ہون ای خدا
ہر داغ میرے سینہ مین مہر خطاب ہے

مر کر بھی مین بتون کے دلون کا غبار ہون
کعبہ مین دفن عاشق خانہ خراب ہے

بہر جہان مین اہل فنا درد مند ہین
دنیا مین جو حباب ہی چشم پر آب ہے

چن چن کے خال یار کے مضمون لکھ لیئے
نقطہ مری غزل مین جو ہی انتخاب ہے

مرتا ہے وہ بلا تے ہو جسپر تم اے بتو
اللہ کی جناب تمہاری جناب ہے

میٹھی چھری ہین آپ کی شیرین کلامیان
تلوار کا حضور کے منہ مین لعاب ہے

دھو دھو کے پاؤن گلبدنون کی پیا کیا
میری زبان ماہیٔ نہر گلاب ہے

آئینہ رو کوئی مرے دل سی نہین ہے صاف
مدت ہوئی کہ آئینہ خانہ خراب ہے

کوڑا لگاؤ تو سن بادِ بہار کو
قمچی تمہارے ہاتہ مین شاخ گلاب ہے

ہے میری قبر پر نکہہ گرم آپ کی
اپنا غبار تودۂ تیر شہاب ہے

کیا احتیاج شہر عدم کو حصار کی
بیغامدہ کمر مین حسینون کی ڈاب ہے

دیکہا جو اوس مین منہ ہوئی شمشیر باز تیز
قاتل کے آئینہ مین بہی خنجر کی آب ہے

جز گریہ اور کچہہ نہین پاتا مین تیرہ روز
بخت سیہ نہین ہے الٰہی سحاب ہے

جز و ضعیف کو بہی سمجہتے ہین ہم قوی
ہر پشۂ حقیر نظر مین عقاب ہے

اللہ رے ناتوانون کی نازک دماغیان
دردِ سر انکو باعثِ بوئے گلاب ہے

تار شعاع بن کے کمر آتی ہے نظر
کیا تیری کر دہنی مین زر آفتاب ہے

دھوکا ہے ساری خشک و تر روزگار مین
دریا اگر حباب ہے صحرا سراب ہے

پیری عبث چڑاتی ہے وقت اخیر مین
ہم صحبت ایک عمر کا عہد شباب ہے

آب روان کا رونے نے بخشا ہی پیرہن
زیبندہ میرے سر کو کلاہ حباب ہے

پیری مین ہے کمال سیہ کاریونکا شوق
ریش سحر کو حاجت رنگ خضاب ہے

بیت الشرف ہے ساغر مے سی مرا مکان
برج حمل مین طاق شراب آفتاب ہے

حور و لب سے دم خفا ہے ہمارا بہشت مین
سچ ہے کہ غیر جنس کی صحبت عذاب ہے

کرتا نہین نگاہ ادہر غیر کے سبب
ابلیس آج مالک تیر شہاب ہے

مہمان گہر مین چور ہے سوتی ہین پاسبان
دل مین خیال یار ہے آنکہون مین خواب ہے

خود بینیون کی دھوم ہے تا چرخ اے پری
آئینہ تیرے دیکہنے کا ماہتاب ہے

پردہ کی احتیاج نہین تجکو اے پری
دامن شعاع حسن کا جائے نقاب ہے

قطرہ ہین عرق کے گل رخ پر رنگ عطر
ان موتیون مین آب کے بدلے گلاب ہے

مدت ہوئی کہ گور مین لٹکی ہوئی ہین پاؤن
اپنے ہی گھر مین آپ مجھے پا رکاب ہے

دیوانون سے گریز ہے اوس شہسوار کو
چشم پری مگر عوض ہر رکاب ہے

نام بتان لیا ہے نکیرین کے حضور
کیا شیشۂ سوال کا پتھر جواب ہے

در وزبان ہین اہل زبان کو حکایتین
دروازہ تیرے گھر کا گلستان کا باب ہے

مستی دہان تنگ مین ملتے ہین بیچ بیچ
شاید عدم کی لوگون کو ذوق خضاب ہے

حیرت نے دونکو فکر نہین الفت لباس کی
تصویر کے اجارے مین عہد شباب ہے

جولانگہہ جہان مین نہین جائی بود و باش
ہر شہسوار دیکھیے پا در رکاب ہے

برباد ہے کہین تو کہین ہے غبار دل
کیا میری مشت خاک کی مٹی خراب ہے

کیا کہو لون پردہ شیخ و برہمن کے جا اکا
اللہ رے حجاب مین بت بے حجاب ہے

کینچا کسی نے عطر کسی نے اوڑا دیا
مٹی میرے غبار کی کیسی خراب ہے

قندیل مین چراغ قمر کی ہے روشنی
جالی کی تیرے چہرے پر ای نقاب ہے

رنگت بدل گئی کف ساقی مین دیکھیے
پھولون کی یہ چھڑی ہے کہ شیخ کباب ہے

انجام دیکھتے نہین دیوانونکا کبھی دادہ
شاید کہ ناتمام جنون کی کتاب ہے

اللہ ری بھاری ملتون مزاجیان
بت کو خدا سمجھتے ہین کیا انقلاب ہے

حصہ مین بادہ خوارون کی ہی رحمت خدا
میخانہ کے دہوئین ہی دھوئین سحاب ہے

پڑھتے ہین فاتحہ مری تربت پہ اشتنا
لوح مزار صفحۂ ام الکتاب ہے

کیا احتیاج ہے تری تکمل کو دوڑکی
سررشتہ حیات مین کیا پیچ و تاب ہے

انجام دیکھتا ہون مین آغاز عشق مین
خطبہ مین کیا لکھی ہوئی ساری کتاب ہے

اصلاح خاص حضرت ناسخ سے ای منیر
میرے گمان مین یہ غزل لاجواب ہے

ہر گز نہون گے طالب اکسیر ای منیر

اکسیر ہم کو خاک در یار آب ہے

جینا خلاف وضع بسان ممات ہے — اے خضر آبرو مجھے آب حیات ہے
ان روزون لطف حسن ہی آو تو بات ہے — دو دن کی چاندنی ہی پھر اندھیاری رات ہے
پریون کو وحشیون کی طرف التفات ہے — افسانۂ جنون یہ نہین حاضرات ہے
ہے خضر بھی اسیر عجب واردات ہے — وہ زلف دام مانگے آب حیات ہے
رطب اللسان ترا چمن کائنات ہے — شبنم نہین لعاب زبان نبات ہے
ہر مدح سے غنی مرے خالق کی ذات ہے — تعریف کائنات کی کیا کائنات ہے
شاعر ہون ای منیر فنا سے نجات ہے — ہر ایک بحر جدول رنگ ثبات ہے
موتی پروے بال ہین جوبن کی بات ہے — کیا پیاری پیاری تارون بھری آج رات ہے
ہوتی ہی صبح دیکھیے تھوڑی سی رات ہے — کروٹ ادھر کی لیجئے یہ کون بات ہے
دایم جیا کرین گے حسینون کی حیرتی — آئینہ جمال مین آب حیات ہے
محروم تشنگان شہادت چلے گئے — تیغ ادائے یار مین آب فرات ہے
اس لطف ظاہری کو سمجھتا ہون خوب مین — میری سنین گے آپ یہ کہنے کی بات ہے
اے ہوش افراق وہ جاتے ہین شام سی — اے جان الوداع یہ رخصت کی رات ہے
اوس سرو قد کی یاد جگاتی ہے رات بھر — سولی پہ آئی یہ کہنے کی بات ہے
کس چال سے وہ جاتی ہین دیکھو ذرا قریب صبح — دھڑکے لگے ہوئے ہین قیامت کی رات ہے
قسمین ہزارون کھائی ہم چھوڑتے نہین — قابو مین آگئے ہو نکلنے کی گھات ہے
پھر ٹالے ہین وعدۂ فردا پھر آج آپ — اک حشر ہو چکا ہے ابھی کل کی بات ہے
مقتل مین عاشقون کو بلایا ہے یار نے — ہے روز حشر جائزہ کائنات ہے
رنگت ہے مہندی کی تری ہاتھون مین بیزدل — شاید یہ خون طائر رنگین ثبات ہے
دیدار کا مزا نہین بال اپنے باندھ لو — کچھ مجکو سوجھتا نہین اندھیاری رات ہے

دیوانہ تیرے حافظ شیراز کیوں نہو
شاخ غزال دشت میں شاخ نبات ہے

سر گوندھنے سے میں جو اٹھا ہوں کہ بیچ میں
باقی ہے ایک لف ابھی آدھی رات ہے

آہو نسے ہے فروغ مری بزم زیست میں
آندھی سے روشنی چراغ حیات ہے

پردہ زمیں کا رہے کیا روز کار میں
ہے خیمۂ سپہر مگر بے طناب ہے

جاتا ہوں میں جہاں سے کہ کوچ کی تہوڑی سی رات ہے
طیاریاں ہیں کوچ کی تہوڑی سی رات ہے

کرتے ہیں سب صفات کی پردہ میں گفتگو
مہر و بیان خلق ترا اسم ذات ہے

اللہ کے بھی لفظ میں نقطہ کہیں نہیں
حقا کہ لاشریک لہ تری ذات ہے

افشاں کی بھی چمک نہ رہی اب تو ڈالیے
بے نور تارے ہو گئے تہوری سی رات ہے

روشن ہے نور حق سے شبستان باغ دہر
ہر گل چراغ قافلۂ مدرکات ہے

ہم روسیاہ الجھی ہیں کس کے جھمیلے بہر
منہ سے اوٹھاؤ لف سیہ چاندرات ہے

گل جس نے کہا نے مائک کونین بنگی
چہلہ بتوں کا دائرۂ کائنات ہے

پرچھائیں تک تو حور مجسم ہے آپ کی
کتنا بدن سڈول ہے کیا خوب گات ہے

حوریں کہاں سے لائیں رخ و لف فقرب
اسواسطے بہشت میں دن ہی نہ رات ہے

ملجاتی ہیں نگاہ تو جہ سے خاک میں
سیل فنا تری نظر التفات ہے

سر دھو رہے ہو میں نہ بتونگا کسیطرح
کیا گھر سے کوئی نکلے کہ ساونکی رات ہے

پتلا سے منہ لگا کے وہ شیریں دہن شراب
شیشہ ہر اک کو زہ قند و نبات ہے

وہ منہ سے منہ ملا کے سناتے ہیں نکا لیاں
لڑتی نہیں زبان لڑائی کی بات ہے

سودائے زلف یار میں گل کہائے شیخ جی
گولر کے پھول پھولی دوالی کی رات ہے

لالہ سے لیکے تا بشفق سبز پوش ہیں
شاید شہید تیغ ستم کی برات ہے

پھر کیا مزا جو ڈھونڈھ نکالیں عدم میں ہم
اپنا دہن تم آپ بتاؤ تو بات ہے

اے صبح ہجر میرے ستانے سے فائدہ
للہ آج وصل کی پہلی ہی رات ہے

مین چاہتا ہون اور کسیکو خدا کی شان
چپ رہیے بس یہ آپ کی کہنی کی بات ہے

سچ تو یہ ہے تم آج پریزاد بن گئے
سایہ سے بہلگتے تھے ابھی کل کی بات ہے

حیرت ہے جسم زار کو تشبیہ کس سے دون
موے کمر بتاؤن تو موٹی سے بات ہے

نوکر ہین ہم قدیم سے غنچہ دہانون کے
گنجینہ ہاے غیب پر اپنی برات ہے

دنیا لٹاؤن آنکھین بچھاؤن جو آیئے
اپنی یہی بساط یہی کائنات ہے

وصف دہن مین لکھتے ہین تشبیہ غیب کی
فیض اثر سے بیضۂ عنقا دوات ہے

صدمون نے کیا سمجھ کے گھلایا مرا بدن
کیا نقد زیست داخل حکم زکات ہے

پتلے ہمین کو آج اگر کچھ کمی کرے
اے دست شوق وصل کی پہلی ہی رات ہے

مستون کو کردگار نے آزاد کر دیا
اے شیخ کسکو نشہ مین حکم صلوٰت ہے

میرا لہو پئین جو چھپائین حضور مین
خلطے کی رات ہے کہ شب خونکی رات ہے

لکھتا ہون شعر رحمت پروردگار سے
کہتے ہین جسکو ابر وہ صوف دوات ہے

عشرت کا نام صحبت عشاق ہین نہین
اس گنجفہ سے بازی خارج برات ہے

ملتا ہے یار غرہ کی شب اس فقیر سے
یارب مرے گلیم سیہ پر چاند رات ہے

تحریر مین دکھاتے ہین تقریر کا مزا
اپنا قلم زبان دہان دوات ہے

بوسہ نہ دینے کے لیئے بنتے ہو بد دہن
جو کچھ کہو بجا ہے بن آئی کی بات ہے

گندم ہوا کے چوٹی دہو چکے منہ ایک بوسہ بھی
خیرات آج حسن کی دو چاند رات ہے

جاتی ہے مفت دولت بیدار اٹھ بھی
اللہ اٹھو جاگئے تھوڑی سی رات ہے

ہے بھیڑ دوستون کی جنازے کی ساتھ ساتھ
دولہا فقط سوار ہے پیدل برات ہے

یہ بیقراریان ہین تو بس جان بچ چکی
اے ہجر ہم ہین اور ابھی ساری رات ہے

ہے اس غزل کا مصرعۂ تاریخ اے منیر
زیبا عجب کلام ہے کیا خوب بات ہے

کلکتہ مین ڈاک مین جاتا ہون اے منیر | ۱۲۵۶

فکرِ غزل ہے راہ مین کیا خوب بات ہے

دم گریہ جو خیالِ عرق رو ہو جائے — گیسوئے موجۂ سیلاب مین خوشبو ہو جائے
وہ بغل مین ہو تو آسائش پہلو ہو جائے — دل بتیاب پہ اپنی کبھی قابو ہو جائے
خم مین جو روکش ابروئے جفا جو ہو جائے — غم سے تلوار یہ گھٹ جائے کہ چاقو ہو جائے
فقر کا حسن ہے جو عشق سرِ مو ہو جائے — ابھی درویش کی کملی شبِ گیسو ہو جائے
ممتحن جو خطِ رخسارِ جفا جو ہو جائے — سبزۂ تیغ بھی شرما کے لجاوا ہو جائے
پاس ابرو کے جو گیسو ہون سلجھنے جائین بال — ناخنِ تیغ سے دا عقدہ گیسو ہو جائے
آپ کا وصل اگر ہو تو ملے لطفِ بہشت — زانوِ حور مرا تکیۂ پہلو ہو جائے
خاکسارون کی تواضع مین ہون خم گشتہ — قدمِ اردوئے زمین کے لئے ابرو ہو جائے
اے پری دستہ مژگان ہو ہمارا پیکا — کنگی جاروب کش کوچۂ گیسو ہو جائے
روزن دیدۂ بینا ہو جو تو رہے ہاتھہ — دستِ موسیٰ ترے دروازہ کا بازو ہو جائے
کفر و اسلام مین تولین جو حقیقت تیری — بتکدہ کیا کہ حرم سنگِ ترازو ہو جائے
بادہ خواری جو کرے وہ صنمِ سحر طراز — دود میخانہ مجھے افعی جادو ہو جائے
کسقدر جوشِ صباحت ہے جو وہ گل منہ دے — موجِ خندہ ابھی شاخِ گل خوشبو ہو جائے
ناتوانی سے سراپا نظر آتی ہین رگین — سادہ کپڑا مجھے پہنا تو اُتو ہو جائے
کفر و اسلام کے اسرار کہلے جاتے ہین — سب کا پردہ رہے اِک پردہ نگر تو ہو جائے
تو بغلمین جو نہو عصفور کرین نیش زنی — مچھلی ہر بازوے عشاق کی بچھو ہو جائے
جانبِ آب روان آنکھہ لڑائین جو صنوبر — آبِ چشم ابھی خالِ لب جو ہو جائے
مین وہ دیوانہ دانا ہون اگر سو جاؤن — پنبۂ بالش سر مغزِ ارسطو ہو جائے
زلف اوس بت کی جو یاد آئی خدا کی گھر مین — پوششِ کعبہ سواد شبِ گیسو ہو جائے
حورین زلفون سے محل جہاڑین جو تم فرماؤ — سنبلِ گلشنِ فردوس کی جھاڑو ہو جائے

ہے ہوائے دم عیسے مری میخانہ مین
قطرۂ مے جو اڑے جام سی جگنو ہو جائے

اسقدر ضیق معیشت ہی کلو کلیر جہان
شیر مادر پئین اطفال تو اچھو ہو جائے

کوئی زخم بدن اپنا نہ ہو یارب بیکار
ہر زبان دم شمشیر کو نالو ہو جائے

آنکھین گیسوے معطر سے جو ملکر رون
مشک کے عطر کے شیشے سے ہر آنسو ہو جائے

شوخ چشمون کی محبت کا مزا ہی وہ بلا
نبض بیمار کی موج دم آہو ہو جائے

گر گدا سے جو مجھے نالہ و لیسپ کرون
کنجی ارگن کی ہر انگشت پر یرو ہو جائے

مری وحشت سے شب غم مین اگر رین ہو فلک
کہکشان نظر رون مین موج رم آہو ہو جائے

کشش زلف جو کھینچے تن لاغر کو کبھی
سجدہ گاہ ریا سجدہ گیسو ہو جائے

مجکو رلوا کے وہ جلاد اگر کھیلے شکار
گولی بندوق کی ڈہل ڈہل کی ہر آنسو ہو جائے

وصف قد و صف رخ صاف سی پہلی جو لکہون
سرو قامت الف آئینہ رو ہو جائے

پہنے وہ شمع شب وصل جو کاہی پوشاک
جہاڑ بلور کا شرما کے لجالو ہو جائے

موسم گل مین جو کہیلون مین لطمے کا شکار
چنگل باز سے بڑہ کر کہین چلو ہو جائے

زلف منہ سے جو ہٹا دو دم گلگشت چمن
زرگل نقرۂ صبح شب گیسو ہو جائے

بال کوٹھے پر اگر کہول دی وہ حور مثال
سنبلہ شرم سے ای چرخ لجالو ہو جائے

ران پر چاند سے چہرہ کا اگر عکس پڑے
چاندنی قلعی آئینہ زانو ہو جائے

سایۂ زلف صنم مین جو کرون یاد خدا
ہر نماز اپنی نماز شب گیسو ہو جائے

عطر پوشاک مین ملئے سر ساحل جو کبھی
کف دریا بھی حضور آپ کی چلو ہو جائے

سر کو وحشت مین جھکا کر مین بنا دون تکیہ
صورت چشم پری کاسۂ زانو ہو جائے

سحر کی چال چلو تم دم گلگشت چمن
جو کلی پانچے مین ہے گل جادو ہو جائے

حلقۂ زلف مین پھنس جائین جو کاہیدہ رلف
ای پری خانۂ زنجیر مین جہاڑو ہو جائے

حسن سے کہیل چمک جائین اگر کہیلے آپ
پھونک سی پر جو اڑا دیجی جگنو ہو جائے

روی رحمت برمتاب ای نور حق از روی من
از برای روح حیدر یک نظر کن سوی من

اے شہ مردان وصی مصطفےٰ شیر اللہ
آپ ہین مشکلکشای دو جہان حق ہی گواہ

دستگیر بیکسان مظلوم وعاجز کی پناہ
یہ مدد کا وقت ہے کشتی ہوئی میری تباہ

روی رحمت برمتاب الیکام جان از روی من
از برای روح زہرا یک نظر کن سوی من

ایجناب فاطمہ لختِ دل خیر الانام
بضعۂ منی کہا حضرت نے تمکو لاکلام

ذات اقدس پر ہو الطاف وکرم کا اختتام
دیکھیے تو کس تباہی مین ہی یہ ادنی غلام

روی رحمت برمتاب ای سیدہ از روی من
بہر روح پاک شہ یک نظر کن سوی من

ایجناب سبط اکبر صاحب خلق حسن
روح زہرا وعلی جان رسول ذوالمنن

آپ سے سرسبز ہے خلق وسخاوت کا چمن
روبرو آیا ہون مین ہو کر گرفتار محن

روی رحمت برمتاب الیکام جان از روی من
از پے شاہ شہیدان یکنظر کن سوی من

ایجناب خامس آل عبا سلطانِ دین
مہد جنبان آپ کی طفلی مین تھی روح امین

سید شبان جنت جان خیر المرسلین
اب سوا حضرت کی دنیا مین مرا کوئی نہین

روی رحمت برمتاب الیکام جان از روی من
از پے سجاد اکبر یکنظر کن سوے من

ایجناب آدم آل عبا زین العباد
مرجع اہل مصیبت حامی روز معاد

دیکھیے چشم کرم سے ہے یہی میری مراد
جسقدر محزون ہون اوتنا ہی ہو جاؤنگا شاد

روی رحمت برمتاب الیکام جان از روی من

از برائے روح باقر یکنظر کن سوئے من

اے امام پنجمین اے کاشفِ کرب و بلا
باقر العلم آپ کو فرما گئے ہین مصطفےٰ
آپکو معلوم ہے ہون جس بلا مین مبتلا
آپ ہین مشکلکشا لختِ دلِ مشکلکشا

روئے رحمت بر مناجات یکایم جان از روئے من
از برائے روح جعفر یک نظر کن سوئے من

ایجناب جعفر صادق امام انس و جان
عالم علم لدنی واقفِ رازِ نہان
قاسم نار و جنان گلزار دین کی باغبان
میرے مولا میرے آقا مجکو کر دی شادمان

روئے رحمت بر مناجات یکایم جان از روئے من
از برائے روح موسیٰ یک نظر کن سوئے من

ایجناب موسیٰ کاظم دلی کردگار
گلشنِ اعجاز قدرت کے لئے فصل بہار
سرمۂ چشم ملک ہے راہ اقدس کا غبار
رحم فرماؤ منیر خستہ جان تم پر نثار

روئے رحمت بر مناجات یکایم جان از روئے من
از پئے معصوم ثامن یکنظر کن سوئے من

اے امام ہشتم ای برجِ کرم کے آفتاب
ضامن رزقِ غریبان ای سمی بوتراب
بحرِ تسلیم و رضا و صبر کے درخوشاب
آپ کے دربار مین لایا ہون فریاد ایجناب

روئے رحمت بر مناجات یکایم جان از روئے من
از پئے روح محمدؑ یک نظر کن سوئے من

ای سمی مصطفےٰ مولای انس و جان تقی
مقتدائے عارفان روح نبی جان علی
اے امام برحق اے نور جناب ایزدی
ہر طرف سے ہو کے مایوس آیا ہون بلتجی

روئے رحمت بر مناجات یکایم جان از روئے من
از پئے روح تقی شاہا نظر کن سوئے من

اے تقی ہادی گہرابان امام اتقیا
نور شمع طور ہمنام شہ خیبر کشا
قلزم فیض و عطا سرچشمہ جود و سخا
مستحق رحم ہون محتاج الطاف و عطا

روی رحمت بر متاب الکام جان از روی من
بہر ہمنام حسن شاہا نظر کن سوی من

اے سمی مجتبےٰ اے مقتدای حق شناس
عسکر دین کے لئے سالار رحمت بخش تاس
یہ غلام بے حقیقت رنج سے ہے ہیچ و اس
آپ کی درگاہ مین لایا ہون اپنی التماس

روی رحمت بر متاب الکام جان از روی من
از پے مہدی ہادی یکنظر کن سوی من

صاحب عصر و زمان ای دافع رنج و الم
قبلہ دین کعبہ جان شمع ایوان حرم
آپ امام عصر ہین واجب ہے بندہ پر کرم
مشکلین سب آپکو ہین سہل ای شاہ امم

روی رحمت بر متاب الکام جان از روی من
حسبۃً للہ شاہا یکنظر کن سوی من

اے شہیدان ستم گاہای باغ کربلا
خاص عباس علی لخت دل مشکلکشا
اس منیر خستہ کی فریاد سن لینا ذرا
حق تعالیٰ سے کہو مقبول ہو اسکی دعا

روی رحمت بر متابید ای شہان از روی من
یک نظر بہر خدا باید نمودن سوی من

تضمین مطلع خویش در منقبت بمسدس کہ مشحون بمحاسن و نکات است

جبریل کے اوستاد ہین اعجاز نما ہین
زندہ ہے خضر جس سے یہ وہ آب بقا ہین
جان بخش جہان درد مسیحا کی دوا ہین
متبوع قضا و قدر و ارض و سما ہین

بعد نبی اللہ علی سب سے سوا ہین
اللہ کے بندہ ہین نصیری کے خدا ہین

عالی نہو کیون ہر طرف عرش معظم
ہے نام علی سے شرف عرش معظم
ذات اِن کی ہے در نجف عرش معظم
گوہر ہین یہ بہر صدف عرش معظم

بعد نبی اللہ علی سب سے سوا ہین
اللہ کے بندہ ہین نصیر یکی خدا ہین

عارف ہوئے جبریل امین انکی سبب سے
پیدا ہوئے افلاک و زمین انکی سبب سے
آدم کو ملا خلد برین انکی سبب سے
جنت مین ہوئی تخت نشین انکی سبب سے

بعد نبی اللہ علی سب سے سوا ہین
اللہ کے بندہ ہین نصیر یکی خدا ہین

ہر علم مین ہے انکی سبب شہرت ادریس
قطرہ اسی دریا سے ہے سب حکمت ادریس
اس نور سے خالص جو ہوئی الفت ادریس
قابل وَرَفَعنا کے ہوئی رفعت ادریس

بعد نبی اللہ علی سب سے سوا ہین
اللہ کے بندہ ہین نصیر یکی خدا ہین

یہ ذات مقدس تھی بہار چمن نوح
پر نور اسی شمع سے تھی انجمن نوح
تھی وصف علی گوہر بحر سخن نوح
طوفان مین تھی حامی جان بدن نوح

بعد نبی اللہ علی سب سے سوا ہین
اللہ کے بندہ ہین نصیر یکی خدا ہین

سرسبز ہوا باغ خلیل انکے سبب سے
تھی آگ مین پانی کی سبیل انکی سبب سے
نمرود ہوا خوار و ذلیل انکے سبب سے
خوشنود ہوا رب جلیل انکی سبب سے

بعد نبی اللہ علی سب سے سوا ہین
اللہ کے بندہ ہین نصیر یکی خدا ہین

اسحق ہوئے اہل کرم اونکی بدولت
یعقوب سے جاتے رہے غم اونکی بدولت

ہے اوج سماعیل اتم اونکی بدولت
یوسف کو ملا جاہ و حشم اونکی بدولت

بعد نبی اللہ علی سب سے سوا ہین
اللہ کے بندہ ہین نصیر یکے خدا ہین

تہے دلسے محب ہو دہی واللہ علی کے
صرصر سے بچے بن کی ہوا خواہ علی کی
ناقہ لئے صالح بہی ہین ہمراہ علی کے
محتاج ہین شاہان فلک جاہ علی کے

بعد نبی اللہ علی سب سے سوا ہین
اللہ کے بندہ ہین نصیر یکے خدا ہین

امداد ید اللہ سے اعلی ہوئے موسے
گلچین گلستان تجلی ہوئے موسے
جس روز سے محو رخ مولا ہوئی موسے
خورشید صباح ید بیضا ہوی موسے

بعد نبی اللہ علی سب سے سوا ہین
اللہ کے بندہ ہین نصیر یکے خدا ہین

جب عاشق حیدر ہوئے داؤد سلیمان
ہر رتبہ مین برتر ہوئے داؤد سلیمان
آفاق کے رہبر ہوے داؤد سلیمان
سلطان و پیمبر ہوئے داؤد سلیمان

بعد نبی اللہ علی سب سے سوا ہین
اللہ کے بندہ ہین نصیر یکے خدا ہین

ہمدم جو رہے حیدر کرار سے عیسے
نامی ہوئے اعجاز نمودار سے عیسے
تہے ملتجی اس صاحب اسرار سے عیسے
کیون رہتے نہ محفوظ الم دار سے عیسے

بعد نبی اللہ علی سب سے سوا ہین
اللہ کے بندہ ہین نصیر یکے خدا ہین

تہے دلسے علی تابع فرمان محمد
سر سے دل و جان سی رہے قربان محمد
جان اونکی محمد تہے تو یہ جان محمد
تہے ظاہر و باطن مین نگہبان محمد

بعد نبی اللہ علی سب سے سوا ہین
اللہ کے بندہ ہین نصیری کی خدا ہین

ہر چند قرابت مین تھے عمزاد پیمبر
پر حق نے کیا نائب و داماد پیمبر
ہر معرکہ مین کرتے تھے امداد پیمبر
محکوم حنہ اتابع ارشاد پیمبر

بعد نبی اللہ علی سب سے سوا ہین
اللہ کے بندہ ہین نصیری کی خدا ہین

باطن مین اودہر ساری رسولونکی مدد کی
احمد کی اطاعت مین ادہر آپنی کد کی
جو ظاہر و باطن مین بلا آئی وہ رد کی
فرمائی ہم احد و بدر مین حد کی

بعد نبی اللہ علی سب سے سوا ہین
اللہ کے بندہ ہین نصیری کی خدا ہین

خندق مین علی قتل کفار اشر تھے
خیبر مین یہی حامل اعلام ظفر تھے
جب جنگ حنین آئی علی سینہ سپر تھے
ہر حال مین محمود و خیسر بشر تھے

بعد نبی اللہ علی سب سے سوا ہین
اللہ کے بندہ ہین نصیری کی خدا ہین

اسطرح کی جرات نہین شیران اجم مین
ایسا کوئی ثابت جیم نہ عرب مین نہ عجم مین
تلوار لئے کود پڑے بیر عجم مین
جن اور عفاریت فنا کردے دم مین

بعد نبی اللہ علی سب سے سوا ہین
اللہ کے بندہ ہین نصیری کی خدا ہین

ڈرتا ہے تہور وہ شجاعت ہی علی کی
ممنون ہین دشمن وہ مروت ہے علی کی
سکتہ ہے ہوس کو وہ سخاوت ہی علی کی
ہے ظلم بھی تائب وہ عدالت ہی علی کی

بعد نبی اللہ علی سب سے سوا ہین

اللہ کے بندہ ہین نصیری کی خدا ہین

چشمک زن فردوس ہین ایوان علی کی
شاہونکی بھی دیتے نہین دربان علی کی
آفاق مین کس پر نہین احسان علی کے
اوسپر مین فدا ہون جو ہین قربان علی کی

بعد نبی اللہ علی سب سے سوا ہین
اللہ کے بندہ ہین نصیری کی خدا ہین

ممکن نہین ہمسر ہو کوئی نفس نبی سے
مغلوب ہین سب دست جناب احدی سے
ہمتا بہ نہین کوئی محمد کے وصی سے
خورشید کو رجعت ہوئی فرمان علی سے

بعد نبی اللہ علی سب سے سوا ہین
اللہ کے بندہ ہین نصیر یکے خدا ہین

جو لفظ احادیث مین فرقان مین آیا
بالکل وہ ید اللہ کے فرمان مین آیا
یہ دابۃ الارض جو قرآن مین آیا
واللہ ید اللہ کی وہ شان مین آیا

بعد نبی اللہ علی سب سے سوا ہین
اللہ کے بندہ ہین نصیر یکے خدا ہین

جب حکم خدا خلد مین پائینگے ید اللہ
دنیا مین کئی مرتبہ آئین گے ید اللہ
ہر دشمن ایمان کو جہنم مین گے ید اللہ
لذت او سے دوزخ کی چکھائینگے ید اللہ

بعد نبی اللہ علی سب سے سوا ہین
اللہ کے بندہ ہین نصیر یکے خدا ہین

رجعت مین ملیگا وہ شرف شیر صمد کو
آئین گے رسولان سلف انکی مدد کو
چن چن کے پٹخوڑین گے کسی دشمن بد کو
جو دوست ہین پوچھینگے وہ فیضان ابد کو

بعد نبی اللہ علی سب سے سوا ہین
اللہ کے بندہ ہین نصیر یکے خدا ہین

کر عرض منیر اپنے شہنشاہ سخی سے
محروم نہ رکھین گے وہ فیض ازلی سے
مشکل مین نہ رکھہ چشم امید اور کسی سے
نکلے گی غرض خالق عالم کے ولی سے

بعد نبی اللہ علی سب سے سوا ہین
اللہ کے بندہ ہین نصیر اسکو خدا ہین

تضمین مصرع خویش در مخمس مشتمل بر شکر و سپاس منعم حقیقی جل شانہ

سمجھی جو قدر رحمت پروردگار شکر
تا روز حشر دل مین رہی شرمسار شکر
واجب ہے حمد حد سے سوا بیشمار شکر
کر اے زبان ہر سر مو بار بار شکر

پوری ہوئی مراد ہماری ہزار شکر

ایسی چلی ہے بزم جہان مین ہوائے رنج
ملتا نہین ہے عیش کسیکو سوائے رنج
ہر چند ہین زمانہ مین سب مبتلائے رنج
لیکن خدا نے دی ہمین راحت بجائے رنج

پوری ہوئی مراد ہماری ہزار شکر

اللہ کے کرم سے دعائین ہوئین قبول
دم بھر مین باغ باغ ہوئی خاطر ملول
باران کیطرح رحمت حق نے کیا نزول
آسان مشکلین ہوئین مطلب ہوئی حصول

پوری ہوئی مراد ہماری ہزار شکر

تھے مبتلا ہزار طرح کے عذاب مین
ملتی نہ تھی پناہ کہین شیخ و شاب مین
کی ہمنے التجا جو خدا کی جناب مین
دی راہ سایہ کرم بے حساب مین

پوری ہوئی مراد ہماری ہزار شکر

کیا کیا کہون خدا کی عنایت سے کیا ملا
مطلب ملا مراد ملی مدعا ملا
اس پیاس مین منیر کو آب بقا ملا
جو چاہتے تھے ہم وہی نام خدا ملا

پوری ہوئی مراد ہماری ہزار شکر

مخمس غزل جناب استادی و مولائی سید علی اوسط رشک زایر کربلا ادام ظلہ

رہین کبھی تو مرے گالون کے سہارے گال
شب وصال مین دم بھر نہون کنارے گال
عیش ہٹاتے ہوا یجان ضد کے مارے گال
قریب خار ہون گل ہین اگر تمہارے گال
ملے رہین مرے گالو نسے پیارے پیارے گال

نیا نیا نظر آتا ہے حال غصہ مین
چمکنے لگتے ہین عارض کمال غصہ مین
نکیون زیادہ ہو حسن و جمال غصہ مین
نظر پھری کہ ہوئے لال لال غصہ مین
غضب سمجھنے لگے آنکھونکے اشارے گال

ہمارے سامنے ہو تم کہین رہو ذرات
نکالو انکھین اگر دیکھون خیر کو ذرات
نہین یقین تو آنکھو نسے دیکھ لو ذرات
حضور چشم تصور تمہین تو ہو ذرات
سمجھ گیا مہ و خورشید کو تمہارے گال

ابھی تو شام و سحر بچپنے کا عالم ہے
لچک رہی ہے کمر بچپنے کا عالم ہے
نموئے سبزہ ہے پر بچپنے کا عالم ہے
ہوئے جوان مگر بچپنے کا عالم ہے
جو بھولی بھولی ہے صورت تو پیارے پیارے گال

پیا مین بوسے تو کیا لطف مہ جبینون کا
مزا نہین جو نہ ہو وصل نازنینون کا
یہ قول راست ہے دنیا کے پاک بینون کا
زیادہ حسن بھی اچھا نہین حسینون کا
ہمین نظر آتے صفا کے مارے گال

ہمارے اشک مسلسل ہین شبنم تصویر
ہر ایک حور کی صورت ہے آدم تصویر
بہشت کیون نہو حیرت سے عالم تصویر
مصور چمن دہر نے دم تصویر
تمہارے رنگ گل تازہ پر [illegible] گال

جماتے ہین شعرا اوسکے گھر مین اکثر رنگ
کہلاتا ہے باغ سخن کا حضور دلپر رنگ
کوئی بتائے کہ ہوتا ہے کیون مکدر رنگ
بدل رہے ہین جو پھولونکی پھبنو نپر رنگ
مگر سمجھنے لگے کچھ نکچھ اشارے گال

خدا نے عاشقونکو حکم اختلاف دیا — خزان کو گرد چمن فرہ طواف دیا
تمہارے آئینہ کو زنگ کا غلاف دیا — صفائی جلد کو خط نے جواب صاف دیا
لب سوال سے بوسونکے شرط ہار گئی گال

تمہارے وصل سے تا چند خوش عدد ہونگے — کہان تک اہل وفا صرف جستجو ہونگے
تباہ تا بکجا محو آرزو ہون گے — کبھی تو بوسہ تعارض سے سرخرو ہونگے
ہمارے ہونٹھہ سلامت ہین تمہارے گال

منیر کوہ ہے گل تر کی تازگی کی قسم — جمال حور کی رخسارۂ پری کی قسم
صفائی آئینہ حسن یوسفی کی قسم — گل جنان کی قسم مصحف نبی کی قسم
پسند آئے دل رشک کو تمہاری گال

مخمس غزل شاہ غلام غوث صاحب متخلص بہ افضل متوطن الہ آباد

ہوے معدوم مریضونکی عیادت والے — انکھون سے دور ہوی چشم عنایت والے
ہو گئے خواب فراموش بصیرت والے — دیکھتے دیکھتے سب اوٹھہ گئی صحبت والے
ہائے افسوس غنیمت تھی محبت والے

ہوس جاہ نہین رکھتے قناعت والے — طالب فقر نہین گوشہ عزلت والے
منعمونکو یہ دعا کرتے ہین حسرت والے — شاد و آباد رہین عیش و فراغت والے
کاٹ ہی لین گے مصیبت کو مصیبت والے

قہر تھا کرتے اشارہ جو ہم اوس بت کیطرف — پاتے کیا کرتے اشارہ جو ہم اوس بت کیطرف
ایخدا کرتے اشارہ جو ہم اوس بت کیطرف — چاہ کا کرتے اشارہ جو ہم اوس بت کیطرف
ہمکو انگشت نما کرتے شریعت والے

اوج ہوتی ہو کجی کو سمجھتے ہین عبث — چار دن نشہ ہستی کو سمجھتے ہین عبث
مے بے اصل کی مستی کو سمجھتے ہین عبث — ظاہری حسن پرستی کو سمجھتے ہین عبث

دشمن عشق مجازی ہین حقیقت والے

عشق معشوق حقیقی ہو تو کیون ای کلام
نقش توحید اگر بیٹھے تو اوٹھہ جاہی کلام
اہل باطل کو عبث اسمین ہی سودای کلام
بولے منصور انا الحق تو نہین جاہی کلام

شرع والے ہین حقیقت مین طریقت والے

ابر و خلق مین پاتا ہے تو ای بحر جمال
آب حیوان کو بہاتا ہے تو ای بحر جمال
جب کبھی موج مین آتا ہے تو ای بحر جمال
سیکڑون مردی جلاتا ہے تو ای بحر جمال

پانی بھرنے والے ہین پرستار کے کرامت والے

جب سے روپوش ہین سامان شب و صلت کے
روز مشتاق پہ آکر تے ہین ہم صورت کے
پڑھتے ہین بیٹھ کے چلمن مین سبق خلوت کے
اب تو پردے ہی اوٹھا چاہتے ہین چاہت کے

اور ہی کچھ پڑھتے ہین کان بصحبت والے

بیٹھے ہین قید نزاکت سے نکلنا کیسا
ایک ہی رنگ مین ہین رنگ بدلنا کیسا
نشہ حسن کی مستی مین سنبھلنا کیسا
پاؤن اوٹھانا ہی اونہین بار ہے چلنا کیسا

دیکھو بار سمجھتے ہین نزاکت والے

بادشاہون کو بھی نادار سمجھتے ہین وہ
طلب رزق کو بھی بیکار سمجھتے ہین وہ
رتبہ دست دعا خوار سمجھتے ہین وہ
بات پھیلانے کو سو عار سمجھتے ہین وہ

پاؤن کو توڑ کے بیٹھے ہین قناعت والے

یون تو آفاق مین سب دیکھتے ہین آئینہ
ہند کا بہ حلب دیکھتے ہین آئینہ
پر کہین ہم سا طلب دیکھتے ہین آئینہ
عار سی آتی ہے کب دیکھتے ہین آئینہ

ترے آئینہ رخسار کے حیرت والے

دیوان مین اپنے نہ مانے خنش خاطر کو
چار دن رکھہ نہ سکے دوستی ظاہر کو
کیا ہی نہین سے نہین ہوتے کسی سر کو
کھل گئے ساتھ کے دعوی نہ بنے آخر کو

بیکسی مین گئے سب چھوڑ کے سنگت والے

صدقے ہو کر جو مُوا کوئی بنا کام کیا
جاہنے والونسی کچھ مینے سوا کام کیا
اتنی سی بات کو سمجھے کہ بڑا کام کیا
جان و دل نذر کئے مینے تو کیا کام کیا

اس سے بڑھ بڑھ کے کیا کرتی ہین ہمت والے

پائین گے سایۂ طوبےٰ سے فرا محشر مین
مرغ سدرہ سے لگا لینگے بنا محشر مین
فتنہ ہر سمت اوٹھائین گے بنا محشر مین
دیکھ لین گے جو قد راست ترا محشر مین

حشر برپا کرین گے اور قیامت والے

خود کشیدہ ہے ترا اہل وفا سے دامن
جان دے ڈالین مگر ہاتھ نہ آئے دامن
بے محل کھینچتے ہین ناحق نسی اپنے دامن
ہم ز رد داغ کو بہرتے ہین اونکے دامن

بہر بھی آنے نہین دیتے ترے دولت والے

ناز کی اوڑاتی ہوئے پھرتے ہین بکدر ہو کر
بیٹھے ہین آنسو بھری دست تمنا دھو کر
احاہش وصل مین نقد دل و دین کھو کر
اور تو کیا اونہین ملتا ہے مگر جان دے کر

کف افسوس ملا کرتے ہین حسرت والے

کس کی طاقت جو رہے تیر جفا کی آگے
دیو آتے نہین زلفونکی بلا کے آگے
کون ہو سینہ سپر تیغ قضا کے آگے
پاؤن اوٹھہ جائینگے شمشیر ادا کی آگے

مان ہی جائین گے لوہا کبھی جرأت والے

گھس کے رہتے ہین یہان ہوش بجا ایسا کی
نظر آتا نہین کچھ تیرے سوا اے ساقی
کیا ہوا پی جو مے ہوش ربا ای ساقی
نشہ مین بھی ہے وہی دھیان ترا ایسا کی

ہوش جانے نہین دیتے ہین تری متوالے

لے کے جانا نہین کیا آئینہ دلسے غبار
کس صورت ہو جدا آئینہ دلسے غبار
تیرے قربان اوڑا آئینہ دلسے غبار
وہ کہ ہر چند آئینہ دلسے غبار

صاف ہو جا کہیں اے میرے کدورت والے

فائدہ کیا جو رفیقان منافق ہاتھ آئین
خیر ممکن ہے کہ یاران موافق ہاتھ آئین
شمع زیبا ہو تو پروانے بھی لائق ہاتھ آئین
خوش نصیبی ہے جو معشوق کو عاشق ہاتھ آئین

اے میر جان کہاں ملتے ہیں چاہت والے

سر اوترنے لگے دیکھا جو مروت کو کبھی
لوگ مرنے لگے دیکھا جو مروت کو کبھی
پانی بھرنے لگے دیکھا جو مروت کو کبھی
سجدہ کرنے لگے دیکھا جو مروت کو کبھی

ایخدا بھول گئے تجکو عبادت والے

کیا میر اور کہے اسکے سوا اے افضل
شاعرون مین ہے بڑا نام ترا اے افضل
رسم ہے نعت مین جو تو نے کہا اے افضل
ہے عجب رتبہ محبوب خدا اے افضل

سمجھے حضرت کو شفیع اور شفاعت والے

مخمس غزل نواب صاحب بہادر والی رامپور

پامال روز حشر ہے چالون کے سامنے
سنبل ہے زرد گیسوون والونکے سامنے
ابر سیہ ہے بالون کے سامنے
ٹھنڈی ہے برق شوخ جمالون کی سامنے
خورشید و ماہ داغ ہین گالونکے سامنے

آیا وفور جوش جنونسے جو منہ مین کف
سرمایہ تعلی طوفان ہوا تلف
شرما کے پانی پانی ہوئے گوہر صدف
گذرا اگر مین آبدیا بحر کی طرف
روئے حباب پھوٹ کے چھالونکے سامنے

آئی نئی جنون کی ہوا بحر کی طرف
چھائی ہجوم غم کی گھٹا بحر کی طرف
طوفان نوح تازہ ہوا بحر کی طرف
گذرا اگر مین آبدیا بحر کی طرف
روئے حباب پھوٹ کے چھالونکے سامنے

رتبہ اگر ہون اوجی دقالی والورسی
فکر بلند سے نکرین میری ہمسری

جب دیکھا بیان مین نہ لائی ہون طوبا کی برابری | تعریف تیرے قامت بالا کی اے پری

کیا بات ہے بلند خیالون کے سامنے

تفصیل وصف قصر معلا کی اے پری | تعریف اوج بام مصفا کی اے پری
تصویر ہے تری ہمت والا کی اے پری | توصیف تیرے قامت بالا کی اے پری

کیا بات ہے بلند خیالون کے سامنے

چھوٹے مینا سے وصل مین دونون کے رنج غم | طوق گلو نہ ہوئے دے ہاتھ رات بھر
لیا جو ذکر پستہ خندان زبان پر | بگڑے تو بوسہ مانگنے پر وہ بہت مگر

کچھ بن پڑی نہ مجھ سے سوا لوسکے سامنے

اس کو دکھایا ہو طپش دل نے ام ہجر مین | عاشور و عید ایک ہین الام ہجر مین
کیا خاک دل جلے سحر و شام ہجر مین | شمس و قمر کو دیکھ کر ایام ہجر مین

رہتے ہین صبح و شام ملالون کے سامنے

ٹکڑے ہوئے ہے دل دھڑکا یام ہجر مین | آتا نہین ہے کچھ نظر ایام ہجر مین
ہے مار دنو سے ضرر ایام ہجر مین | شمس و قمر کو دیکھ کر ایام ہجر مین

رہتے ہین صبح و شام ملالون کے سامنے

داغون کی دستین ہے سراسر لہو مین تر | کچھ منہ سے بولتے نہین پر ہے نگاہ تر
خونابہ جگر مین ہے سینہ در کا اثر | چپ ہین وہ لخت دل مری آنکھون کے سامنے

طوطی کا لطق بند ہے لالون کے سامنے

زنجیر زلف سے دل دیوانہ شاد ہے | ہر وقت سیر بنگل باغ مراد ہے
پیش نگاہ چین و ختن کا سواد ہے | آنکھون مین کھل رہی ہے کسو پیچان کی یاد ہے

دیکھو چراغ جلتے ہین کالون کے سامنے

تارونکو روز شام غریبان کی یاد ہے | بیدار یون مین خواب پریشان کی یاد ہے

ان دنون شمعونکو شب ہجران کی یاد ہی — انکہین کہلی ہین کیسو پیچان کی یاد ہے
دیکھو چراغ جلتے ہین کالونکے سامنے

دعوائے عشق مین سب مجنون ہین راستگو — ہر دم خیال یار مین ہے کوئی کچہ کہو
واقف تمام آہو صحرا ہین پوچہہ لو — لیلی کی آنکہین یاد جو آتی ہین قیس کو
رونا ہے زار زار غزالونکے سامنے

ہر دم نئی ہوائین اوڑاتی ہین قیس کو — ناقہ کی چال ڈہال دکہاتی ہین قیس کو
ہرنون کی شوخیان نہین بہاتی ہین قیس کو — لیلی کی آنکہین یاد جو آتی ہین قیس کو
رونا ہے زار زار غزالونکے سامنے

ہم پاک بینون پر نہ کرو بدگمانیان — معلوم ہین حضور کی سب نکتہ دانیان
منہ کہولو جانے دو یہ پرانی کہانیان — پردہ مین کر رہے ہو یہ کیا لن ترانیان
بیٹہو تو آکے دیکہنے والون کے سامنے

تا چند ایسی بے سر و پا لن ترانیان — جانے بہی دو برسے چندا لن ترانیان
کہل کر کہو تو سمجہین بجا لن ترانیان — پردہ مین کر رہے ہو یہ کیا لن ترانیان
بیٹہو تو آکے دیکہنے والونکے سامنے

شمس و قمر ہزار طرح رات دن چلین — تشبیہ تری نور کی رفتار سے نہین
معلوم حال گنبد دوار ہے ہمین — باعث یہ ہے جو چرخ [illegible]
جمتا نہین قدم تری چالونکے سامنے

بیوجہہ کب پہر مدور ہے چرخ مین — کچہ بات ہے جو کب منظر ہو چرخ مین
کیا پوچہتے ہو کہون یہ برابر ہی چرخ مین — باعث یہ ہے جو چرخ فسونگر ہی چرخ مین
جمتا نہین قدم تری چالونکے سامنے

تیری گلی پسند کی ہمنے بجائے خلد — بہتر نہین یہان کی ہوا سے ہوا کہلد

صدقہ ہین زاغ خال کی دیدون ہمای خلد
اے حور ہاتہ آئین اگر میوہ ہای خلد
کہاؤن کبھی نہ تیرے اگالونکے سامنے

زہد چاہین آٹھہ پہر میوہ ہای خلد
مانگین خدا سے جن و بشر میوہ ہای خلد
جانے میری بلا ہین کہ ہر میوہ ہای خلد
اے حور ہاتہ آئین اگر میوہ ہای خلد
کہاؤن کبھی نہ تیرے اگالونکے سامنے

کچھ ڈر نہین جو ساغر گردون ہو واژگون
ارباب ظرف سب مری آگے ہین سرنگون
جام جہان نما سے دل دیدہ ہین فزون
ساقی ترے کرم سے ہین جمشید وقت ہون
شیشے چنے ہوئے ہین پیالونکے سامنے

کب سنجت کے کرم سے ہین جمشید وقت ہون
کس کے نئے کرم سے ہین جمشید وقت ہون
کب اور کے کرم سے ہین جمشید وقت ہون
ساقی ترے کرم سے ہین جمشید وقت ہون
شیشے چنے ہوئے ہین پیالونکے سامنے

مشہور خلق آپ کی ہین قدر دانیان
حسب الطلب منیر بھی آتا ہی اب وہان
یہ حکم خاص ہے دل و جان پر مری روان
ناظم منیر آئے یہان ہم ہین قدردان
شرمندہ کیون ہے اپنے کمالونکے سامنے

چل اے منیر قبلہ عالم ہین قدردان
بلواتے ہین حضور معظم ہین قدردان
وہ کہتے ہین جو آج مسلم ہین قدردان
ناظم منیر آئے یہان ہم ہین قدردان
شرمندہ کیون ہے اپنے کمالونکے سامنے

آنکے اے منیر کہان ہم ہین قدردان
آگاہ ہین سب اہل جہان ہم ہین قدردان
کیون خاک اڑا رہا ہے دکانونکے سامنے
ناظم منیر آئے یہان ہم ہین قدردان
شرمندہ کیون ہے اپنے کمالونکے سامنے

آیا منیر جھوٹ کے جب قید سے یہان
تہا قصد رامپور کو ہو جاؤن میں روان

لیکن حضور ہو گئے راہی سوئے جنان | اب کس کے پاس جاؤن مین ہی کون قدردان
نادم رہا مین اپنے کمالون کے سامنے

نواب پاک کلب علیخان نے اے منیر | بلوا کے رامپور مین کی بخشش کثیر
صد شکر آئے راہ پر اب طالع فقیر | ہے قدردان مرا یہ امیر فلک سریر
اب سرخرو ہون اپنے کمالونکے سامنے

تخمس غزل نواب واجد علیخان بہادر رضوان فرخ آبادی تلمیذ منیر

گل باغ سے نہ آگ سے شعلہ نکل گیا | کیسہ سے زر نہ کان سے سونا نکل گیا
نور آنکھ سے نہ طور سے جلوا نکل گیا | میری بغل سے وہ گل رعنا نکل گیا
دل پکڑے پھر رہا ہون کلیجا نکل گیا

اندھیارا گھر سے نور کا بگا نکل گیا | ابتو دل رقیب سے کانٹا نکل گیا
ابر تنک سے چاند کا ٹکڑا نکل گیا | میری بغل سے وہ گل رعنا نکل گیا
دل پکڑے پھر رہا ہون کلیجا نکل گیا

مجنون کے دلسے جلوہ لیلا نکل گیا | موسے کے قبضہ سے ید بیضا نکل گیا
دام نگہ سے کبک تماشا نکل گیا | نظر و نمین پھنس کے وہ بت رعنا نکل گیا
دو تیر کہا کے آہو صحرا نکل گیا

اندھیر کر کے بزم مین کیا ہو گیا رقیب | عیارون مین سب سے سوا ہو گیا رقیب
آفت ہوا کہ کوئی بلا ہو گیا رقیب | اوسنے مزے اوڑا کے ہوا ہو گیا رقیب
اس شمع کو بجھا کے پتنگا نکل گیا

نظارہ بازیون نے نیا مجکو پھل دیا | دم بھر مین میری زیست کا نقشا بدل دیا
جسوقت چٹکیون سے کلیجے کو مل دیا | آنکھون کے سامنے سے وہ عیار چل دیا
روتے ہین طفل اشک تماشا نکل گیا

دیکھا جو محو جلوہ دیدار چل دیا
دم بھر دکھا کے چاند سے رخسار چل دیا

اے دل نکل کے دیکھہ کہ دلدار چل دیا
آنکھون کے سامنے سے وہ عیار چل دیا

روتے ہین طفل اشک تماشا نکل گیا

لو کھل کے بیٹھو رہ گئی تھوڑی شب وصال
اسدرجہ بھی حیا نہین اچھی شب وصال

کیا کی ہے دست شوق نے شوخی شب وصال
کیون ہو رہے ہو شرم کی کٹھری شب وصال

انگیا مسک گئی کہ دوپٹا نکل گیا

مدت کے بعد ادھر سے جو نکلا وہ سحر حسن
دیتا گیا نہ دم نہ دلاسا وہ سحر حسن

سیماب وبرق تھا کہ چھلاوا وہ سحر حسن
دم بھر نہ خاکسار و نمین ٹھہرا وہ سحر حسن

پیاسی زمین رہ گئی دریا نکل گیا

تو نے خبر ہماری نہ لی اے رشک ماہ لی
دیکھا کبھی تو تاکہ مین تیغ نگاہ لی

تقدیر کی کمی نے خرابی کی راہ لی
جس گھر مین دو گھڑی کو بھی جا کر پناہ لی

دیوار مین پھٹیر ہی ہو گئین کہ نا نکل گیا

کرتا نہین کسیکی شکایت یہ ناتوان
خواہان ہے ٹھوکرون کی نہایت یہ ناتوان

تھا شام تک تو قابل خدمت یہ ناتوان
قدمون سے چھٹ گیا شب وصلت یہ ناتوان

پہیلا کے پاؤن سوئیے کانٹا نکل گیا

آمد سے اوسکی ہو گیا گرداب بیقرار
ہے ہر حباب صورت سیماب بیقرار

ذرون کی طرح قطرے ہین بیتاب بیقرار
دریا ہے مثل ماہی بے آب بیقرار

ہر موج خاکسار اڑاتی ہے بحر نکل گیا

نادان ہین جو کہتے ہین سوگند آبرو
دنیا مین کوئی شے نہین مانند آبرو

ہین مستقل مزاج غرض مند آبرو
اہل صفا ہمیشہ ہین پابند آبرو

طوفان اشک دیکھہ کے دریا نکل گیا

آیات فضل اتری ہین گو تیری شان مین
پر تجکو بیخودی ہے حسینون کی دہیان مین
کی جستجو مپیر نے دونون جہان مین
ملتا نہین سراغ زمین آسمان مین
رضوان کدہر ترا دل شیدا نکل گیا

ایضاً غزل دیگر مخمس کردہ شد

ٹہری کبھی نہ چاند کی نسبت کہن کیساتہ
شیرین بھی نام زد نہ ہوئی کوہکن کیساتہ
منسوب خار ہو نہ سکا یاسمن کیساتہ
یہ پہل ہوا نصیب نہال چمن کیساتہ
سب نے لگا دیا مجھے اوس گلبدن کیساتہ

جب روح کو رہے نہ علاقہ بدن کیساتہ
اہل وطن کہ ائین غریب الوطن کیساتہ
امیدین قطع ہوگئین اس پیرہن کیساتہ
کیون رشتہ دار ائین کسیکی کفن کے ساتہ
کچہ ہوا گر ہوا تو چلین گور کن کے ساتہ

بجلی کے ساتہ صاعقہ ہو کوہ طور کا
ہمراہ آرسی کے ہو آئینہ نور کا
پازیب کی رکاب مین نالہ ہو صور کا
لائین بڑے جلوس سے زیور حضور کا
اکوتنین آفتاب چلے نور تن کے ساتہ

زینت اگر کرے تن انور حضور کا
جاری ہو حکم شمس و قمر پر حضور کا
پائین اگر اشارہ کمتر حضور کا
لائین بڑے جلوس سے زیور حضور کا
اکوتنین آفتاب چلے نور تن کیساتہ

دل جیسے چہین لیتے ہین کل عندلیب سے
چلتے ہو تم بہی چال وہی بے نصیب سے
غارتگری کی راہ نہ پوچہو رقیب سے
زلفین بنا و انکہہ ملا کر غریب سے
دو گٹہہ کٹی بہی چاہیے ہون آستین کیساتہ

رہتا ہے اونکو وصل کی شب تا سحر حجاب
دیوار سے سوا ہے برائے نظر حجاب
دیکہا نہین کسی نے کہین اسقدر حجاب
مسکا لیا پس یار نہ ٹوٹا مگر حجاب

نکلی نہ میری حسرت دل پیرہن کیساتہ

گو دشمنی ہے موت کو اِس خاکسار سے
سازش ہی کر چکی ہے وہ تیغ نگار سے
پر دیکھنا کہ قدرت پروردگار سے
ہم قتل ہو کے بھی نہ جدا ہونگے یار سے

بات اپنی سر کے ساتہ ہی سر تیغ زن کیساتہ

مانند بوی مشک ترا ڈوڑتی ہین کاکلین
کس شانسے ادہر ادہر اڈوڑتی ہین کاکلین
اونسے بہی بڑہ کے باتہ بہر اڈوڑتی ہین کاکلین
وہ ہین سمند ناز پر اڈوڑتی ہین کاکلین

پہرتی ہے دوڑتی ہوئی خوشبو ہرن کیساتہ

گلشن مین سیر سنبل و نرگس کو چہوڑ دون
یا آہوان دشت کی مجلس کو چہوڑ دون
حیرت ہی اوسکو چہوڑ دون یا اسکو چہوڑ دون
دونون مین کسکے ساتہ رہون کسکو چہوڑ دون

جاؤن خرد کے ساتہ کہ دیوانہ پن کے ساتہ

خالی پڑے ہوئے ہین پریخانے اندنون
بے اختیار پہرتے ہین دیوانے اندنون
کیا سرد مہریان ہین خدا جانے اندنون
جلنے سے نا امید ہین پروانے اندنون

شمعون کی گرمیان بہی گئین انجمن کیساتہ

کثرت ہے محو ابرو مژہ دار جمع ہین
تلوار کہینچے سیکڑون خونخوار جمع ہین
جو سرفروش ہین سر بازار جمع ہین
میلا لگا ہوا ہے خریدار جمع ہین

بن ٹہنکے موت آئی ہے کس تیغ زن کیساتہ

بیٹہے ہین منتظر کہ نظر سے نظر ملے
مشتاق ہین کہ کوچہ کیسو مین گہر ملے
کیا کہتے ہو اندہیرے کی کیونکر خبر ملے
حکم ادب شکستہ دلون کو اگر ملے

زلفون مین دوڑتی ہوئے جائین شکن کیساتہ

فکر منیر سے بہی ہے اعلا عروج خاص
برتر ہے حد وہم سے اون کا عروج خاص
ٹہرا فروغ عالم بالا عروج خاص
رضوان جو بڑہ کے عرش سے دیکہا عروج خاص

سات آسمان کہر کے ہوئے پنجتن کیسایہ

مخمس در ذکر ولیعہدی جناب امیر علیہ السلام

ہر طرف دنیا مین قدسی نور برسائے ہین آج
ساغر کوثر عذیر خم سے بانٹے آتے ہین آج
دین و ایمان آبرو تکمیل کی پاتے ہین آج
حکم خالق احمد مرسل بجا لاتے ہین آج
اپنے بھائی کو دے عہد فرماتے ہین آج

ہوتی ہے ارراستہ بزم شریعت اکطرف
مسند دین اکطرف تخت خلافت اکطرف
ہے مہیا منبر اوج امامت اکطرف
انتظار آمد شاہ ولایت اکطرف
جلوہ سے انکہین کلیم اللہ جھپکاتی ہین آج

قدسیان آسمان کا ہے جلوس اکر روان
فوج انوار الٰہی کی تجلی ہے عیان
راس و چپ جبریل و میکائیل باہم شادمان
بیچمین بالائے دلدل وہ امام انس و جان
سایۂ انور سے برق طور چمکاتے ہین آج

ہل اتی کا چتر تاج انما بالائے سر
قل کفی کی گو شوار دطرہ خیر البشر
خلعت من کنت مولی نوبت فتح و ظفر
ہاتہ مین لاسیف کی شمشیر تقوی کی سپر
لافتے کی شان سے شیر خدا آتے ہین آج

پیشوائی کو بڑہے ہین آپ ختم المرسلین
مرتضے کو لائے ہین مجمع مین منبر کو قرین
منتظر ارشاد کے ہین ہر طرف ارباب دین
اہتمام بیعت مولی مین ہین روح الامین
وحی خالق مصطفے امت کو پہنچاتے ہین آج

ایک منبر پر ہین دو نور الٰہی جلوہ گر
سب سے کہتے ہین نبی بازوئے حیدر تھام کر
یہ ہمارا جانشین ہے حاکم جن و بشر
جسکے ہم مولا ہین اوسکا یہ ہے مولی سر بسر
حجت حق ختم تم سب پر کئے جاتی ہین آج

جن نے سب فضل و کرم بخشے اخی کے واسطے
جو محمد کے لئے ہین وہ علی کیواسطے

ہے امامت ہی خلافت ہی اسی کیواسطے | | بس یہی ہے مقتدا ہر مقتدی کیواسطے

جو خدا نے کہدیا ہے تمکو سمجھاتے ہین آج

نوکر و حیدر کی بیعت رکھو یہ احکام یاد | | سن کے آمنا پکارے مومن پاک اعتقاد
ہو گئے مصروف بیعت حاضران خوش نہاد | | تہی یہی اکمال دین اتمام نعمت سو مراد

بہر بیعت ہاتھ ہم بھی اپنے دوڑاتے ہین آج

تہنیت مولا کو یون دیتے ہین سب بزم پیر | | ہو مبارک اب سے حضرت مومنونکی ہین امیر
جب قصیدے نے پڑہے ہین تا سنح و شک و نکیر | | تہنیت ہین یہ مخمس تو بھی پڑہ دی ہے منیر

جتنے ہین مداح حضرت کے صلا پاتے ہین آج

مخمس دیگر تضمین مصرعۂ خود

ظاہر کمال رحم خداداد کیجیے | | قید ملال و رنج سے آزاد کیجیے
برباد ہے غلام اب آباد کیجیے | | گہبرا رہا ہون جلد مجھے شاد کیجیے

للہ یا علی میری امداد کیجیے

اہل زمانہ کو میری ایذا پسند ہے | | مدت سے مضطرب ہون رہ چارہ بند ہے
چار و نطرف حصار مصائب بلند ہے | | تعویذ کارگر نہ عمل سود مند ہے

للہ یا علی مری امداد کیجیے

تاخیر میری عقدہ کشائی مین اسقدر | | زیبا نہین ہے آپ کو یا شاہ بحر و بر
دم بہر بڑہے جو پنجۂ خیبر شکن ادہر | | برباد ہو بنائے غم و رنج سر بسر

للہ یا علی مری امداد کیجیے

قطعے قصیدے عرض کیے مینے بار بار | | اب تک صلہ کیواسطے ہون محو انتظار
رکھتے نہین کریم گدا کو امید وار | | مین آپ پر فدا میرے مان باپ بھی نثار

للہ یا علی مری امداد کیجیے

اکبار جس نے آپ سے امداد کی طلب
فوراً مدد کی آپ نے اے محشر عرب
سوے نجف پکار رہا ہون مین روز و شب
کی آج تک حضور نے تاخیر لیکن اب

للہ یا علی میری امداد کیجئے

انصاف سے حضور سنین میری التماس
اتنی مصیبتون مین نہ کیونکر ہون بیحواس
راحت نہین مگر ہین غم و رنج بیقیاس
بہر رسول پاک و بتول خدا شناس

للہ یا علی میری امداد کیجئے

رباعی

ہے بعد رسول حق شہنشاہ علی
خورشید سپہر دین نبی ماہ علی
عالم مین خلیفہ بلافصل رسول
واللہ علی ہے ثم باللہ علی

رباعی

ممدوح صحابہ نکوکار مین ہین
بہتسمع پر نور بزم ابرار مین ہین
سلمان کے اوصاف مین محبوب خدا
فرماتے ہین اہل بیت اطہار مین ہین

رباعی

اصحاب مین ان پر نہین فائق کوئی
اس درجہ نبی کا نہین عاشق کوئی
بالائے زمین و زیر چرخ نیلی
بوذر کے برابر نہین صادق کوئی

رباعی در مدح حضرت مقداد بن اسود رض

بے شبہہ یہ حضرت ہین بہادر ایمان مین
ہر حال مین تابع شہ مردان ہین
یہ رزمگہ بلبل سدرہ ہے منیر
مقداد کل سرسبد عرفان ہے

رباعی در مدح حضرت عمار یاسر رض

ہین بندہ عشق پاک مین چور ازل
لمعان عبادت سے ہین پر نور ازل
سرتا بقدم بقول محبوب خدا
عمار ہین ایمان سے معمور ازل

رباعی

شیرین بھی ہے تجھ مین فن فرہاد بھی ہے
ہر صید ہے تیرے پاس صیاد بھی ہے
کس بانکی گل ہین تجھ مین کس برجکی چاند
سچ کہنا اے زمین کچھ یاد بھی ہے

رباعی

آئینہ خاطر مصفا نہ رہا
سیراب ہو کون آب دریا نہ رہا
دل خاک ہو صاف آبرو ہی کہوئی
موتی بننے کو ایک قطرہ نہ رہا

رباعی

جس روز سے دخل بے لبسی کی پایا
ہونٹون کا نہ قرب بھی ہنسی نے پایا
اپنا ساتھی تمام دنیا مین منیر
ڈھونڈھا تو مجھے کو بیکسی نے پایا

رباعی

ہر روز پلنگ کیون کسا جاتا ہے
آرام فراق مین کوئی پاتا ہے
کچھ درد جگر کی فکر لازم ہے منیر
کیا پاؤن کے دبوانے سے جاتا ہے

رباعی

برسہتی ہے کہین صفات حیوانیہ
حاصل نہ ہوئین خصال انسانیہ
سیدھا ہو خاک نفس امارہ منیر
العادۃ کالطبیعۃ الثانیہ

رباعی

ہوتا ہے گالیون سے مختل ایمان
پاکیزہ زبانونکا ہے افضل ایمان
دیندارونکو اے منیر بدنام نہ کر
بئس الاسم الفسوق بعد الایمان

رباعی

آسان ہے زیست اور ہے مشکل موت
سچ ہے کسے آتی ہے پسند ایدل موت
عرتے مرتے نہ ہوئے یاد اونکی منیر
العادۃ ما یزول الا بالموت

تاریخ جلوس بادشاه ایران به فرمایش حضرات مغلیه کانپور و بهر مصرع تاریخ

ناصر الدین شاه و ایم ناصر دین نبی — سنه ۱۲۶۴ — شد شهنشاه زمن جهاز امداد الله

جان احسان حامی شرع مبین — ماحی کفر نایب مهدی گل دین نبی ظل الله

دلنواز اوج همت سرور اقلیم دین — مالک ملک معلی زینت تاج و کلاه

کام بخش اهل ایمان مالک جود و عطا — قبله امید و ایمان سرور گیتی پناه

بحر عقل و ابر حلم و مهر برج داد و عدل — آسمان اوج حکم اختر و انجم سپاه

اعلم ادیان و اشجع عاشق نام علی — جاه و ان همت سلیمان سکندر بارگاه

دائما منصور با اشاه بر دور ملوک — تا ابد تا بد مه شاهی با مداد اله

دور مانند سلیمان حشمت سلطان پاک — سکه اش همپایه بالفتش جبین مهر و ماه

آستانش سجده گاه حاکمان گردون سجا — چون شب هنحوس روی کام اعدایش سیاه

داعی اقبال و عزت بوده این آزرده دل — رحم میکن بر منیر کام جوی بادشاه

مژده سال جلوس شه بهر مصرع بخوان — زین عیان تیزی طبع من ز تائید الله

تاریخ ولیعهدی جناب امیر المومنین علیه السلام بروز عید غدیر

بلغ ما انزل چو جبرئیل آورد — اهلا گردید قدر والای علی

در رو رهنذیر خم برافراخت نبی — بر منبر نور سرو بالای علی

دیدند بچشم دال من والاه بشه — ارباب بصر جمال زیبای علی

بسپرد نبی ولایت عهد باد — شد جای نبی بحکم حق جای علی

بر طایع خویش شد امامت نازان — گردید بگرد قد و بالای علی

اکملت لکم دینکم ارشاد خدا — آمد در شان عرش فرسای علی

معراج خلافت حقیقی بوده شه — در ظل همایون سرا پای علی

بر تخت خلافت با فضل نشست — بنگر معراج بخت اعلای علی

آورد سر تاریخ منیر از پی نذر | اوج دل و دین فزود از پای علی

تاریخ سال شهادت امام الاتقیا خاتم الاوصیا علی ابن ابی طالب علیه السلام

چون گشت شهید نور خالق | جیب خود قدسیان دریدند
تاریخ بخرجه نوشتم :: | افسوس سر علی بریدند

تاریخ سال شهادت شاه کربلا حسین گلگون قبا علیه السلام

رفت چون شاه شهیدان در بهشت | گشت از تیغ الم بسمل نبی :: ؛
گفتم ام سال شهادت اے منیر | بے سر و پا شد حسن بیدل نبی

تاریخ مسند نشینی نواب علی بهادر متین بانده دام اقباله

به نواب جان بخش گیتی ستان | عطا کرد مسند چو رستم کریم :: ؛
ازین جشن پر نور شد باغ دهر | رگ برق گردید موج نسیم :: ؛
به فیض خداوند گیتی پناه | جهان گشت خرم چو باغ نعیم
شده دستها ماهی آب زر | کف هر گدا گشت چون لوح سیم
سه تاریخ گفتم به یک بیت من | کشیدم درین رشته دُر یتیم
خوشا شوکت مسند بزم خود :: | چراغ امید و مراد عظیم
۱۲۷۹ھ ۱۲۷۵ھ ۱۲۶۵ھ

ایضاله دام اقباله

بهر نواب فلک رتبه خداوند جهان | اے خدا جشن بهر عهد مبارک باشد
دُر تاریخ درین رشته چنین گفت منیر | دائما جشن بهر عهد مبارک باشد
۱۲۶۵ھ

ایضاله دام اقباله

وصف نواب فیض بخش منیر | هست بیرون ز حیز امکان
گفت تاریخ فضلی و هجری | منظر زین منظر احسان
۱۲۸۷ف ۱۲۶۵ھ

ایضاله دام اقباله

آج جشن جلوس والا ہے — کھل رہی ہے نشاط و عیش کی راہ
آج ارض و سما میں لٹتا ہے — زر خورشید اور نقرہ ماہ
مسند آرا ہوئے مرے نواب — تہنیت سنج ہیں گدا اور شاہ
دُر فشانی کی دیکھ کر کثرت — عقد گوہر بنا ہے تار نگاہ
ہے یہ تاریخ اس خوشی کی منیر — بزم زیب و جلال و ثروت و جاہ
۱۲۶۵ھ

ایضاً

علی بہادر عالم پناہ بندہ نواز — نہاد چون بسر خویش افسر شوکت
منیر مصرع تاریخ این تجمل گفت — جلوس باد مبارک بمسند نصرت
۱۲۶۵ھ

ایضاً

حضرت نواب کے اوصاف کیا موزوں کروں — دامن دولت ہے جسکا اہل دنیا کی پناہ
آپ کی تعریف کی تاریخ کہتا ہے منیر — مسند آرائے امارت بحر جود و بذل و جاہ
۱۲۶۵ھ

ایضاً

خلعت آیا کو رزمی سے نیا — کھل گیا باغ ثروت و جلال
میرے نواب ہو گئے مسرور — ہو مبارک یہ سال فرخ فال
کہی برجستہ سنئے یہ تاریخ — آج آیا ہے خلعت اقبال
۱۲۶۵ھ

ایضاً دام اقبالہ

پھر کوئی تاریخ موزون کر منیر — دھوم تیری فکر کی ہے شہر شہر
مادہ ہے مدحت نواب کا — جامع جود ازل فیاض دہر
۱۲۶۵ھ

ایضاً دام اقبالہ

سب خیر خواہوں کی یہ اللہ سے دعا ہے — نواب کو ریاست ہو تا ابد مبارک
تاریخ کیا کہی ہے دیکھو منیر ہم نے — یہ دین کی حکومت ہو تا ابد مبارک

ایضاً تاریخ بے نقط دام اقباله

حاکم ملک هوا ماهِ مراد ::: عمدهٔ دهر سراهل همم
مصرع سال سرور اورلکها سرور رحم دل دهر کرم
۱۲۶۵ھ

تاریخ انتقال نواب ذوالفقار جنگ بهادر رئیس مانده

نواب نامدار بجنت جلوس کرد صبح مراد گشت بآفاق شام آه
شد روزگار خاک بسر آسمان گریست عاشور گشت نیمهٔ ماه صیام آه
فیاض دهر و حافظ قرآن و فیض بخش بخشندهٔ مراد دل خاص و عام آه
نواب ذوالفقار بهادر چو جلوه کرد سرسبز گشت گلشن دارالسلام آه
موزون نمود سال مسیحی چنین منیر شد آه ذوالفقار علی در بنام آه
۱۲۴۶ھ

ایضاً

دلا نواب ذی همت فلک جاه زبانده شد بسوئے خلد جازم
منیر این مصرع تاریخ بنوشت بود مسند نشین خلد دایم
۱۲۶۵ھ

تاریخ انتقال فرزند زاده جناب اوستادی دام ظلهم

رفت چون فرزند مرشد زادهٔ من از جهان پاره پاره شد دلم زین صدمهٔ جانکاه حیف
شد سیه عالم بچشم حضرت اوستاد من منخسف گردید در ظلمات قبر این ماه حیف
داد یغما زان هلال آسمان برتری نارسیده تا کمال عمر خاطر خواه حیف
آن نهال ناکشیده سر بگلزار شباب قطع کردش تیشهٔ مرگ ابدل آگاه حیف
سال رحلت از من محزون چه پرسی ای منیر ماه پنجم بست و چهارم روز پنجم آه حیف
۱۲۶۵ھ

ایضاً

مرد چون فرزند مرشد زاده من خاک حسرت ریخت بر سر هر گه و مه
گفت دل تاریخ صوری معنوی را بست و چارم ماه پنجم پنجشنبه
۱۲۶۵ھ

تاریخ انتقال محمد قایم رفوگر ساکن فرخ آباد

صورت نکہت گل زین چمنستان پرست — راہیے ملک عدم گشتہ محمد قایم
گوہر مصرع تاریخ چنین ست منیر — طالب جائے ارم گشتہ محمد قایم

تاریخ رحلت جناب زبدۃ الصلحا مرزا احمد بیگ صاحب فرخ آبادی

چون جناب میرزا احمد بد بہر — بود سلمان سیرت و بوذر سرشت
کرد این دنیائے فانی را وداع — در زمین قدس تحم انس کشت
مصرع تاریخ گفتم اے منیر — جائے پاکش باد در اوج بہشت

تاریخ وفات نواب بیگم صاحبہ دختر نواب مظفر جنگ بہادر متمکن مسند نشین فرخ آباد

بیگم مرحومہ کی رحلت سے ہوی رنج عظیم — فرخ آباد آج ہے ماتم سرائے خاص و عام
اے منیر اسطرح حور و ن نے کہی تاریخ مرگ — لالہ زار خلد مین نواب بیگم کا ہی نام

ایضاً

دلا ز رحلت نواب بیگم نامی — فغان و غلغلہ تا اصفہان رسیدہ بعید
منیر مصرع تاریخ انتقالش گفت — بہ بزم جنت علی در جنان رسیدہ بعید
۱۲۶۶ھ

تاریخ رحلت عمدۃ العرفا شاہ سلطان بخش صاحب فرخ آبادی

چون روان شد از جہان سوی عدم سلطان بخش — خضر صحرائے حقیقت ہادی راہ کمال
بر مزار پاک او تاریخ گفتم اے منیر — وائے دیدم قبر پیر و مرشد اہل کمال
۱۲۶۶ھ

ایضاً

مرشد اہل صفا سلطان بخش — آنکہ از راز نہان بود آگاہ ؛
رفت ناگہ ز جہان گذران ؛ ؛ ؛ — چاک زد جیب زماہے تا ماہ
زد رقم مصرع تاریخ منیر — مرشد اہل حقیقت یا للہ ؛ ؛ ؛
۱۲۶۶ھ

تاریخ رحلت مرزا عوض بیگ فرخ آبادی شاگرد مصنف

سوئے جنت گیا مرزا عوض بیگ — جوانی پر ہے اوس کے رحم واجب
ہزار افسوس اوس خورشید رو پر — سواد قبر ٹھہرے جس کو مغرب
بحق پنجتن یارب اوسے بخش — عطا کر اپنی رحمت کے مراتب
محبت اوسکو تھی مجھسے نہایت — ہوا تاریخ کہنے کا یہ موجب
منیر اوسکی لحد پر لکھ یہ مصرع — بناے تربت اقدس ہے طیب

۱۲۶۶ھ

تاریخ مرگ غلام حسین خان برادر تحصیلدار اشکوہ آباد

دلپر ہے داغ مرگ غلام حسین خان — عالم کو رنج ہے اوسی قدسی سرشت کا
تاریخ یہ منیر نے لکھی سر مزار — دیکھو یہی ہے قبر نمونہ بہشت کا

۱۲۶۶ھ

ایضاً

اعظم مرگ خان معظم — خون شد دلہا واے دریغا
گفت منیر این مصرع رحلت — رفت بہ جنت نوگل زیبا

۱۲۶۶ھ

ایضاً

اے خان منیع قدر عالی رتبہ — کیا خنجر مرگ نے ترے تیزی کی
تاریخ تری موت کی پڑتا ہے منیر — افسوس قضا نے آہ یہ جلدی کی

تاریخ مرگ تلمیذی حسین علی زرم فرخ آبادی

شتافت سوئے عدم رزم نوجوان افسوس — کشید در بغل خویش حور عین بہشت
جوان صالح دست گرد پاک طینت من — سفیدی کفنش باد یاسمین بہشت
منیر مصرع تاریخ رحلتش گفتم — بود حسین علی وار دزمین بہشت

تاریخ رحلت برادر پاک گوہر سید حسین مطیر خوش سیر

اے برادر اے جگر بند من ای سید حسین — ریختم در ماتم تو خاک بر سر ہاے ہاے
در کنار خود چو دل پروردہ بودم من ترا — در لحد خفتی کنون بے فرش و بستر ہاے ہاے

چون در آغاز جوانی شد گلوگیرت اجل
بست سالہ ہم نبودی ای برادر ہائے ہائے

حیف آن اخلاق و تہذیب و صلاح و علم تو
وا دریغا گشت این مجموعہ ابتر ہائے ہائے

بر سخندانی تو اشعار شیرینت گواہ
چون بیاد تو نگوید ہر سخنور ہائے ہائے

پیش حق خط نجات تو بود ہر مرثیہ
کردہ مداحی آل پیمبر ہائے ہائے

مصرع تاریخ مرگ تو ہمین گوید منیر
سید من راحت جان برادر ہائے ہائے

ایضاً

بھائی کے غم مین تنگ ہون دنیا سی اے منیر
کیون کر نہ روؤن مجھکو یہ غم فرض عین ہی

لوح مزار کے لئے تاریخ نظم کی
یہ ہائے ہائے تربت سید حسین ہے

۱۲۶۶ھ

ایضاً

جاتی ہے جان ماتم سید حسین مین
بر پا ہمارے گھر مین قیامت ہی دیکھہ لو

اوس جامع فضائل امجد کی موت سے
سر پر ہمارے خاک مصیبت ہی دیکھہ لو

مشہور تہا مطیر جو بھائی منیر کا
اے غافلو اوسی کی یہ تربت ہے دیکھہ لو

حاجت نہین ہے مصرع تاریخ مرگ کی
قبر مطیر بقعہ جنت ہے دیکھہ لو

۱۲۶۶ھ

ایضاً

افسوس گذاشت عالم فانی
درخا بگہ لحد غنودہ سید

تاریخ وفات او چنین گفت منیر
گلگشت ارم نمودہ سید

تاریخ ولادت خلف اکبر نواب فضل حسین خان بہادر مین مدار فرخ آباد

نواب فلک شکوہ فیاض جہان
ہے جنگ کرم سے دشت ہستی گلزار

خالق نے دیا او نہین ہمایون فرزند
پائی یہ عمر خضر ہو نیک اطوار

تاریخ تولد کی ہوئی فکر منیر
کرتا ہون طبیعت کی تعلی اظہار

دوہری تاریخین ایک مصرع مین کہین
خورشید فلک ہے ماہ بخت بیدار

۱۲۶۵ھ ۱۲۶۵ھ

ایضاً

بہار آگئی غنچۂ دل کھلے — شگفتہ گل باغ نصرت ہوا
دیا حق نے فرزند نواب کو — نمایان در درج عزت ہوا
کہی عیسوی سال مین نے منیر — نمود اختر اوج صولت ہوا

تاریخ غسل صحت لالہ بادھو رام جوہر فرخ آبادی

جوہر نے آج پائی بیمار یو سے صحت — یہ عیش یہ مسرت ہوا بخدا مبارک
امراض کی کدورت غسل طرب سے دھوئی — آئینۂ بدن کو لطف صفا مبارک
ہے جشن غسل صحت لشتا ہی مال و دولت — کہتی ہے ساری خلقت عید شفا مبارک
ورد زبان ہے مصرع یہ اے منیر محکم — عمر ابد مبارک بخت رسا مبارک
تاریخ ہمنے لکھی یہ سال عیسوی کی — غسل شفائے والا ہو دائما مبارک

۱۸۴۹ھ

تاریخ جشن عقد حکیم محمد حسن خانصاحب نجیب فرخ آبادی

میرے مخدوم ذی المفاخر ہین — علم و فضل و ہنر بہم دیکھو
اوس کے نقش نگین حکمت ہین — بر علی جہان رقم دیکھو
آج میدان نکتہ سنجی مین — اوس کی تیغ زبان علم دیکھو
منطق و شاعری و علم کلام — مجمع اوس مین یک قلم دیکھو
نام میرا کیا ہے اوس نے — مجھپر اللہ کا کرم دیکھو
اوس کی بزم طرب کی آج کی شب — غیرت افزائے جشن جم دیکھو
سال عقد اے منیر لکھتا ہون — زہرہ و مشتری بہم دیکھو

۱۲۶۵

تاریخ تعمیر مسجد در فرخ آباد

آنکہ کد بانوے نا[illegible] سعادت یار ست — مسجدے ساختہ چون از پے اصلاح [illegible]
مصرع سال بنایش بہ تحو گفت منیر — [illegible] جو کعبۂ اللہ ے جبا[illegible]

تاریخ رسید چھلا طلائی از نواب بانده دام اقبالہ

نواب نے بانده سے جو بھیجی ہے نشانی — چھلا نہین گرداب یم فیض عیان ہے
چھلا ہے کہ یہ حلقہ گیسوئے پری ہے — چھلا ہے کہ گویا دہن تنگ بتان ہے
گستاخی ظاہر ہے جو اس چھلہ کو کہئے گل — اس بات کی مشتاق ہر اک حور جنان ہے
چھلا یہ بنا ہے زر خورشید سے شاید — سونے کی چمک برق صفت جلوہ کنان ہے

اس چھلہ کی تاریخ منیر اب یہ رقم کر
انگشتر زیبائے سلیمان جہان ہے
۱۲۶۶

تاریخ عطائے گل یاسمن

چنبیلی کے پھولون مین اک طرفہ پھول — کہ جس سے جگل ہوا رم کا چمن
دیا مجکو نواب جم جاہ نے — کہ اوس سے نکالون مین عطر سخن
کہی مین نے تاریخ فوراً منیر — یہ آیا ہے تازہ گل نسترن
۱۲۶۵ھ

تاریخ عطای گل در از پیشگاہ نواب بانده

صبح آئے حضور میرے پاس — نور حق کا ہوا فلک سے نزول
لے گئے اپنے ساتھ بگھی پر — ہوگیا مطلب عظیم حصول
پھر ہوا کھانے مین ہوی مصروف — جسطرح تھا ہمیشہ کا معمول
پھر دکھائی گلاب باغ کی سیر — گل جنت سے تھا سوا ہر پھول
گل تازہ دیا منیر مجھے — ہوگئی باغ باغ جان ملول
مین نے برجستہ یہ کہی تاریخ — گل خورشید ہے اجی یہی پھول
۱۲۶۰ھ

تاریخ

شیر مارا میرے نواب نے کس جرات سے — چشم حسرت سے کیا مینے نظارہ کج
نظم کی مین نے یہ بیساختہ تاریخ منیر — میرے نواب نے کیا شیر کلان مار آج

تاریخ تصنیف مثنوی حضور پُرنور

نکتہ پرور امیر جم شوکت — حسن و خوبی مین یوسف ثانی
رستم عصر زور و جرأت مین — فیض بخشی مین ابر نیسانی
علم و دانش مین ہے وحید الدہر — شعر گوئی مین فخر خاقانی
نام نامی علی بہادر ہے — فخر دارا ہے اوسکی دربانی
مثنوی ایسی نظم کی رنگین — جس کے نقطے ہین لعل رُمّانی
بسکہ اوس کا سواد ہے پرنور — صاف ہے سرمۂ صفاہانی
نقطہ نقطہ ہے اختر تابان — دائرے خاتم سلیمانی
سرو باغ ارم ہے ہر مصرع — ہر ورق حور کی ہے پیشانی
اسقدر آبدار ہین مضمون — موتی جن کی حضور مین پانی
معنے صاف کی تجلی سے — آئینہ بھی ہے محو حیرانی
معترف عجز کا نہ کیون ہو منیر — کہ محال اوسکی ہے ثناخوانی
خوب تعریف مین نے موزون کی — دیکھہ یہ مثنوی ہے لاثانی

۱۲۶۷ھ

ایضاً

پرنور ہے اسقدر یہ نسخہ — ہے غیرت تیر جہان تاب
یہ بھی ہے منیر اوسکی تاریخ — بے مثل ہے مثنوی سے نایاب

۱۲۶۷ھ

ایضاً

المدرسے کا لک نکتہ سنج نواب — باغ معنی مین سرو موزون ہی یہہ
تاریخ اختتام کہتا ہون منیر — نایاب و جدید بحر مضمون ہی یہہ

۱۲۶۷

ایضاً

مین نے جب اس مثنوی کی سیر کی — گلشن معنی نظر آیا منیر

حیسوی تاریخ فوراً نظم کی — واہ کیا اگلا ہے مثنوی ہی بے نظیر
۱۲۶۷ھ

ایضاً

دیکھی جس نے یہ مثنوی کہتا ہے — سبحان اللہ واہ واصل علی
دو ہین تاریخین ایک مصرع مین منیر — بت خانۂ دہر نظم انور زیبا
۱۲۶۷ھ ۱۲۶۷ھ

ایضاً

خدا کے فضل سے یہ مثنوی کہی ایسی — کہ نکتہ دانونمین مدح وثنا حضور کی ہی
منیر اور بہی تاریخ نظم کرتا ہے — بنائے مثنوی مہر و ماہ نور کی ہے
۱۲۶۷ھ

ایضاً

مثنوی ہے یہ نسخہ اعجاز — اس مین ستہ نہین خدا ہی گواہ
اے منیر اسکی یہ ہی ہے تاریخ — نور حق مثنوئے مہر و ماہ
۱۲۶۷ھ

تاریخ عطای خلعت دارونگی دیوانخانہ

مہ برج رفعت ولایت حسین — یم خلق سے جسکی کوثر ہے موج
دیا اونکو خلعت جو نواب نے — ہوئے شادمان اہل دربار و فوج
کہی مین نے تاریخ فوراً منیر — ہمایون ہے یہ خلعت جباہ واوج
۱۲۶۷

ایضاً

میرے مخدوم کرمفرما کو آج — حضرت نواب نے خلعت دیا
دوسری تاریخ ہے یہ اے منیر — خلعت اقبال پایا واہ وا
۱۲۶۷

تاریخ عنایت خشخانہ از حضور پرنور

مجکو خشخانہ دیا نواب نے — فصل گرمی مین ہوئی سردی انیس
عیسوی تاریخ سوزون کی منیر — ٹٹیان زیبا ہین جسکی یہ نفیس

تاریخ ختم دیوان شاہ غلام اعظم صاحب افضل الہ آبادی

دیوان یہ افضل سخن رس کا ہے — ہر صفحہ ہے نسخہ کراست دیکھو
ہر بیت کو بیت ابر و حور کہو — ہر مصرع تر کو سرو جنت دیکھو
ہر مطلع نو ہے مطلع مہر فلک — مضمونون مین جلوۂ فصاحت دیکھو
ہر نقطہ ہے دُر صدف فضل و کمال — معنی مین تجلی لطافت دیکھو
تاریخ منیر سے کہی ہاتف نے — دیوان گلستان فصاحت دیکھو
۱۲۵۶ھ

ایضاً

دیوان افضل سخندان ہے یہ — یا غنچۂ بوستان جنت یہ کہلا
کہتا ہے منیر اور تاریخ اسکی — پاکیزہ گلستان فصاحت یہ کہدا
۱۲۵۶ھ

تاریخ عطائی خلعت و استادی از حضور نوابصاحب بہادر دام اقبالہ

میرے شاگرد اگرچہ تھے نواب — لطف توقیر لیکن آج ملا
خلعت آبروئے استادی — سر عزت کو مثل تاج ملا
مین نے تاریخ نظم کی یہ منیر — خلعت عز و جاہ آج ملا
۱۲۵۷ھ

تاریخ تالیف دیوان ثالث جناب استادی مولائی دام ظلہ

دیوان ثالث جناب استاد — در دست خرد بود کتاب اہسام
ہر مطلعش آفتاب برج معنے — ہر نقطۂ اوست عبرت ماہ تمام
گفتم مصراع سال اتمام منیر — پاکیزہ کلام دیدہ انجم از نظام
۱۲۶۷ھ

ایضاً

وصف دیوان سوم کا قصد جب بندہ کیا — آکے حیرت الحق سے دست و زبان رکھدی
وصف تصنیف مصنف کی ہی تاریخ اے منیر — طوطی ہند معانی شکر افشان ہو گئی
۱۲۶۷ھ

ایضاً

مدح اس نظم منور کی کرے کیا کوئی — جس کے صفحے ملک حور کی پیشانی ہین
اسکی ترتیب کی تاریخ کہی ہین نے منیر — طور انوار ہے دیوان سوم لاثانی
۱۲۶۷ھ

ایضاً

دونون جہان تیرے دیوانگی ہین محو — مداح خلق حمایت وحاضر ہی آپکی
یون عرض کی منیر نے تاریخ حیرتی — یہ بے مثال نظم جواہر ہے آپکی

تاریخ رحلت میر وزیر علی صبای لکھنوی

بے سبب یدل ہوئین وگلشن ہی ودیعت — بلبل گلزار خوش فکری کیا فردوس مین
رسم اخلاق ومحبت اونہی آواز سے — مسند آرائے محبت چل بسا فردوس مین
مجھسے رضوان نے کہی تاریخ جب رحلت منیر — مثل بوئے گل ابھی پہنچے صبا فردوس مین
۱۲۶۱ھ

تاریخ رحلت میر یار خان سرگروہ ظرفای موسیقی

اودھ نہاد نیاسے تھے زمین آج — ہوئے راہی عدم کے میر یار خان واے
محیط علم موسیقی سراپا — نظیر اونکی نہ زمانے مین کہین واے
منیر اونکی کہی تاریخ رحلت — عدیم المثل استاد جہان واے

تاریخ انتقال جناب مصنف تزہۃ اثنا عشریہ

سید مرزا محمد محسن ط — فلک مشرع راسخ کامل
فخر متکلم محدث نقہ — اورع عصر عالم وعامل
حاوی حکیم وطبیب وہم سخن عصر — کامل وہم مخلص کامل
ناصر اہلبیت در دہلی — اثبت دیانک وصادق وعادل
تزہۃ اوست در دوازدہ جلد — کرد دعوائے تحفہ را باطل
در جنان رفت پیش آل رسول — شد بدریاے معرفت واصل

سال مرگش چنان نوشت منیر | | ہائے افسوس فاضل کامل

تاریخ انتقال جناب غفران مآب قبلہ مجتہدین کعبہ متکلمین طاب ثراہ

قبلہ اہل حدیث و کعبہ اہل کلام | | روح قدسی پیشوای جن و انسان ہای ہای
جامع معقول و منقول اشرف ابرار عصر | | اعلم و افقہ پناہ اہل ایمان ہای ہای
نائب پاک ائمہ بحر زہد و علم و فضل | | میر دلدار علی ہادی دوران ہای ہای
ادرع و اتقی کلیم اوج طور اجتہاد | | ہست تصنیفات او بیحد و پایان ہای ہای
زنگ شبہات و خلل زا ائمہ ملت زدود | | بود صبح شرع را مہر درخشان ہای ہای
در بہشت آسود نزد اہلبیت مصطفی | | شہر علم عقل و دین گردید ویران ہای ہای
نظم کردم مسجع تاریخ رحلت اے منیر | | وارث علم پیمبر اوج ایمان ہای ہای ۱۲۳۴

ایضاً

مقتدای عارفان حق ملاذ مومنین | | ناصر اسلام دین جای شرع اعتقاد
چھوڑ کر یہ عالم فانی گئے سوئے بہشت | | ہو گئی روح مطہر خلعت رحمت سے شاد
دوسری تاریخ میں نے اور موزونکی منیر | | ہائے پدر پاک دین مہر سپہر اجتہاد ۱۲۳۴

تاریخ جشن صحت افتادن راہپ حضور پرنور

چون خورد اسپ قبلہ عالم سکندری | | نواب گشت از سر پشتش جدا بہ بین
ضرب عظیم بر جگر پاک او رسید | | آسیب یافت ہم کمر و دست پا بہ بین
ریشم کجاست کین جگر و دل نظر کند | | این پاس و سمع و حوصلہ نام خدا بہ بین
زین حادثہ قیامت کبرے شد آشکار | | جسم لطیف و نازک او این صد نہا بہ بین
عیسی نفس حکیم محمد حسن طبیب | | یکتائے عصر او ست بحکمت بیا بہ بین
گردید او کفیل علاج خدا یگان | | فکر دوا و محنت بے انتہا بہ بین

در چند روز صحت کلی نصیب شد | تائید ایزدی و حصول شفا ببین
امروز جشن صحت آن بحر همت است | این بزم عیش و انجمن جانفزا ببین
گفتا منیر مصرع تاریخ اے فلک | امروز جشن صحت نواب ما ببین
۱۲۶۹ھ

ایضاً

از درد جگر خدا یگانم | چون یافت شفا بوقت محمود
تاریخ عیسوی نوشتم | غسل صحت مدام مسعود
۱۸۵۳ء

تاریخ فصد حضور پرنور

جبکہ فصد پیر و مرشد لیچکے عبدالحکیم | آتی تھی آواز تحسین عالم بالا سے ایک
گورے گورے جسم سے نکلی لہو کی سرخ دھار | چمکی برق تازہ اس آئینہ زیبا سے ایک
فصد کی تاریخ نورانی کہی مینے منیر | لال مچھلی طرفہ اودہری نور کے دریا سے ایک
۱۲۶۷ھ

ایضاً

جناب قبلہ عالم نے فصد کھلوائی | شفا نصیب ہوئی ہوگیا سرور اکمل
منیر مینے یہ اس فصد کی کہی تاریخ | بیاض نور کی یہ لال ہوگئی جدول
۱۲۶۵

تاریخ انتقال وزیر الممالک نواب روشن الدولہ بہادر صوبہ دودہ

روشن الدولہ بہادر مرو ند | دہر شد بزم عزا ہی ہی حیف
بادشاہان بہ غمش در شیون | بر زبان امرا ہے ہے حیف
گشت خورشید وزارت بی نور | چہ شد آن مجد و علا ہے ہے حیف
در غم حضرت نواب بماند | بر زبان و لب ما ہے ہے حیف

گفتم این مصرع تاریخ منیر
ہائے فخر النور را ہے ہے حیف
۱۲۶۹ھ

مخمس غزل حضور پرنور دام اقبالہ

مطلع

وہ کون تہا جو تری چاہ مین یگانہ ہوا
اوسیکے عشق کا کونین مین فسانہ ہوا
ادہی کے سینہ سے تیر ستم خطا نہ ہوا
ترے خدنگ ادا کا وہی نشانہ ہوا
کہ جس کے عشق سے تو فت نہ مانہ ہوا

مطلع ثانی

جو جسکو چاہ کی رسوائی جاودانہ ہوا
وہی غریب ترا ننگ آستانہ ہوا
نظیر جس کا نہ ہوگا نہ ہے نہ تہا نہ ہوا
ترے خدنگ ادا کا وہی نشانہ ہوا
کہ جسکے عشق سے تو فت نہ مانہ ہوا

تہہ زمین مین بہی تو سرگشتگی نے گہیرا
کہ پاؤن ناصیہ سائی کو سنگ در تیرا
پس فنا بہی نہ پائیون نے منہ پہیرا
عدد کی ٹہوکرین کہانے کو ہائے مر میرا
لحد سے آکے ترا سنگ آستانہ ہوا

علاج تہا تو اجل ہی کا منحصر میرا
پر اوسکی گلی کے سفر سے دل مضطر میرا
یہ کیا غضب ہے کہ پہوٹا نصیب پہر میرا
عدد کی ٹہوکرین کہانے کو ہائے مر میرا
لحد سے آکے ترا سنگ آستانہ ہوا

نہ کچہ سرور بہار اب نہ لطف وہ واعظ
نہ دہر مین نہ کوئی میکدہ مین ہے وہ واعظ
حرم کا قصد کیا ترک کر دی مے واعظ
خدا کے بندون نے کہنے سے تیری اے واعظ
کیا تو زہد مگر ایک ہی خدا نہ ہوا

گئے جو میکدے سے تو نی پہیری اے واعظ
تو متقی ہوئے احباب میرے اے واعظ
منہ اپنے کیا یونہین رندسی پہیری اے واعظ
خدا کے بندون نے کہنے سے تیری اے واعظ
کیا تو زہد مگر ایک ہی خدا نہ ہوا

ادب سے مجلس جاناں مین لگ گئی جھپکی
زبان پر رہی خلوت مین مہر خاموشی

شب فراق مین آتا ہے دلکو سوچ یہی
کرین گے کیا وہ الٰہی کہ جنسی وصل مین ہے

حجاب عشق سے کچھ مدعا ادا نہ ہوا

زبان ذکر غم درد کر گئی کیا کیا
طبیعت اون کی مگر عیش پر گئی کیا آیا

خماری انکھون مین نیند آگئی کیا کیا
یہ کچھ نہ سوجھی کہ مجھپر گذر گئی کیا کیا

تمہین تو قصہ فرقت میرا فسانہ ہوا

حکایت غم ہجران سنائی سرتا پا
غضب تو دیکھو گلا درد سے کٹا ہی اڑا

مزے مین نیند کے مطلق نہ التفات کیا
یہ کچھ نہ سوجھے کہ مجھپر گذر گئی کیا کیا

تمہین تو قصہ فرقت میرا فسانہ ہوا

تڑپتے ہین میری فریاد سے صغیر و کبیر
ترے ہی دل مین نہ کی ہاے ہاے کچھ تاثیر

طپان ہے برق فلک سا درد ہاے ابر مطیر
فرشتو کو بھی کیا میری آہ نے تسخیر

یہ کیا بلا ہے کہ ایک تو ہی آشنا نہ ہوا

کیا چکورون کو تسخیر ماہ نے تسخیر
فلک کو خضر و خاور پناہ نے تسخیر

بشر تو کیا جو سکے دل کی چاہ نے تسخیر
فرشتو نکو بھی کیا میری آہ نے تسخیر

یہ کیا بلا ہے کہ ایک تو ہی آشنا نہ ہوا

نہوتی عشق کی منظور اگر مجھے تسخیر
نہ ہوتی ہوس دل انعشق دلربا کی تسخیر

کمال کیا جو پریزاد ہو گئے تسخیر
فرشتو نکو بھی کیا میری آہ نے تسخیر

یہ کیا بلا ہے کہ ایک تو ہی آشنا نہ ہوا

کسی رقیب نے شاید بھلا دیا رستا
کہ آپ جان دی اوسنے کہ تو نے دل کیا

نہین تو تو ہی بتا دے کہ اوسکی وجہ ہی کیا
تری گلی مین تو بھیجا عدم کو جا پہنچا

کدھر کو بھیجا تھا قاصد کدھر روانہ ہوا

یہ کیا سبب ہے جو صدمہ مجھی پہ ٹوٹ پڑا
کہ تیرے پاس نہ مکتوب الیہا پہنچا
کہان سے ہائے کہان نامہ بر مرا پہنچا
تری گلی کو تو بھیجا عدم میں جا پہنچا

کدھر کو بھیجا تھا قاصد کدھر روانہ ہوا

چمن میں دانہ شبنم ہی ڈال دیگی کہیں
بچھائی گی کہیں سنبل کا جال گر کہیں
میرے پھنسانے کو پھیلائی دام حیلہ گر کہیں
بہار آئے گی صیاد بنکر اے گلچیں

کبھی چمن میں اگر میرا آشیانہ ہوا

نہ کھیون ہون خوف اسیری سے مضطرای گلچیں
کہ اس برس ہی بدی پر مقرر ای گلچیں
پھنسون گا دام قفس میں مقرر ای گلچیں
بہار آئے گی صیاد بنکر اے گلچیں

کبھی چمن میں اگر میرا آشیانہ ہوا

خبر کسے ہے کہ تھا پہلے اصل میں کیتنا
عیان ہے سو خیر رفتار یہ تھا
جو پوچھے تو تو بالاجمال میں کہون اتنا
بچا ہوا تھا جو کچھ تیری چال سے

بدل کے رنگ وہی گردش زمانہ ہوا

ہوا کچھ اور ہی سابق کی چال سے فتنہ
لیا فلک نے تری چال ڈھال سے فتنہ
زمانہ میں ہے اسی قیل و قال سے فتنہ
بچا ہوا تھا جو کچھ تیری چال سے فتنہ

بدل کے رنگ وہی گردش زمانہ ہوا

اگرچہ ہے یہ گذارش منافی اداب
مگر منیر حزین ہے امیدوار جواب
بتا سے مجھے اے مرشد اولی الالباب
یہ کیا کیا جو کیا دعوے وفا نواب

کہ اوسکو اور جفا کے لئے بہانہ ہوا

جو اس دشمنون کی کیا نہین بجا نواب
کہ اوس شریر سے راز دلی کہا نواب
منیر ہے اسی صدمہ مین مبتلا نواب
یہ کیا کیا جو کیا دعوے وفا نواب

کہ اوسکو اور جفا کے لئے بہانہ ہوا

تاریخ ختم دیوان

ہوا صد شکر دیوان دوم ختم — پسند آیا نہ اس مین طول گفتار
منیر اب نام تاریخی کی تہی فکر — کہا دل نے کہو تنویر الاشعار
۱۲۶۹ھ

اشعار متفرقہ فارسی دیوان منیر عفی عنہ

مہ من کسیکہ شہ بابدرت رسیدہ باشد — ز فلک چہ دین باشد چو ترا ندین باشد
بت من نمیتواند کہ سر قلم ترا شد — دل خود ز صحبت ما بچسان بریں باشد
مپسند تا بحرمان رہ خویش باز گیرد — بہ ہوائے شوق جانی کہ بلب رسین باشد
پس ازانکہ خود ز پرسی نگذاز نا شنیدہ — بہزار شوق حرفیکہ بلب رسین باشد
تو بسیر لالہ و گل کہ روی ندائی ای گل — کہ کسیے بخون حسرت چقدر طپین باشد
مژہ ہائے حور و غلمان بتو و عظ مبارک — دل من فدائے خاریکہ بپا خلین باشد
سر گشتہ بگردم کہ بوقت جان سپردن — زمین و تو چشم بستہ رخ یار دین باشد
بر آئے یار نا صبہ رسائیت دین ما — پیوستہ سجدہ بوسہ زند بر جبین ما
خوش در سرائے بے جہتی آرمیدہ ایم — بیرون در نشستہ لیسار و یمین ما
خون در دل و گرہ بجبین کہ افگنیم — در وصل غیر ما نبود در کمین ما
در نزع جان بہ کشمکش زلف میدہم — عمر خضر بود نفس واپسین ما
در ہجر یار تیغ اجل ہم نمے برد — بر گشت ہمچو بخت دم واپسین ما
بہر گریستن چو نشستیم ای منیر — جز طفل اشک کس نہ گرفت آستین ما
ہر چند بکف تیغ جفا داشتہ باشی — صد خون بحلت گر مرا داشتہ باشی
در حرم حوصلہ سعی بہ تنگ آمدہ ست — سجدہ را پای درین راہ بہ سنگ آمدہ ست
پیام دیدہ بآن شمع انجمن نرسد — نگاہ ماست خریدی کہ در وطن نرسد

یک جام مانده باده عشرت درین چمن
گر غنچه بشگفد بدمن آن هم مئے رسد

خون دعوت عشق از دل دیوانه گر فتیم
حق القدم سیل ز ویرانه گر فتیم

از عدم دیوان گان نقد جنون آورده اند
جیب و چاک از یک گریبان سر برون آورده اند

آئینه از جمال تو بارگ و ساز و باد
هر روئے بخود ان دلفظاره باز باد

هنگام نزع جاده کویش به من نمود
عمر نگاه باز پسینم دراز باد

در کوے تو رسیده و ره ها نیافت
هر گاه باز گشت نگاهم مرا نیافت

تا فرق زمین به تیغ تو اضع بریده اند
بے سجده کس بکعبه تسلیم جا نیافت

حشر بر پا گشت و قاتل محو شمشیرم هنوز
رستم چندان درین حسرت که می میرم هنوز

گر بخوابی ایصنم چندان ز خود رفتم
خویشتن را در میان راه می گیرم هنوز

زهر جانب کمان ترک پری تمثال می آید
تماشا دست و پا گم کرده از دنبال می آید

بوئے جیب یوسف کنعان گرفته ایم
خوش در و شک زلف پریشان گرفته ایم

چون در آهن بدست تو شمشیر میدهد
سر تن به زخم خنجر تقدیر میدهد

خیز د فلک بجنگ چو خنجر برای صلح
تعظیم من عصا بکف پیر میدهد

اگر نه کس بسر اے که تو باشی
جائے همه خالیست بجائیکه تو باشی

بهانه عرض هلاک طالع فالوس باد
شمع روے بر شبهاے این بخت در میکند

از نالهٔ بیهوده بجان آمده بودم
اے بے اثری زود بفریاد رسیدی

آخر بتیغ کار عشق با نجام میرسد
این راه تا بمنزل آرام میرسد

بدل بقند شود تلخی جواب کسے
اگر بصلح کند آشتی عتاب کسی

برائے ساعتی ای بخت چشم خود به کشا
که خانه خالی و من میروم بخواب کسی

پاره شد پیرهن چو هر تیغ از صدر جا
زخم دل تنگ تر از بسکه بآغوش کشید

از راه وصل بعد فنا کامران شدم
دنبال جان گرفته بکویش روان شدم